تاریخ ہندوستان

ملقب

واقعات ہند

جسے

مولوی کریم الدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر حلقہ لاہور نے تالیف کیا

اور

منشی محمد حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع پرتاب گڈھ اور مولوی
ابوالحسن صاحب سابق کلرک اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن نے تصحیح کیا

حسب الحکم

جناب فیضمآب صاحب انسپکٹر جنرل بہادر سررشتہ تعلیم
ممالک مغربی و شمالی و اودھ

مرتبہ چہاردہم

مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ میں چھپی

۱۸۸۲ء

منشی محمد حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع پرتابگڈھ
ابوالحسن صاحب سابق لائبریری اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن اودھ نے تصحیح کیا

حسب الحکم

جناب فیضمآب صاحب انسپکٹر جنرل بہادر سررشتۂ
تعلیم ممالک مغربی و شمالی و اودھ

مرتبہ چہارم

مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ میں چھپا
جنوری ۱۸۸۴ء

[illegible] اول راجہ اکشواکو ... [illegible]

راجہ ... دھاتی ... اکشواکو سے لیکر راجہ رام چندر ...

... راجہ رام چندر کے بیٹے ... [illegible]

... کا حال سنسکرت کی ... [illegible]

... راجہ رام چندر کو ہندو اوتار ... [illegible]

... راجہ رام چندر کا عہد ... [illegible]

[illegible]

تاریخ ہندوستان

ملقب بہ

واقعات ہند

جسے

مولوی کریم الدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر حلقہ لاہور نے تالیف کیا

[illegible]

...ہمیں اپنی سعادت سمجھی اور ... [illegible] ... گڈھ اور مولوی

اور سیتا جی اونکی رانی اور لچھمن جی ... اونکے چھوٹے بھائی او

... [illegible] ... فقیر کا بھیس بنا کر ... نکھا

[illegible]

... راجہ ... سے ... [illegible]

... ہندوان ... [illegible]

... ۱۷ لاکھ ۲۸ ہزار برس کا تھا

... ۱۲ لاکھ ۹۶ ہزار برس

... لاکھ ۶۴ ہزار برس

... ۴ لاکھ ۳۲ ہزار برس ...

شادی ہرگز منظور نہ تھی جب وہ بہت بجد ہوئی اور کسیطرح باز نہ آئی تب
لچھمن جی نے دق ہوکر اوسکی ناک کاٹ ڈالی تھی - راجہ رامچندر
سیتا جی کی تلاش مین پھرتے تھے کہ اتفاقاً انہون نے سنتری یعنی ششیر سگریو
راجہ کشکندہ نگر ملک دکن کا ملا اور پھر راجہ سگریو سے ملاقات ہوئی سگریو کو
اسکے بھائی بالی نے ملک سے نکال دیا تھا دونون بھائیون مین لڑائی
ہوئی راجہ رامچندر کے تیر سے بالی مارا گیا اور سگریو اپنے ملک پر قابض
ہوکر رامچندر جی کا مطیع اور فرمانبردار ہوگیا - تب راجہ رامچندر نے راون پر
چڑھائی کی اور سگریو اور ہنومان بسرکردگی اپنی فوج کے ساتھ ہوتے -
دکھن سے گذر کر اوس آبنائے پر جو درمیان ہندوستان اور لنکا کی واقع ہے
راجہ رامچندر نے ایک پل باندھا اور اوس سے عبور کرکے راون سے لنکا مین
بڑی بھاری لڑائی کے فتح پائی اوسکو مارا اور ملک اوسکا اوسکے چھوٹے
بھائی بھبیشن کو بخشدیا اور سیتا جی کو قید سخت سے چھوڑا کر اپنے ملک کو واپس آئے
چندر بنسی خاندان کا بانی بودھ تھا اوسکا پڑپوتا مسمی پیات اوسکا
نشیمن الہ آباد مین ہوا بعد اوسکی وفات کے اوسکے پانچ بیٹے یدو انو
درہیو اور پورو باقی رہے پس یدو کی اولاد مین کرشنا اور بلرام
ہے - ایک اور بڑا حادثہ جو قدیم تاریخ ہند مین مشہور ہے اور اب

ہندوؤں کے زبان زد ہے اور جو کہ یدو کے خاندان مین ہوا تھا وہ یہ ہو
کہ یدو سے دو خاندان مشہور ہے ایک کیرو - دوسرا پانڈو - پر کیرو کا
فریق بنسبت پانڈو کے حکومت اور ثروت مین زبردست اور عالی ہمت تھا
جدہشٹر اوسوقت کا راجہ پانڈو کی اولاد مین اتنا طاقت ور اور صاحب علم
ہوا کہ اوسنے اشوامیدہ یعنی گھوڑے کی قربانی کا ارادہ کیا یہ قربانی
سوا اوس بادشاہ عظیم الشان کے جسکا مقابلہ کوئی راجہ نکر سکے اور کوئی
نہین کر سکتا -

دریودھن راجہ جو کیرو کے خاندان سے تھا یہ بات ناپسند ہوئی
چنانچہ اوسنے یہ خبر پاکر کہ جدہشٹر کو جوا کھیلنے کا بڑا شوق ہے اپنے
دلمین اس قربانی کے روکنے کا منصوبہ ٹھہرا کر جدہشٹر کے پاس آیا اور
بازی بدکر جوا کھیلنے لگا جب جدہشٹر بازی ہارگیا تب دریودھن نے
اوس سے کہا کہ اگر تو اپنا راج اور جورو دونوں پر بازی بدے تب مین
تیرے ساتھ جوا کھیلتا ہون اوسنے ایسا ہی کیا اتفاق سے جدہشٹر
وہ بازی بھی ہار گیا دریودھن نے فوراً اوسکی جورو اور سلطنت قبضہ
کرکے بارہ برس کی میعاد پر اوسکو جلاوطن کر دیا جب بارہ برس
ختم ہوئے تب جدہشٹر نے اپنے بھائیون کرشنا اور بلرام جو
سلطنت کا ہو کر اوسکے پاس آیا [illegible] اوسکا

تب جدہشٹر نے ارادہ جنگ کا کیا دونون جانب سے فوج آراستہ
کی گئی اور یہ تجویز ٹھہری کہ جو فتح پاوے وہ حکومت لے۔
یہ لڑائی کوروچھیتر کے میدان مین تھانیسر کے قریب جو پنجاب مین واقع ہے [illegible]
جاہین قرار پائی اور بموجب کتب ہنود کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہند کے خاندان
مین سے دونون طرف چھپن نسلین اس لڑائی مین شامل تھین اٹھارہ دن تک کارزار اس
میدان مین جاری رہا اسی لڑائی کا حال کتاب مہابھارت مین مفصل لکھا ہے انجام کار پانڈونکی
فتح ہوئی اور کورون نے شکست پائی دریودھن مع اور چند راجاؤنکے مارا گیا
— جدہشٹر فتحمند ہوکر مع اپنے بھائیون کرشنا اور بلرام جی کے دوارکا کیطرف کوچ
کرگیا جہان سری کرشنا جی پہونچکر مقتول ہوئے اور جدہشٹر اور بلرام جی کوہ ہمالیہ
جاکر برف مین گل گئے اور انکے پوتے راجہ پریچھت [illegible] سے
زمانہ کو ہستناپور جو انکا دارالسلطنت تھا بسبب طغیانی گنگا کے ڈوب گیا —

[illegible]

تخمیناً [illegible] چھ سو برس پیشتر حضرت عیسیٰ کے ایک اور خاندان [illegible] آکے
مشرقی ہندوستان مین اختیار جنکو ہندو لوگ تکشک کا خاندان یعنی سانپون کی اولاد بتلاتے
ہین انکے بادشاہ کا نام ششناگ تھا انہون نے ہندوستان شمالی کو فتح کر لیا
[illegible] کا نام مگدہ دیش کا راج مقرر کیا اس سلطنت مین صوبہ بہار اور ممالک شمالی
[illegible] کے داخل تھے دارالسلطنت انکی شہر پاٹلی پترا تھا جو قریب شہر پٹنہ کے واقع [illegible]

حملات مغربی

فہرست بادشاہان غیر جنہون نے ہندوستان پر چڑھائی کی یا راجہا ہندوستان جو زمانے ماضی میں تھے
مع مختصر بیان تاریخی

نمبر	نام قوم	نام بادشاہ	خلاصہ حالات تاریخی
۱	فارسی	دارا	۵۱۰ برس قبل سال عیسوی کے کیخسرو کے تخت پر ایران میں جلوس کیا۔ بعد ازان ہندوستان پر چڑھائی کی۔ دریاے سندھ کے قرب و جوار کے ملک فتح کیے۔
۲	یونانی	سکندر	۳۳۱ برس قبل سنہ ع کے ہندوستان پر چڑھائی کی راجہ پورس سے مقابلہ ہوا۔ اوسنے چاہا کہ دور تک ہندوستان فتح کرے لیکن اوسکی فوج دریاے ستلج سے آگے نہ بڑھی۔
۳	مہانند	تکشک	تین سو تین برس قبل مگدھ دیش کے راج پر قابض ہوا فوج لیکے سکندر کے مقابلے کے لیے مستعد ہوا۔ چانک اوسکے وزیر نے اوسے مار ڈالا۔
۴	چندر گپت	ایضاً	مہانند کا لڑکا نائن کے پیٹ سے تھا چانک وزیر کی صلاح سے سب عہدہ داران راج کو قتل کروا ڈالا اور خود راج پر قبضہ کیا چوبیس برس سلطنت کرکے دو سو بانوے برس قبل سنہ ع کے رحلت کی۔
۱	اگنی کل	بکرماجیت	اگنی کل خاندان پوار کی نسل میں یہ راجہ تھا چھپن برس قبل سنہ ع کے تخت پر بیٹھا اگنی کل بنس کے راجہ [illegible] ساتھ برہمن تھے اونھون نے قدیم مذہب بودھ [illegible] سے مٹا دیا۔ اور شیو کی پرستش قائم کی۔ بکرماجیت کی [illegible] ساتھ [illegible]
۱	اندرا	سدرسیکا	زمانہ راجہ بکرماجیت میں [illegible] میں راج کرتے تھے زبان [illegible] بانی سلطنت کا خطاب [illegible] یہ خاندان [illegible] مسلمانون کے عہد [illegible]

داراب بن بہمن بادشاہ فارس اون بادشاہون مین سے اول بادشاہ ہے
جنھون نے مغرب کیطرف سے ہندوستان پر چڑھائی کی یہ بادشاہ
پانچسو اٹھارہ برس پیشتر سنہ عیسوی سے کیخسرو کے تخت پر ایران مین
متمکن ہوا اور دریاے یونان سے لیکر سندھ کے کنارے تک جسمین کئی
ملک شامل تھے اسنے فتح کیے اتنی بڑی سلطنت پر بھی قانع نہوکر بطمع زر
ہندوستان پر چڑھائی کی اور دریاے سندھ کے قرب وجوار کی سب بستیان
مع ملک پنجاب اپنے قبضے مین لایا اگرچہ اسکا پتا نہین کہ کتنے ملک
اوسنے فتح کیے پر اتنا تاریخون سے ضرور ثابت ہے کہ دارا کے پاس
سوا ہندوستان کے جسقدر اور ممالک تھے اونمین سے اتنا محصول کسی
ملک کا نہ آتا تھا جسقدر کہ خراج ہندوستان سے آتا تھا کیونکہ تمام صوبجات
ممالک مقبوضہ ایران کا خراج جمع کرکے حساب کیا گیا تھا تو اوس خراج کی
ایک تہائی حصے کی برابر ہندوستان کا خراج آتا تھا اور اور ملکون سے
چاندی اور ہندوستان سے خالص سونا ونذرانہ بھیجا جاتا تھا اسیطرح پر
صد برس تک ہندوستان ملک ایران کا ایک صوبہ رہا بلکہ دارا اور بابک
شہنشاہ بعد جبکہ سکندر اعظم نے ملک فارس کو تہ وبالا کیا اوسوقت ہی ہندوستان
نے بھی طوق اطاعت شاہ ایران اپنی گردن سے اوتارا۔
ایام سلطنت سکندر اعظم مین دارا ابن داراب بادشاہ ایران کا تھا

اس دارا نے کبھی ہندوستان پر حملہ نہین کیا تھا بلکہ اسکے باپ دارا ب
ابن بہمن نے ہندوستان کو فتح کرکے سب راجہ مگدہ وغیرہ سے باج گزار
اپنے ملک کے کر لیے تھے۔

اور جبکہ سکندر اعظم نے ہندوستان پر یورش کی اوسوقت راجہ مہانندکہ
اولاد شش ناگ سے تھا اسکی پٹنہ یعنی صوبہ بہار مین حکمران تھا اور شاہ ایران کو نعلبندی
دیا کرتا تھا اس قوم کے سب راجہ بدھ کی پرستش کیا کرتے تھے یہ بدھ پانسو پچاس
برس قبل ظہور حضرت عیسیٰ کے صوبہ بہار مین پیدا ہوا گیا جی مین اسکا
مقام رہا کرتا تھا۔

جبکہ سکندر اعظم ملک ایران کو زیر و زبر کرکے مع لشکر جرار دریاے سندھ پر
پہنچا چونکہ تین برس تک اوسکی فوج نے حملات کرنے اور لڑنے بھڑنے مین
بڑی محنت اوٹھائی تھی اور موسم سرما مین برفستانی پہاڑون پر چڑھتے چڑھتے
بھی تھک گئی تھی اسلیے اوسنے اپنی فوج سے وعدہ کیا کہ ہندوستان کو
فتح کرکے جو مال لوٹ کا میرے ہاتھ آئیگا وہ تمکو انعام مین دونگا طوعاً و کرہاً
اوسکی فوج نے منظور کیا چنانچہ بیس ہزار آدمی کی فوج لیکر سندھ پار ہوا
اوسوقت سکندر کی عمر تیس برس کی تھی یہان آکر اوسنے معلوم کیا کہ تین
بادشاہ ہندوستان مین راج کرتے ہین ایک کا نام ابی سار لکھا ہے یہ
راجہ ملک کشمیر اور پہاڑی بستیون کا حاکم تھا دوسرا ٹکسیلا جیلم دوآبہ سندھ

سانگر کا راجہ تھا یہ وہ ملک ہے جو دریائے سندھ اور جہلم کے بیچ میں واقع ہے
تیسرا راجہ پورس تھا پور کا راجہ تھا یہ دونوں پچھلے راجہ چندر بنسی
خاندان کے تھے۔

ابی سیر نے یہ دانائی کی کہ اپنے بھائی کے ہمراہ تحفجات کر کے سکندر کے
حضور میں اوسکو جلد تر روانہ کر دیا اور کہلا بھیجا کہ خود باشتیاق ملاقات
سکندر اعظم کے دربار میں حاضر ہوا اور سکندر کی مع اوسکی فوج کے اپنی
دارالریاست میں بڑی دھوم دھام سے ضیافت کی وہاں سکندر نے
اپنے تھکے ماندے سپاہیوں کو آرام لینے کے واسطے چھوڑ دیا اور کچھ سپاہ
اونکی محافظت کے واسطے متعین کر کے خود مع چیدہ جوانان تنومند اور
جنگ آزمودہ کے دریائے جہلم کی طرف کوچ کیا چونکہ برسات شروع ہو گیا تھا
اور جہلم کا پاٹ ایک میل تک پھیلا ہوا تھا پانی بڑے زور شور سے بہتا تھا
اور راجہ پور کا لشکر واسطے مقابلے کے دوسرے کنارہ جہلم پہ سکندر کی
فوج کا سد راہ تھا اور جس طرف سے اوترنا چاہتا تھا اوسطرف سے مقابلہ
راجہ پور کرتا تھا اسلیے اس دریا سے پار اوترنا سکندر کو مشکل معلوم ہوا
کیونکہ راجہ پور نے ہاتھیوں کی قطار دریائے جہلم کے کنارے پر آراستہ
کر کے عبور دریا کی راہ سب جگہ سے بند کی
سکندر نے اپنے چار سو برن ۔ دارا ابن داراب بادشاہ ایران کا تعاقب

اس دریا مین ایک جزیرہ تھی اسلیے جبکہ رات اندھیری ہوئی اور ہوا کا سناٹا
اور مینہ کے زور اور بادل کی گرج مین سپاہ کا کچھہ شور و غل سنائی نہ دے سکتا تھا
موقع پاکر گیارہ ہزار ایسے سپاہی ہمراہ لیکر راتوں رات دریا پار ہوگیا ہندوؤنے
یہ خیال کیا کہ تھوڑے سے سپاہی شاید نکلے ہونگے اسلیے راجہ پورس نے
اپنے بیٹے کو تھوڑے سے آدمی دے کر اونکے ہٹانے کے لیے روانہ
کیا راجہ پورس کا لڑکا جاتے ہی کام آیا اور فوج نے شکست پائی تب راجہ
پورس کے کان کھڑے ہوے اور سمجھا کہ خود سکندر عبور کر آیا ہے فورا
چار ہزار سوار اور تیس ہزار پیادے اور بہت سے رتھہ اور ہاتھی ہمراہ
لیکر سکندر کے مقابلہ پر صف آرا ہوا راجہ پورس کی سپاہ نے بڑی بہادری
دکھائی پر سکندر کے سواروں کے آگے کچھہ پیش رفت نہ گئی وہ پھر مردو
سکے پیچھے ہٹ کر بھاگنے لگے پر صرف راجہ پورس ایک ہاتھی پر سوار ہوکر خود
لڑتا رہا سکندر نے اوسکی بہادری دیکھکر رحم کھا کر چاہا کہ اوسکی جان
بچا دے اسواسطے اپنے راجہ اور سے کہلا بھیجا کہ اگر ہمارے پاس
چلا آئیگا تو اوسکی عزت اور حرمت مین کچھہ فرق نہوگا راجہ پورس راضی ہوگیا
سکندر کے پاس بے خوف چلا گیا اوسوقت سکندر نے اوس سے پوچھا کہ آ
پکے ساتھ [illegible] سے اوسنے جواب دیا کہ جو سلوک بادشاہ
بادشاہ [illegible]
راجہ ملک کشمیر اور پہاڑی بستیون کا سکندر بہت خوش ہوا اور اوسکو پھر اوسکا

ملک بخشکر اپنی طرف سے اور ملک بھی اوسکو دیا راجہ پورپہ فیاضی اوسکی
دیکھکر مدت تک اوسکا وفادار خیرخواہ رہا۔

سکندر نے بخیال اسکے کہ اس دریا کی راہ میرے قبضے مین رہے حکم دیا
کہ دونون طرف اس دریا کے ایک ایک شہر تعمیر کیا جاوے اور دوآبہ یعنی
وہ قطعہ ملک کا جو درمیان جہیلم اور چناب کے واقع ہے راجہ پورو کو عطا کیا
اور خود چناب پار ہوکر آگے کو روانہ ہوا جب دریای راوی سے عبور کیا تو
سکندر کو خبر پہونچی کہ ایک بڑا گروہ مفسدین کا برسر پرخاش ہے شاید یہ لوگ
قوم تاتار سے ہونگے جو ہندوستان مین آبسے تھے مقام سنگالہ پر ایسی سخت
لڑائی ہوئی سولہ ہزار آدمی اونمین سے سکندر نے قتل کیا اور ستر ہزار قید
ہوئے باقی ماندہ پہاڑ کی جانب بھاگ گئے

راجہ چندر گپت ولد راجہ مہانند جو پانی پت سے کنارہ سمندر تک والی تھا
مگدہ دیس سے کوچ کرکے پنجاب مین آیا تھا اور ملاقات کے وقت شہر پاٹلی پتر
کی تعریف جو دارالریاست مگدہ دیس کا تھا شاہ سکندر کے روبرو بیان کیا
اس سبب سے سکندر نے ارادہ کیا کہ ایسے بڑے شہر مین اپنا جھنڈا گاڑ دونگا
پر افسوس کہ اوسکی فوج نے ذرا بھی قدم آگے ستلج کے نہ بڑھایا سکندر نے
فوج کو دھمکایا اور کبھی خوشامد اونکی کی اور کبھی طمع لوٹ اور بخشش کی دی
مگر لشکر کسی طرح آگے چلنے کا نہ ہوا اسلیے ناچار ہوکر دل مین یہ بات ٹھان لی

کہ وطن میں پہونچکر پھر اونہی فوج بھرتی کرکے ہندوستان پر پھر چڑھائی کرونگا اور سمجھتا تھا کہ ضرور فتح کرونگا افسوس کہ بابل کے دلدل کے پاس پہونچکر اوسکو بخار آیا اور بتیس برس کی عمر میں کہ عین عالم شباب تھا راہی ملک بقا ہوا —

جب سکندر ہندوستان میں آیا تو راجہ مہانند مگدہ دیس کا حکم فرما بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے اور ہاتھی وغیرہ بیشمار لیکر سکندر کے مقابلے کو مستعد ہوا تھا مگر سکندر بسبب سرکشی اپنی فوج کے ستلج پار نہو سکا اور اپنی جگہہ سے اوسکو اولٹا پھرنا پڑا بعد ازان راجہ مہانند کو اوسکے وزیر مسمی چانک نے مروا ڈالا اور اوسکے بعد اوسکے آٹھہ بیٹون نے باتفاق بارہ برس تک یعنی ۳۱۵ برس قبل سنہ عیسوی تک سلطنت کی انمین سے ایک بیٹا مسمی چندر گپت بہت لایق تھا مگر اوسکے بھائی بسبب اسکے کہ وہ نائن کے پیٹ سے تھا اوسکو حقیر جانتے تھے یا بموجب قول بعض مورخین کے اوسکو باپکی پوتر سے سوتیلے بھائیون نے نکلوا دیا تھا پھر تقدیر چندر گپت نے اپنے باپکے وزیر مسمی چانک سے سازش کر کے ان ساتون شہزادون کو قتل کروا ڈالا اور خود مستقل مگدہ دیس کا راجہ ہو کر چوبیس (۲۴) برس تک راج کیا اور دوسو بانوے (۲۹۲) برس قبل سنہ عیسوی کے اس دنیا سے کوچ کیا

چندرگپت کے بعد جتنے راجہ تخت نشین ہوئے وہ اچھے خاندان کے
اور صاحب علم تھے اونھون نے سڑکین بنائین سوداگری کو رونق دی
علم کی ترقی مین سعی کی خصوصاً اون زمانے مین سنسکرت زبان کی بڑی
ترقی ہوئی۔

تخمیناً دو سو برس پیشتر سنہ عیسوی کے ایک اور خاندان نے ہندوستان پر
حکومت حاصل کی جسکو اگنی کل کہتے ہین اس قوم کے ہمراہ برہمن لوگ
ہو گئے تھے اسیواسطے برہمنون کو وہ اقتدار حاصل ہوا کہ آج تک اونکی
قدر ہندوستان مین روز افزون ہے اس خاندان کے راجاؤن نے
بودھ کی پرستش ہندوستان سے اوٹھادی اور جو لوگ کہ اس مذہب کے
تھے اونکو جلاوطن کر دیا چنانچہ جزیرۂ لنکا اور ملک برہما مین اونھون نے
سکونت اختیار کی اور ہندوستان مین برہمنون نے نیا مذہب برہما کا
پھیلادیا اور بودھ کا ماننا بالکل چھوڑ دیا۔

اس اگنی کل خاندان کے چار فرقے تھے جنمین سے پرمار یعنی پوار فرقے نے
بڑی طاقت اور شہرت حاصل کی اونکی حکومت نربدا ندی کے اوس
پار تک تھی اور وسط ہند اور ممالک مغربی کے سب شہرون پر اونکی
حکومت تھی اس خاندان کی دار السلطنت شہر اوجین تھا
جو صوبۂ مالوہ مین واقع ہے۔

پوار خاندان میں راجہ بکرماجیت بڑا مشہور راجہ گذرا ہے جو چھپن برس
قبل سنہ عیسوی کے تخت نشین ہوا تھا۔ راجہ اپنے زمانے میں بڑا
نیک نام رہا صلح اور جنگ دونون مین شہرۂ آفاق ہوا اسی راجہ نے
سنسکرت زبان کو بہت ترقی دی اور تمام ہندوستان سے اچھے اچھے
پنڈت تلاش کر کے اپنی کچہری میں بھرتی کیے۔ کالیداس شاعر کا اسی
راجہ کے وقت میں فروغ ہوا۔ یہ راجہ بڈھا ہوکر راجہ سالباہن سے
شکست کھا کر لڑائی میں مارا گیا۔

جس زمانے میں کہ پواری خاندان کے راجہ اوجین میں حکومت کرتے تھے
ان کی اولاد مگدھ دیس پر قابض و متصرف تھی اس خاندان کے
بانی سدرسنگ ہے جس کو کانادیو یا پوبا کرنا کہتے ہین اور اسکی
راجہ برابر مگدھ کے تخت پر بیٹھے اور ان سب کو لقب پالی
سنسکرت مین دیا ہے یہ دونون خاندان پواری اور اندھرا
زمانے میں برباد ہوگئے اور ہندوستان میں ایک بڑا تہلکہ
اس اثنا میں مسلمانون نے ہندوستان پر چڑھائی کی۔

حصہ دوم

مسلمانوں کے عہد حکومت کا تذکرہ حسب تفصیل ذیل درج ہے

باب ۱ اول حکومت خلفا کی جو سنہ ۹۶۸ عیسوی تک ختم ہو گئی —

باب ۲ دوم اسمین خاندان غزنین کا بیان ہے جو سنہ ۹۹۶ عیسوی میں شروع ہوا اور سنہ ۱۱۸۶ عیسوی میں ختم ہوا —

باب ۳ سوم سلطنت غوریان ابتدای سنہ ۱۱۸۶ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۶ عیسوی تک —

باب ۴ چہارم سلطنت غلامان سنہ ۱۲۰۶ء سے لیکر سنہ ۱۲۸۸ عیسوی تک —

باب ۵ پنجم سلطنت خلجیان سنہ ۱۲۸۸ عیسوی سے سنہ ۱۳۲۱ عیسوی تک —

باب ۶ ششم سلطنت خاندان تغلق سنہ ۱۳۲۱ عیسوی سے سنہ ۱۴۱۴ عیسوی تک —

باب ۷ ہفتم سلطنت سادات سنہ ۱۴۱۴ عیسوی سے سنہ ۱۴۵۰ عیسوی تک —

باب ۸ ہشتم سلطنت خاندان لودہی سنہ ۱۴۵۰ عیسوی سے سنہ ۱۵۲۶ عیسوی تک —

باب ۹ نہم سلطنت مغلیہ خاندان تیموری سنہ ۱۵۲۶ء سے اسمین خاندان سوری وغیرہ کا بھی بیان ہے خاندان سوری نے سنہ ۱۵۴۰ عیسوی سے سنہ ۱۵۵۵ء تک حکومت کی پھر خاندان مغلیہ نے سنہ ۱۵۵۶ عیسوی سے سنہ ۱۸۵۷ عیسوی تک —

فہرست اور خلاصہ حالات اون بادشاہون کا جنکا ذکر واقعات ہند مین بعہد عمر کے باب اول مین ہے

نمبر	نام	لقب	سنہ جلوس	سنہ وفات	سنہ عیسوی	کیفیت
۱	خلیفہ ولید ابن عبد الملک	خلیفہ				دار السلطنت اس بادشاہ کی بغداد تھی سنہ [illegible] مین اپنے سپہ سالار محمد بن قاسم کو ہندوستان کے فتح کرنی کو بھیجا راجہ داہر حاکم گجرات سی لڑائی ہوئی
۲	مامون ابن ہارون رشید					بعد خلیفہ ولید مامون رشید نی ہندوستان پر چڑھائی کی راجپوتون سے لڑائی ہوئی لیکن شکست کھائی
۳	اسمعیل سامانی					سنہ ۸۶۲ مین خلیفہ سی منحرف ہو کی بخارا مین خود مختار بادشاہ بن بیٹھا پہلی ایک صوبہ دار بغداد کا تھا
۴	الپتگین					یہ شخص اسمعیل سامانی کا صوبہ دار تھا غزنین کی حکومت [illegible]
۵	اسحاق		سنہ ۹۶۵ع		سنہ ۹۷۶ع	تخت غزنین پر [illegible] سے مقابلہ کیا اور فتحیاب ہو کر اس بات کا نوشتہ لکھا لیا کہ اسحاق خراسان کا مستقل پادشاہ ہے۔
۶	سبکتگین		سنہ ۹۷۶ع		سنہ ۹۹۷ع	یہ شخص غلام اور داماد الپتگین کا تھا بعد وفات اسحاق کی پادشاہ ہوا جس سال مین جلوس کیا اوسی سال مین ہندوستان پر چڑھائی کی جیپال سے لاہور مین مقابلہ ہوا ملتان فتح کیا۔
۷	اسمعیل		سنہ ۹۹۷ع	قید مین گیا		چند ماہ فقط سلطنت کے بعد اوسکو بڑے بھائی محمود نے خارج کرکے خود پادشاہ بنگیا۔

باب اول حکومت خلفاء
جو ۱۰۶۱ء مین ختم ہوئی

سب سے اول ہندوستان پر مسلمانون مین خلیفہ ولید ابن عبد الملک کے لشکر نے حملہ کیا اور سندھ سے لیکر دریای گنگا تک کے ملک اسکے سپہ سالار محمد بن قاسم نے مفتوح کیے ۷۱۱ء مین وہ ہندوستان پر چڑھکر آیا حال اسکا یون ہے کہ محمد ابن قاسم برادر زادہ حجاج بن یوسف ثقفی حاکم بصرہ کا بیس برس کی عمر مین (۶۰۰۰) چھ ہزار آدمی لیکر سندھ پر آیا اور راجہ داہر جو اوسوقت مین حاکم گجرات کا تھا کئی لڑائیان لڑا راجہ مذکور شکست پاکر مارا گیا تب محمد ابن قاسم نے چیتور پر لشکر کشی کی اوسوقت دہلی سے خاندان تنوار کا ایک راجہ پانڈو کی اولاد سے حکومت کرتا تھا اوسکی نسل سے اکیس راجہ دہلی کے تخت پر اننگپال کے عہد تک جلوس فرما ہوے پھر اننگپال نے اپنے نواسے پرتھی راج کو جو کہ دہلی کے ہندو راجاؤن مین سب سے پچھلا راجہ تھا گود لیا جسکے مرنے کے بعد اہل اسلام کا جھنڈا دہلی مین پانسو برس تک بڑی مضبوطی سے قائم رہا۔

خلیفہ ولید کی فوج جب ہندوستان پر چڑھکر آئی تھی اوسوقت ہندوستان مین بڑی کھلبلی پڑی ہوئی تھی کیونکہ ہر ایک خاندان کے راجہ ضعیف ہو گئے تھے

مستقل ہو جاوے اور وہ خود سر بادشاہ غزنی کا ہو گیا اور کابل و قندہار کو اپنے
ماتحت کر کے غزنی کو دار السلطنت مقرر کیا اگرچہ شاہ منصور نے کئی سپہ سالار
الپتگین کے مقابلے کو باری باری روانہ کیے پر وہ اونکے فریب میں نہ آیا
پندرہ برس تک یہ شخص غزنی میں حکومت کرتا رہا اور سنہ ۳۶۵ ہجری میں مطابق
سنہ ۹۷۵ء کو فوت ہوا۔

اسحاق ابن الپتگین

بعد وفات کے اوسکا بیٹا اسحاق ابن الپتگین اپنے باپ کے
تخت پر [illegible] ہجری مطابق سنہ [illegible] عیسوی میں اجلاس [illegible] ہندی کی [illegible]
تو اوسکا [illegible] بادشاہ منصور کیطرف سے خدشہ لگا رہتا تھا [illegible] اگرچہ
اور [illegible]
اوسکے باپ کو باغی اور غاصب سمجھتا تھا اسواسطے اسحاق
سپہ سالار شجاع سبکتگین کو اپنے ہمراہ لیکر شاہ منصور پر حملہ کیا اور فتح پائی
اور شاہ منصور سے اس بات کا اقرار نامہ لکھوا لیا کہ اسحاق مستقل بادشاہ
خراسان کا بلا شرکت ہے تا کہ پھر کسیطرح کا دعویٰ منصور کا خراسان پر نہ رہے
اور پھر سلطنت مستقل کرنے اسکا دو برس حکومت کر کے سنہ ۳۶۷ ہجری
مطابق سنہ ۹۷۷ عیسوی میں اسحاق راہی ملک بقا ہوا۔

سبکتگین

اسحاق کی وفات کے بعد سوا سبکتگین کے کوئی شخص لائق تخت نشینی نہ رہا تھا

سبکتگین اصل مین ایک شہزادہ ایران کا تھا جو اتفاق زمانہ سے کیفیت
افلاس مین الپتگین بادشاہ سابق غزنی کی خدمت مین حاضر ہوا تھا
اور الپتگین نے اوسکو ہونہار دیکھکر خرید لیا تھا اور درجہ بدرجہ ترقی دیکر
سپہ سالاری کے رتبے تک اوسکو پہونچا دیا تھا اب اوسنے بادشاہ الپتگین
کی لڑکی سے اپنا نکاح کرکے داماد بادشاہ کا بنکر تخت پر جلوس فرمایا اور اپنے
جلوس کے اول ہی سال مین یعنی ۹۷۶ع مین اوسنے ہندوستان پر چڑھائی
کی اوسوقت راجہ جیپال لاہور کا راجہ تھا اور ملتان اوسکے قبضہ [illegible]

بیس برس کی عمر مین (۶۰۰۰) چھ ہزار آدمی لیکر سندھ پر آیا اور راجہ داہر سے
[illegible]
جو اوسوقت مین حاکم گجرات کا تھا کئی لڑائی [illegible]
[illegible] ات پر حملہ کیا پر کامیاب ہوا بلکہ پکڑا گیا
اور خود اوسکو [illegible] ہونا پڑا اور ہر سال کا خراج دینا منظور کرلیا شاہ سبکتگین نے
حکم دیا کہ اس سال کا خراج اسیوقت ادا کرو مگر چونکہ وہان کل خراج کا روپیہ
سرانجام نکرسکا اسلیے اوسنے درخواست کی کہ بادشاہ اپنے معتمدون کو
بندے کے ہمراہ کردے لاہور مین پہونچکر باقی روپیہ ادا کردونگا یہ درخواست
منظور ہوئی جب لاہور مین آیا تو دربار کیا دہنی طرف تخت کے جو برہمن
لوگ کھڑے تھے اونسے صلاح پوچھی برہمنون نے عرض کی کہ مہاراج
اب حاکم غزنی کا کچھ اندیشہ حضور کو نہین رہا ہمارے نزدیک یہ ہے کہ پیسہ دینا عقل سے بیفائدہ ہے

بائین طرف جو چہتری لوگ اوسکے سپہ سالار اور افسر فوج تھے اونسے پوچھا تو
اونھون نے یہ رای دی کہ راجہ کو لازم ہے کہ جو اقرار روپیہ کے دینے کا کیا ہے
اوسکو پورا کرے ورنہ مسلمان چڑھ آوینگے اور پھر لڑائی ہوگی جنگ مین جایا
برباد ہوگی اور صدہا آفات مین مبتلا ہو جاینگی ان سب قباحتون کی نسبت
روپیہ کا دینا آسان بات ہے جو حضور نے وعدہ کیا ہے بیشک اوسکو پورا
کیجیے راجہ نے یہ سنکر ناک بھون چڑھائی اور ہرگز نہ مانا برہمنون کی راے
مان لی اور معتمد شاہی کو قید کر لیا سبکتگین کو جب یہ خبر بد عہدی کی پہونچی
تو آگ ہو گیا مثل طوفان کے مغرب سے آیا تمام راجہ شمالی ہندوستان نے
اور راجہ دہلی اور راجہ اجمیر اور راجہ کالنجر اور راجہ قنوج ایک لاکھ آدمی کی
فوج لیکر راجہ جیپال کی مدد کو آئے اور ہندوا ور مسلمانون کا مقابلہ لمغان کے
کنارے پر ہوا یہ لڑائی سندھ دریا کے پچھم کیطرف ہوئی تھی اوس زمانے مین
ہندو لوگون کو دریای اٹک کے پار جانے سے احتراز نہ تھا آخر کو ہندوون نے
شکست کھائی اور نیلاب کے کنارے تک اونکا تعاقب ہوا اس لڑائی کے بعد ایام سلطنت
سبکتگین مین جو کہ بیس برس تک رہی ہندوون سے اور کوئی لڑائی نہین ہوئی سبکتگین نے
بیس برس سلطنت کرکے سنہ ۹۹۷ عیسوی مین وفات پائی اوسکے بعد اوسکا چھوٹا
بیٹا اسمٰعیل بادشاہ ہوا مگر دو چار مہینے کے بعد اوسکے بڑے بھائی محمود نے جو حقیقت
مین وارث تاج و تخت تھا سلطنت پر قبضہ پایا اور سنہ ۹۹۷ عیسوی مین تخت نشین ہوا

فہرست مختصر حالات بادشاہان خاندان غزنی متعلق باب دوم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام بادشاہ	عرف	سنہ جلوس	کیفیت موت	سنہ وفات	کیفیت
۱	محمود	محمود غزنوی	۹۹۷ سنہ	اپنی موت سے مرا	۱۰۳۰	بارہ حملے ہندوستان پہ کیے اول حملہ سنہ ۱۰۰۱ میں دوم سنہ ۱۰۰۴ میں سوم سنہ ۱۰۰۵ میں چہارم سنہ ۱۰۰۸ میں پنجم سنہ ۱۰۱۰ میں ششم سنہ ۱۰۱۲ میں ہفتم سنہ ۱۰۱۳ میں ہشتم سنہ ۱۰۱۵ نہم سنہ ۱۰۱۸ دہم سنہ ۱۰۲۲ و یازدہم سنہ ۱۰۲۳ میں دوازدہم سنہ ۱۰۲۴ میں علم کی بڑی قدر اسنے کی اور ہندوؤں کا دشمن تھا۔
۲	محمد	محمد	۱۰۳۰	قتل کیا گیا	۱۰۴۰	بعد وفات محمود کے تخت غزنی پہ قابض ہوا مسعود نے جو اوسکا حقیقی بھائی تھا اوسکو قید کرکے آپ پادشاہ ہوا اور اوسنے محمد کی آنکھیں نکلوا ڈالیں دوبارہ پھر تخت پر بٹھایا گیا لیکن اوسکے بھتیجے مودود نے اوسکو قتل کیا
۳	مسعود	مسعود	۱۰۳۰	زندہ گاڑ دیا گیا	۱۰۴۰	نمبر ۲ کا بھائی تھا کشمیر اسنے فتح کیا اور ہانسی کا قلعہ فتح کیا ہندوستان کو پھرتے وقت اوسکی فوج باغی ہو گئی نمبر ۲ کو پھر تخت پہ بٹھایا جس نے مسعود کو زندہ گڑوا دیا۔
۴	مودود	مودود	۱۰۴۰	اپنی موت سے مرا	۱۰۴۹	نمبر ۲ اور اوسکے لڑکے کو مارا اسنے تھانیسر اور نگرکوٹ کو اوسنے فتح کیا نمبر ۳ کا بیٹا تھا اسکے بعد چار بادشاہ ۹ برس تک غزنی میں سلطنت کرتے رہے۔

بڑا خطیم سے ملاقی ہے وہان پر فوج اوسکے عبور کی مانع ہے ہر ایک کوٹھی پر
سپاہ جنگی متعین ہوا اسی اثنا مین ایک ہرکارہ ہندوون نے اوسکے پاس
بھیجا وہ یہ پیغام لایا کہ اب بھی اپنی جان بچانی ہو تو اس بے ادبی سے باز آ
نہیں تو ہمارا دیوتا تمکو تباہ کر دیگا محمود نے تیر اندازون کو حکم دیا کہ آگے
بڑھین اور تیر برسانا شروع کرین چنانچہ تھوڑی دیر مین ہندو کی فوج جو دیوارون
پر محافظتی ماری گئی یہ حال دیکھکر ہندو لوگ بہت ہی بدحواس ہو گئے اور
بتون کے آگے بڑی گریہ وزاری سے روکر سجدے کرنے لگے جب
مسلمان سیڑھی لگاکر اوس مندر کی دیوار پر چڑھنے لگے اوسوقت
ہندوون نے ایسی بہادری سے اونکا مقابلہ کیا کہ حملہ آوران اسلام پر نقصان
اوٹھا کر پسپا ہوے دوسرے روز پھر حملہ کیا مگر کچھ فایدہ نہوا تیسرے روز قریب جوار کے
راجہ لوگ سومنات کا مندر بچانے آگئے بڑی معرکہ کی لڑائی ہوئی اور فتح کسیکی بھی
نہ معلوم ہوئی اور ہندوونکی مدد کو سردار پرام دیو اور سردار دابشلیم جو کہ
مشہور امیر گجرات کے تھے پہونچ گئے اوسوقت سلطان محمود نے خیال
کیا کہ ہندوستان مین صرف ایکہی فوج گویا مجھے شکست ہوئی ہے اسلیے
اوسنے اپنی فوج کی حرارت مذہبی کو اسطرح افروختہ کیا کہ زمین پر اوسنے
خدا کے سامنے سجدہ کیا اور مدد کا خواہان ہوا اور اپنی فوج کو سردار پکار
پکار کر کہا کہ اب یا فتح ہو گئی یا شہادت سے سرفراز ہوے تمام فوج پر

جان دینے کو تیار ہوگئی اور ایسی جوش میں آکر لڑی کہ اونسے فتح پانی محال دیکھکر وہ سپاہ جو محافظ مندر کی تھی مارے خوف کے مندر کو خالی کرکے بھاگ گئی سلطان محمود مندر میں داخل ہوا اوسکے اندر سونے کے بت رکھے تھے اون سب میں سومنات کی مورت پانچ گز اونچی تھی اور دو گز زمین میں گڑھی اور تین گز اوپر تھی سلطان محمود نے اپنے ہاتھ سے ایک تیر مارکر اوسکی ناک توڑی اور حکم دیا کہ اس بت کو توڑکر ٹکڑے ٹکڑے کرڈالیں برہمنون نے جمع ہوکر محمود کے روبرو اپنے تئین زمین پر ڈالدیا اور التجا کی کہ ہمارا دیوتا نہ توڑا جاوے ہمسے اسکے عوض بہت سا روپیہ بادشاہ لیلے مگر محمود نے ہرگز نہ مانا اگرچہ اوسکا وزیر مائل ہوگیا تھا کہ اسقدر زر کثیر لے لیا جاوے پر محمود نے فرمایا کہ قیامت کے روز میں بت فروش اپنا نام رکھوانا نہیں چاہتا بلکہ بت شکن اپنا نام چاہتا ہون کہتے ہیں کہ جسوقت وہ بت توڑا گیا تو اسقدر جواہرات اور موتی اور ہیرے اور لعل اوسکے پیٹ میں سے نکلے کہ جسقدر روپیہ دیتے تھے اوس سے کئی حصہ قیمت میں زیادہ کا مال تھا بیت المال لیکر وہ جب غزنی کو چلا تو راہ میں درمیان ریگستان کے ملتان کے قریب جاٹون نے کئی حملے اوسپر کیے جسکے سبب سے دوسرے برس یعنی سنہ ۱۰۲۷ عیسوی میں ایک اور حملہ کرکے جاٹون کی خوب گوشمالی کی اور اونھین نیست و نابود کردیا۔

بعد ازان اوسنے خراسان کو مفتوح کیا اور غزنی مین جاکر بیمار ہوا اور ۲۹- اپریل سنہ ۱۰۳۰ عیسوی مین بعمر سٹھہ برس کا ہوکر راہی ملک بقا ہوا اوسکی تاریخ رحلت ایک شاعر نے یہ لکھی ہے —

تاریخ وفات محمود غزنوی

آنکہ محمود غزنوی بودہ	واقف سر معنوی بودہ
سال شنقار آن خدیو زمان	ہاتفم گفت شاہباز جہان

محمود کے خصائل مین مورخین کا اختلاف ہے بعض کہتے کہ وہ لئیق بادشاہ اور بامنصفت و عادل و خداپرست اپنے زمانہ کا تھا بعض مورخ کہتے ہین کہ وہ بڑا ظالم و حریص و دلیر تھا حاصل یہ ہے کہ اوسکی طبیعت کی عجیب کیفیت تھی کہ باہم اوصاف متضاد تھے اوسکے وقت مین ممالک مشرقیہ مین شہر غزنین علم و فضل کا معدن گنا گیا تھا اوسکے عہد مین یہ لوگ بہت بڑے مشہور مصنف ہوئے ہین ۱ فردوسی جسنے شاہنامہ تصنیف کیا ۲ عنصری جو مشہور فلسفی اور شاعر ہے ۳ ابوریحان منجم جسکو بغداد سے مامون رشید نے اوسکے پاس بھیجدیا تھا اور وہ اوس بادشاہ کی رفاقت مین رہتا تھا —

سلطان مسعود

سلطان محمود غزنوی کے بعد اوسکے دو لڑکے ہے جو توام تھے

بڑے بیٹے کا نام سلطان محمد تھا وہ رحمدل اور خلیق تھا اوسکو بادشاہ
پیار زیادہ کرتا تھا - دوسرا اوسکا بھائی مسعود تھا یہ لڑکا مثل اپنے
باپ کے غضب ور اور اولوالعزم تھا چونکہ محمود نے پہلے ہی سے معلوم
کر لیا تھا کہ میرے بعد ان دونوں بھائیوں میں تخت کیواسطے جھگڑا
ہوگا اسلیے اونسے اپنی حیات میں ماوراء النہر کی حکومت جسکی دارالخلافہ
جرجان تھی سلطان محمد کو دیدی تھی اور مسعود کو اپنے قلمرو کی مشرقی حصہ کا
حاکم کر دیا تھا -

بعد وفات سلطان محمود کے سلطان محمد اسکا بڑا بیٹا تخت پر بیٹھا اسکے
تخت پر بیٹھتے ہی مسعود نے اوسکو لکھا کہ مجھکو سلطنت کی خواہش نہیں ہے
مجھکو صرف یہ آرزو ہے کہ تین صوبے جنکو میں نے بزور شمشیر فتح کیا تھا
میرے ہی قبضے میں رہیں اور میرے نام کا خطبہ اونمیں پڑھا جاوے
اس بات کو محمد نے منظور نکیا اسلیے مسعود نے ایک فوج فراہم کی اور غزنی
پر چڑھائی کرکے فتح پائی اور محمد کو پکڑ کر اوسکی آنکھیں نکلوا ڈالیں یہ سب
معرکہ اوسی سال میں ہوا جس سنہ میں سلطان محمود نے وفات پائی تھی اور
مسعود بھی اوسی سال میں تخت نشین ہوا پر جو اوسکو توقع تھی وہ ظہور میں نہ
آئی یا اوسکی سلطنت روز بروز تنزل پانے لگی قوم سلجوق نے عجم کے
صوبوں پر زور پکڑا اور وہ لوگ ہمیشہ حملہ آور رہتے تا وقتیکہ اونکو محمود اسا

سلطان ارسلان

مسعود کے بعد اوسکا بیٹا ارسلان تخت پر بیٹھا جسنے بادشاہ ہوتے ہی
اپنے بھائیون کو قید کرنا شروع کیا مگر بہرام اپنے ماموں سنجر ترکمان کے
پاس بھاگ گیا اور اوسکی حمایت چاہی اونسنے اوسکی مدد کی چنانچہ ترکمانو
کی ایک فوج غزنی پر چڑھ آئی اور وہان پہونچکر ارسلان کو نکالدیا مگر ارسلان
پھر آکر لڑا اور پھر اونسنے تخت لیلیا آخرکار چار برس سلطنت کرکے مقتول ہوا

سلطان بہرام

بہرام اب بے تنازع وارث تاج ہوا اوسنے بڑی دانائی اور سلامتی سے
سلطنت کی اور اہل علم کی اوسنے بہت قدر کی پینتیس برس تک
اوسنے بادشاہت کی اور آخر ایام سلطنت مین خاندان
غوری کے جھگڑون مین گرفتار ہوا جس خاندان نے تھوڑے ہی مدت
کے بعد خاندان غزنی کا چراغ بجھا کر اپنی بادشاہت کو فروغ دیا۔

فہرست مختصر حالات بادشاہان خاندان غور متعلق باب سوم حصہ دوم قصص ہند

نمبر	نام بادشاہ	نام باپ	مدت سلطنت	انجام	سنہ عیسوی	کیفیت
۱	قطب الدین محمد غوری	قطب الدین	۰	قتل کیا گیا	۰	بہرام کی لڑکی سے اسکی شادی ہوئی تھی خاندانی فساد کی سبب بہرام غزنوی نے مروا ڈالا بعض تاریخ سے ثابت ہے کہ اسکو زہر دیکر ہلاک کیا۔
۲	سیف الدین				۱۱۵۲	قطب الدین کے خون کا بدلہ لینے کو اوسکا بھائی سیف الدین غزنی پر آیا بہرام کو شکست دی [illegible]۔ بہرام نے اوسے گرفتار کر کے مروا ڈالا۔
۳	علاء الدین				۱۱۵۶	اسنے بہرام کو پھر شکست دی۔
۴	شہاب الدین محمد غوری	قطب الدین	۳۰	گکھڑوں کے ہاتھ سے مارا گیا	۱۲۰۶	اس شخص نے ہندوستان پر ۹ دفعہ حملہ کیا۔ اور تیس برس سلطنت کی اور تیس برس اپنے بھائی کی ماتحتی میں اور تین برس خودسر ہو کر قلعہ [illegible] اسنے فتح کیا اسی بادشاہ کے وقت میں چنگیز خان نے سلطنت مغلیہ کی بنا ڈالی اور دہلی کو [illegible] فتح کیا [illegible] قطب الدین [illegible] حاکم مقرر کیا۔

باب سوم سلطنت خاندان غور

ابتدا سے ۱۱۸۶ء سے ۱۲۰۶ء تک

محمد قطب الدین غوری

غور ایک مقام کا نام ہے جو قندھار سے سات آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اعز الدین حسین ہاں کے ایک سردار نے سلطان مسعود شاہ ابن محمود غزنوی کے دربار میں بڑا اعزاز اور رسوخ حاصل کیا تھا یہاں تک پایہ اوسکا بلند ہوا کہ سلطان مسعود نے اپنی لڑکی کی شادی اوسکے ساتھ کردی اور علاقہ غور کی حکومت اوسکے نام زد کی۔ اوس سے سات لڑکے پیدا ہوے اونھیں سبعہ سیارہ کا خطاب دیا اونمیں سے ایک کا نام قطب الدین تھا اوسکی شادی سلطان بہرام کی بیٹی سے ہوئی مگر بسبب کسی خطا کے سلطان بہرام نے اپنے داماد یعنی قطب الدین کو قتل کروا ڈالا۔

سیف الدین

سیف الدین اوسکا بھائی اوسکے خون کا بدلا لینے کو چلا اور اوسنے بہرام کو نکالکر غزنی پر قبضہ کرلیا مگر رعایا اوس سے راضی نہ تھی اوسکی شکست چاہتی تھی کہ بہرام ہی بادشاہ ہو یہ حال دیکھکر بہرام یکایک غزنی پر آیا اور سیف الدین کو گرفتار کرکے اوسکا منہ کالا کرکے تمام شہر میں تشہیر کیا

اور پھر اوسکا سر کاٹ ڈالا۔

علاؤالدین

سیف الدین کے بھائی علاؤالدین نے یہ حال سنکر ایک بڑی فوج تیار کی اور اپنے بھائی کے خون کا عوض لینے کو غزنی پر چڑھائی کی اور بڑی بھاری لڑائی ہوئی بہرام نے شکست پائی اور ہندوستان کیطرف بھاگا اور وہان بہت مصائب دیکھکر ۱۱۵۲ع مین فوت ہوا۔

اسطرح پر خاندان غزنی کی حکومت دریای سندہ کے ممالک مغربیہ سے خارج ہوئی علاؤالدین غزنی کو تاراج کرکے اپنی دارالسلطنت کو بمقام فیروز کوہ پھر گیا سلطان سنجر ترکمان نے پھر غزنی پر چڑھائی کی علاؤالدین سے مقابلہ کیا اور اوسکو شکست دی مگر خراسان کے فساد کی خبر سنکے وہ اوسے فرو کرنے کے واسطے اوسطرف جانے کو مجبور ہوا اور یہان علاؤالدین کو تخت غزنی کا دے گیا ۱۱۶۱ع مین علاؤالدین نے انتقال کیا اور اوسکے بعد اوسکا لڑکا بادشاہ ہوا لیکن اوسی سال مین اوسے ایک امیر نے مار ڈالا بعد اوسکے اوسکا چچازاد بھائی تخت غزنی پر قابض ہوا اور شہاب الدین معروف بہ محمد غوری اپنے حقیقی بھائی کو بطور اپنے نائب کے اوسنے مقرر کیا محمد غوری اگرچہ ہر ایک ملک پر فتحیاب و منصور اور مظفر رہا اور حقیقت مین اسکا نام اور رونق حکومت غوریہ فقط اسی شخص کی وجہ سے ہوئی

اونتیس برس تک تا دم زیست اپنے بھائی سے اوسنے سرتابی نہ کی اور
اوسکا تابعدار بنا رہا۔

خسرو شاہ

بہرام کا بیٹا خسرو لاہور مین آیا اور اس شہر کو اوسنے اپنا دار الخلافہ بنایا
سلطان محمود غزنوی مرحوم کے ملکون مین سے اوسکی اولاد کے پاس
صرف ہندوستان کے صوبون مین سے لاہور ہی باقی رہگیا۔ خسرو
سات برس تک سلطنت کرکے لاہور مین مرگیا۔ بعد اوسکے اوسکا بیٹا

خسرو ملک

تخت لاہور پر بیٹھا اور اوسنے ہندوستان کے تمام اون صوبون پر
قبضہ کیا جو کسی زمانے مین اوسکے بزرگون کے قبضے مین آگئے تھے
مگر سنہ ۱۱۸۰ع مین سلطان محمد غوری نے بعد تسلط غزنی کے ہندوستان پر
چڑھائی کی اور لاہور کا محاصرہ کیا مگر فتح نکرسکا اور بمجبوری خسرو ملک سے
صلح کرلی چار برس بعد یہ عہد ٹوٹ گیا اور محمد غوری نے دوسری بار
لاہور کو گھیرا اسپر بھی فتح یاب نہ ہوا تھوڑے عرصے کے بعد
اسنے پھر حملہ کیا اور فتح پائی مگر یہ فتح بڑے فریب سے حاصل ہوئی
کیونکہ پہلے اوسنے خسرو ملک کے پاس پیغام صلح کا بھیجا اور اپنی
راستی جتانے کیواسطے خسرو کے بیٹے کو جسکو کہ اوسنے بطریق یرغمال

یعنی اول کے صلح ہونے پر لیا تھا اوسکے پاس بھیجدیا وہ سن رسیدہ
بادشاہ اپنے بیٹے سے ملنے کو شہر سے باہر چلا اور محمد غوری سے
بیس ہزار سوار لیکر یکایک خسرو ملک کے محل کو گھیر لیا خسرو ملک نے
بچنے کی کوئی صورت نہ دیکھ اپنے دشمن سے التجا کی محمد غوری نے
یہ سوال کیا کہ لاہور میرے حوالہ کردو خسرو نے جلد شہر خالی کردیا اسطرح
سنہ ۱۱۸۶ع میں سلطنت خاندان غزنی کی ہندوستان سے بھی بالکل تمام ہوگئی ۔

سلطان محمد غوری

قبل ذکر سلطان محمد غوری کے یہ بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ سلطان
محمود غزنوی کے وقت سے لیکر اب تک کوئی بادشاہ تخت دہلی پر جم کر
نہ بیٹھا تھا بلکہ صرف ملتان اور لاہور غزنویوں کے تصرف میں رہگئے
جب کبھی فوج شاہی آگے بڑھاتی تھی ہندو لوگ روپیہ دیکر ٹال دیا کرتے تھے
اور ہندو راجہ بہتوں ابھی اپنی راج دہانی میں راج کرتے تھے اور جسقدر
کہ خاندان غزنی کی طاقت کم ہوتی جاتی تھی ہندو راجاؤں کی طاقت
بڑھتی جاتی تھی مگر اب ایک ایسا بلا کا جھونکا آیا کہ ہندوستانی راجاؤں کو
اونکے تختوں سے اڑا لیگیا اور مسلمان بادشاہ تخت دہلی پر سلطنت کرنے
سنہ ۱۱۹۱ع میں جبکہ محمد غوری نے شہر بھٹنڈا کو فتح کرکے چاہا کہ
دہلی کو مراجعت کی تب راجہ پتھی راج دہلی کے راجہ نے تمام اپنی فوج

لڑکے وہان سے لایا اور جے چند راجہ والی قنوج پر چڑھائی کی قنوج کا راجہ
قطب الدین کے تیر سے مارا گیا اور بہت ہندو مقتول ہوئے سات سو
ہاتھیون میں سے جو مسلمانون کے مقابلے مین آئے تھے نوسے ہاتھی مسلمانون
کے ہاتھ آئے ایک ونمین سپید ہاتھی تھا بعد اسکے بنارس کو گیا اور بہت
مندر مسمار کیے اور پھر غزنی کو مراجعت کی دوسرے سال گجرات پر
قطب الدین نے حملہ کیا اور بہت مال و دولت لوٹ کر اوسکو مسخر کیا تھوڑے
عرصے کے بعد محمد غوری نے اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنی اسلیے وہ
غزنی کو گیا چنانچہ حسب دستور محمد غوری کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا ایکدفعہ
پھر وہ ہندوستان میں [illegible] اور دہلی سے لوٹ لیکر غزنی کو جاتا تھا کہ قریب
لاہور کے گکھڑون کے ہاتھ سے [illegible] اسطور پر مارا گیا کہ رات کو چند آدمی خنجر لیکر
اوسکے گھر کے اندر گھس گئے اور [illegible] ہوا یہ واقعہ شعبان سنہ ۶۰۲ ہجری مطابق سنہ ۱۲۰۶ع
کے خنجرون سے مار ڈالا قطب الدین بھی اوسوقت ہمراہ تھا اسی شخص کے باعث
خاندان غوری کی ترقی ہوئی تھی اور اسی کے خاندان کا خاتمہ ہو گیا اسی سبب ملک
ہندوستان میں مثل محمود غزنوی کے محمد غوری نے بھی بنیاد سلطنت کی
انداخت [illegible] برس تک اپنے بھائی کی نیابت مین رہا اور تین برس تک مستقل
بادشاہ [illegible] رہا اسی بادشاہ کی سلطنت مین چنگیز خان نے سلطنت مغلیہ کی
بنیاد قائم کی جسکی وسعت بحیرہ خضر سے چین اور [illegible] تک تھی۔

فہرست بادشاہان خاندان غلامان متعلق باب چہارم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام	لقب	سنہ جلوس	کیونکر مرا	سنہ وفات	کیفیت
	قطب الدین ایبک	قطب الدین	1206	گھوڑے سے گر کر مرا	1210	شہاب الدین محمد غوری کا غلام تھا ہندستان مین اسی نے سلاطین کی سلطنت کی بنیاد ڈالی
2	آرام شاہ	۰	1210	۰	1210	نمبر ا کا بیٹا تھا ایک سال بھر کے اندر تخت سے اوتارا گیا
3	شمس الدین یا التمش	التمش	1211	اپنی موت سے مرا	1236	نمبر ا کا غلام اور داماد تھا نامور بادشاہ ہوا دہلی مین قطب صاحب کا مینار اسی نے بنوایا تھا اور اسی کے وقت مین چنگیز خان کا حملہ ہوا۔
4	رکن الدین فیروز شاہ	رکن الدین	1236	۰	1236	نمبر 3 کا … عیاش تھا … مین تخت … بادشاہ … اور …
5	رضیہ بیگم	رضیہ	1236	قتل ہوئی	1239	… کے تصرف مین …
6	معز الدین بہرام شاہ	بہرام شاہ	1239	قید مین مرا	1241	… لوگ … روپیہ … پال …
7	علاء الدین مسعود شاہ	مسعود شاہ	1241	مارا گیا	1246	نمبر … بر اجا کر … اور …
8	ناصر الدین محمود	۰	1246	اپنی موت سے مرا	1266	نمبر 3 کا بیٹا تھا نہایت کی طاقت … راجاؤن کو
9	غیاث الدین بلبن	بلبن	1266	اپنی موت سے مرا	1286	نمبر 8 کا بہنوئی اور وزیر تھا … شوکت والا اور بہت … عہد مین دہلی بڑی …
10	معز الدین کیقباد	کیقباد	1286	مارا گیا	1288	نمبر 9 کا پوتا تھا غلامی [illegible] تمام … آخری بادشاہ ہوا

باب چہارم سلطنت غلامان

سنہ ۱۲۰۶ عیسوی سے ۱۲۸۸ء تک

قطب الدین التمش رضیہ بیگم نصیر الدین محمود غیاث الدین بلبن کیقباد

قطب الدین ایبک

سلطنت غلامان مین اول بادشاہ اہل اسلام کا ہندوستان مین قطب الدین ایبک ہوا ہے یہ شخص سلطان محمد غوری کا غلام تھا جس وقت کہ محمد غوری نے ۱۲۰۶ء مین انتقال کیا تو وہ بے اولاد تھا اسلیے اوسکی جگہ بادشاہ ہونے کا جھگڑا ہوا تاج الدین حاکم دہلی اوسکی سلطنت مین نسبت اور [illegible] کے لیاقت ور تھا اسلیے محمد غوری کے بعد اوسکی سلطنت کا [illegible] پھر وہ ہندوستان میں آکر محمود شاہ جو کہ بھتیجا محمد غوری کا تھا اوسنے [illegible] لاہور سے کہکرون سے [illegible] کر لیا اور الدز [illegible] نے کابل و قندہار پر قبضہ کیا اوسکے گھر کے اندر گھس گئے اور ہندوستان کی سلطنت کا دعوی کیا لیکن الدز نے کے خنجرون سے مارا [illegible] ایبک کے شکست پائی اور قطب الدین نے غزنی میں خاندان غوری کا ہی حاصل کیا مگر مستقل بادشاہ ہونے کے بعد قطب الدین نے ہندوستان میں آرام اختیار کیا اسواسطے الدز نے اوسکو [illegible] اوس سے چھین لی اور ہندوستان کیطرف اوسکو بھگا [illegible] ہندوستان مین پہونچکے چار برس تک بادشاہت کی اور [illegible] سے قلعہ مین [illegible] بنیاد قائم

اس بادشاہ کو مورخین نے عادل اور بہادر اور لئیق اور فیاض لکھا ہے

شمس الدین التمش

قطب الدین کی وفات کے بعد آرام ابن قطب الدین تخت پر بیٹھا مگر چونکہ ابھی تک اوسکے باپ نے اپنی سلطنت ایسی مستحکم نہ کی تھی کہ اوسکا بیٹا آرام بے کھٹکے حکومت کرسکتا اسلیے ایک برس کے عرصہ مین شمس الدین التمش نے آرام کو قابو مین پاکے تخت سے اوتار دیا التمش اگرچہ عمدہ خاندان سے تھا پر بچپن مین وہ قطب الدین کے ہاتھ فروخت کیا گیا تھا بادشاہ نے اوسکو ہونہار دیکھکر تربیت کیا قطب الدین نے اپنی بیٹی سے اوسکی شادی کرکے بڑے رتبے پر اوسکو جلد پہونچا دیا تھا ۱۲۱۱ عیسوی مین بادشاہ ہوا اوسنے پچیس برس تک سلطنت کی التمش کے جلوس کے دسوین برس جلال الدین شاہ خوارزم ہندوستان مین آیا التمش کی فوج نے اوس سے مقابلہ کیا التمش اکثر اون مسلمان صوبہ دارون کے زیر کرنے مین مصروف رہتا تھا جو ارادہ خود سر ہونے کا رکھتے تھے اور چونکہ صوبہ دار بنگالہ کا ایسا خود سر ہوگیا تھا کہ مدت سے اوسنے خراج نہ دیا تھا تو وہان التمش نے خود چڑھائی کی بلکہ اپنے بیٹے نصیر الدین کو وہان کا صوبہ دار بناکر آیا اوس بادشاہ نے کئی دفعہ فوج کشی کرکے اونکو مطیع کیا ایک برس کے محاصرہ مین فتح کیا اور پھر مالوہ کیطرف گیا اور اوجین فتح کیا وہان جا کر

۹	غیاث الدین بلبن	بلبن
۱۰	معز الدین کیقباد	کیقباد

مندر مہاکال کو جو بارہ سو برس پیشتر کا بنایا ہوا بکرماجیت کا تھا توڑا اور
غارت کیا بکرماجیت کی مورت مع دیبی کی مورت کے دہلی مین لایا اور
جامع مسجد کے دروازے پر دونون مورتین گڑوا کر تڑوا ڈالین فقط اسی
بادشاہ نے الدیکز شاہ غزنی کو شکست دی اور اوسکو قید کر لیا اور اپنی
سلطنت کو بہت دور تک پھیلایا صوبہ بنگال صوبہ بہار گوالیار مالوہ
یہ صوبے فتح کیے غرضکہ یہ بادشاہ عقلمند اور نیک نیت تھا اس بادشاہ نے
۱۲۱۱ء سے لیکر ۱۲۳۶ء تک حکومت کی ۔

رضیہ بیگم

التمش کے بعد اوسکا بیٹا رکن الدین فیروز تخت پر بیٹھا مگر عیاشی اور خرابکاری
کے سبب سے چھ مہینے کے بعد امرا نے اوسکو تخت سے اوتار دیا ۔ اور
بادشاہزادی رضیہ بیگم اوسکی بہن کو تخت پر بٹھایا یہ اول بادشاہزادی
مسلمانون مین ہے جسنے تخت پر بیٹھکر حکومت کی ہے یہ عورت بہت
ذی لیاقت اور بڑی عقلمند تھی اپنے باپ کے وقت مین بھی کاروبار ملکی مین
مصروف رہا کرتی تھی اسکو حکومت کا طور خوب آتا تھا مگر چونکہ ایک حبشی
غلام پر عاشق ہوکر بڑی مہربانی اوسپر کرنے لگی تھی اسلیے امرا اوس سے
ناراض ہوئے اور سب نے مشورہ کرکے اوسکو تخت سے اوتارنے
کے لیے فوج جمع کی آخر کو رضیہ بیگم پکڑی گئی اور بھٹنڈے کے قلعہ مین

قید ہوئی پھر وہان بھی اوسنے قلعہ بھٹنڈا کے حاکم سے موافقت
کر کے اوسکے ساتھ شادی کر لی اور اوسی کے زیر حکم فوج جمع کر کے
تخت کیواسطے دو لڑائیان سخت لڑی مگر کامیاب نہوئی بلکہ دوسری
لڑائی مین مع اپنے شوہر کے دشمنون کے ہاتھ آئی اور اونھون نے اوسکو
قتل کیا کل تین برس چھ مہینے سنہ ۱۲۳۶ء سے سنہ ۱۲۳۹ء تک اس
بادشاہزادی نے سلطنت کی بعد اسکے جانے اس بادشاہزادی کے معزالدین
بہرام اوسکا بھائی اور علاؤالدین مسعود خلف رکن الدین جو اوسکے بعد بادشاہ
ہوے تھے اونھون نے کل چھ برس تک سلطنت کی یعنی سنہ ۱۲۳۹ء سے سنہ ۱۲۴۶ء
تک انکے بعد نصیرالدین محمود ابن التمش نے دہلی کے تخت پہ جلوس کیا

نصیرالدین محمود ابن التمش

یہ شخص سنہ ۱۲۴۶ء مین دہلی کا بادشاہ ہوا پہلے صوبہ دار بنگالہ تھا اور چونکہ
اوسکی سوتیلی مان نے بچپن سے اوسکو بڑی تکلیف مین رکھا تھا بلکہ
ایک قیدخانے مین ڈالدیا تھا جہان وہ اپنے ہاتھ سے لکھکر صرف
اوسکی مزدوری پر گذارا کیا کرتا تھا اس سبب سے اوسکے مزاج مین بہت
ملایمت آگئی تھی جب وہ تخت نشین ہوا تو اوسنے اہل علم اور شعرا اور
فضلا کی بڑی قدر کی اور اپنے بہنوئی بلبن کو وزیر بنایا بلبن بڑا دانا اور عقلمند
شخص تھا اسنے انتظام سلطنت کا خوب طرح پر کیا اور جو راجہ خودسر ہوگئے تھے

سکو اوسنے دبا یا مگر چونکہ مغلون نے غزنی اور قندہار اور کابل اور بلخ
اور ہرات مین زور پکڑا تھا اور اونکا خوف بہت لگا رہتا تھا اس لیے
شیر خان برادر زادہ بلبن ذریہ مقرر کیا گیا اس شخص نے پنجاب اور ملتان کو
مغلون سے بچا لیا بلکہ سوار تربیت یافتہ اور بہادر بھرتی کرکے غزنی سے
مغلون کو نکال دیا اور غزنی کو سلطنت دہلی مین شامل کر لیا اس بادشاہ کے
وقت مین سنہ ۱۲۵۹ء مین ہلاکو شاہ چنگیز خان کے پوتے کیطرف سے
ایک ایلچی دہلی مین آیا تھا لیکن یا تو اسکی سلطنت کی شوکت اور عظمت نے
مغلون کے دلون مین کچھ رعب پیدا کر دیا یا آنکہ اونھون نے کچھ موقع
حملہ کرنیکا نہ پایا ہوگا غرض اوسوقت وہ دہلی پر حملہ کرنے سے باز رہے
بیس برس تک اوسنے نہایت عدل انصاف سے سلطنت کی اور رعایا کو
بہت خوش رکھا اوسکے عہد مین کسی نے کسی پر تعدی نہ کی یہ بادشاہ
بڑا خوش نصیب تھا جو لڑائی لڑا اوسمین اوسنے فتح پائی پر جسقدر اوسکے
دربار مین تجمل شاہانہ تھا اوسیقدر اوسکا خلوتکدہ تکلف سے خالی تھا
کھانا بے آب و نمک کھاتا تھا اور باوجود بادشاہ ہونے کے کتابت پر
گذران کرتا تھا اس بادشاہ کی صرف ایک بیوی تھی دوسری عورت
اوسنے ہرگز نہ کی تمام امور خانہ داری کے وہ بیوی انصرام کرتی تھی ایکروز
اوسنے عرض کی کہ اے شاہ والا جاہ مین کھانا پکانے سے تنگ آگئی ہون

اور میری اونگلیون مین پھپھولی پڑ گئے ہین اگر ایک کنیز بوقت
پکانے کے عنایت ہو تو عین کرم ہے بادشاہ یہ بات سنکر رنجیدہ ہوا
اور بولا کہ یہ مالک خدا تعالی کی ودیعت ہے عیش و عشرت کیواسطے
نہین ہے اگر اسمین تصرف بیجا کرون تو قیامت کے دن خدا کو کیا جواب
دونگا تمکو چاہیے کہ بدستور اپنے کاروبار مین مصروف رہو نقل ہے کہ
ایک روز ایک امیر اس بادشاہ کی ملازمت کو آیا اور اسکے ہاتھ کی لکھی ہوئی
قرآن کو دیکھنے لگا اسمین ایک لفظ فی مکرر لکھا ہوا تھا اوسکو دیکھکر بادشاہ کیطرف
اشارہ کیا کہ یہ غلط ہے بادشاہ نے اوسیوقت ایک حلقہ سیاہی کا اوسکے گرد
کھینچ دیا حالانکہ وہ لفظ غلط نہ تھا جب وہ امیر رخصت ہوکر چلا گیا اوس
دائرے کو وہان سے چھیل ڈالا کسی مصاحب گستاخ نے عرض کی کہ حضور نے
پہلے اسکے گرد حلقہ کھینچا اور اب چھیل ڈالا اسکا کیا باعث ہے بادشاہ نے جواب دیا
کہ مین جانتا تھا کہ حقیقت مین یہ لفظ صحیح ہے لیکن اوسکے روبرو
ایسا نکرتا تو وہ رنجیدہ خاطر ہوتا اس بادشاہ نے سنہ ۱۱۱۸ھ مین
ایک مدت سلطنت کرکے کسی عارضے سے وفات پائی اور اس
حادثہ عظیم سے سب نوکر اور ارکین سلطنت نہایت مغموم ہوئے
نیکی اور بھلائی اس بادشاہ کی ہندوستان مین
یادگار ہے

غیاث الدین بلبن

شاہ نصیر الدین محمود کے انتقال کے بعد اوسکا وزیر بلبن بادشاہ ہوا جسکی منصفی اور دانائی کی شہرت نے ایران اور تاتار کے بادشاہون کے دلون مین بھی آرزوے وفاق پیدا کی مگر یہ الزام مورخون کا اسپر ہے کہ باوجود اس فہم و کیاست کے اسنے اپنے بھتیجے شیر خان بہادر کو جو ریاست کا بڑا رکن تھا کسی تدبیر سے مروا ڈالا اس بادشاہ نے سب وسایل اور [illegible] ملک کے خراج سے جلد آگاہی پیدا کرکے جنکو چالاک اور مستعد پایا اونھین کو بڑے بڑے عہدے دیے اور اوسنے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ بڑا عہدہ کسی ہندوستانی [illegible] ہندوستان مین سلطنت دہلی کی بڑی عزت اور شوکت تھی اور بڑے بڑے فاضل اس جگہ جمع تھے جسقدر کہ غیاث الدین بلبن کی سواری مین شان و شوکت ہوتی تھی سابق مین کسی بادشاہ کی سواری سے [illegible] عظمت سے [illegible] تعمیر ہوتے تھے ویسے اسکی عملداری مین ہوئے اور تعمیل آئین پر وہ بہت احتیاط رکھتا تھا اور اپنے حکام ماتحت کی تعمیل قانون کا نگران رہتا تھا۔

سنہ ۱۲۷۹ء مین طغرل خان نے جسکو بنگالہ کی حکومت سپرد کی گئی تھی سرکشی کی بادشاہ نے اوسپر دوبار فوج بھیجی دونون دفعہ شکست کھائی آخرکو

خود معرکہ آرائی کا ارادہ کیا طغرل خان اپنی فوج لیکر اوڑیسہ مین گیا او
اگرچہ وہان فوج شاہی نے اوسکا تعاقب کیا پر اوسکا کچھ پتا نہ ملا ایک [illegible] کا
ذکر ہے کہ ملک محی الدین نامی ایک سردار شاہی ہمراہی چالیس سوارون کے
چلا جاتا تھا اتفاقاً اسنے طغرل خان کی فوج دیکھی اونھین چالیس آدمیون کو
لیکر قلب لشکر مین طغرل خان کے عین خیمے کے مقابل جا کر للکارا کہ شاہ
بلبن کی فتح ہوئی اور جو شخص سامنے آیا اوسکو قتل کرنے لگا طغرل نے خیال کیا
کہ شاید تمام فوج شاہی مجھپر آ پہنچی تن تنہا حواس باختہ ہوکر ایک گھوڑے پر
چڑھکر مہاندی کیطرف بھاگا تاکہ ندی کے پار ہوکر جا نبر ہو جاوے ملک محی الدین
نے اوسکا تعاقب کیا اور دریا مین تیرتے ہوے [illegible]
پانی مین کودکر اوسکا سر کاٹ لایا بلبن نے اوسکو اپنی بے احتیاطی سے
دھاوا کرنے کی بابت بہت سرزنش کی پر انعام بہادری کا بھی بہت کچھ دیا
اور طغرل خان مفسد کے خاندان سے ایک ایک آدمی کو قتل کیا یہانتک
کہ بیگناہ عورتون اور بچون کو بھی نہ چھوڑا اور اپنے بیٹے قرا خان کے نام
صوبہ داری بنگالہ کی مقرر کی اور تین برس کے بعد دہلی کو آیا۔ اس اثنا مین
مغلون نے سندھ سے اوترکر ملتان پر قبضہ کر لیا بادشاہ بلبن کے بیٹے
[illegible] نے مغلون کو پھر نکال دیا پر بسبب اسکے کہ دشمن کا تعاقب
اوسنے حد سے زیادہ کیا تھا اسلیے وہ ایک جنگل مین جا

گھر گیا جو کہ پہلے سے اوسکی کمین مین بیٹھے تھے اور بسبب بیاوتی لشکر
اعدا کے مارا گیا شاہ بلبن کی عمر اوسوقت اسی برس کی تھی اپسے لئیق اور
فائق بیٹے کے مارے جانے کی خبر سنکر بہت مضمحل ہو گیا یہانتک کہ اسی
غمسے پژمردہ ہوکر سنہ ۶۸۵ھ مین مرگیا۔

کیقباد

شاہ بلبن کے مرنے کے بعد سنہ ۶۸۶ھ مین امرا دہلی نے کیقباد
ابن قراخان کو تخت پر بٹھا دیا کیقباد نے بادشاہ ہوتے ہی عیاشی پر
کمر باندھی اور کاروبار سلطنت کا نظام الدین وزیر کے سپرد کیا یہ وزیر بھی تمام
عمر مین یہ منصوبہ کیے ہوئے تھا کہ اس بے شعور اور نوعمر بادشاہ سے
عوام الناس کو متنفر کروا دے اور آپ بادشاہ ہو جاوے قراخان
ابن بلبن نے یہ سب خبر دربار شاہی کی پاکر اپنے اس بے تمیز بیٹے کو
کئی بار لکھا پر اوسکا اثر کچھ نہوا تب لاچار ہوکر اوسنے فوج ہمراہ لی اور
دہلی کو کوچ کیا اس ناعاقبت اندیش کیقباد ابن قراخان نے اپنے باپ
کے لڑنے کیواسطے بھی حسب فہمایش اپنے وزیر کے فوج جمع کی اور باراوہ
جنگ و جدل کا مقابلہ کیا مگر اوسیا پر ہوا قراخان نے جانا کہ لڑائی کیوں
اسلئے ایک محبت آمیز خط اس ناخلف بیٹے کے نام لکھا اور اوسمین یہ مضمون
لکھا کہ لڑائی سے پہلے ایک دفعہ ملاقات کا ہونا ضرور ہے وہ خط

پڑھکر کیقباد کے دل پر اثر ہوا اور چاہا کہ باپ سے ملون پر اوس نے بری
شرارت سے یہ پیغام بھیجا کہ مجھکو بادشاہ ہند سمجھکر اول ملاقات مین حضور
آکر حاضر ہو قراخان نے یہ سمجھکر کہ موقع ملاقات کا ہاتھ سے نجاوے
منظور کیا چنانچہ کیقباد تخت پر بیٹھا اور حکم ہوا کہ قراخان تین دفعہ آداب
شاہی بجا لاوے اور نقیب نے آواز بلند پکار کر کہا کہ قراخان
جہان پناہ کے حضور مین التجا لیکر حاضر ہوا ہے یہ بیعزتی دیکھکر قراخان
آنسو بھر لایا کیقباد بھی یہ حالت نہ دیکھ سکا تخت سے اوتر کر باپ سے
بغلگیر ہوکر ملا اور باپ کو تخت پر بٹھا کر اوسکے سامنے مجرا کیا پھر باپ اور
بیٹے مین صفائی ہوگئی بیس دن تک متواتر بخوشی ملاقات رہی قراخان نے
اپنے اس فرزند ارجمند کو بر وقت رخصت بہت نصیحت کی پر وہ عقل کا
دشمن جب دہلی مین آیا پھر سب نصیحت باپ کی بھول گیا اور عیش و عشرت مین
مصروف ہوا اور انجام کار اوسکو فالج ہوگیا اوسوقت دربار مین کئی فریق ہوگئے
مغل تو طرفدار کیقباد کے تھے اور قوم خلجی اپنی قوم سے کسی آدمی کو بادشاہ بنانے کا ارادہ
رکھتی تھی اسلیے دونون فرقون کی فوج مقابل ہوئی خلجیون نے مغلونکو ہٹا کر جلال الدین
فیروز کو بادشاہ بنا لیا اور چند آدمیونکو محل مین بھیجا وہ لوگ وہان جا کر کیقباد بادشاہ
کو بچھونے سے مار کر اوسکا بچھونا سمیت اوٹھا لائے اور اوسکی لاش کھڑکی کی راہ سے دریا جمنا مین
ڈالدی اوسکے مرنے پر خاندان غلامی جو رہی تھا ختم ہوا یہ بادشاہ سنہ ۱۲۸۹ء مین مارا گیا -

[illegible] مختصر حالات بادشاہان خاندان خلجیان [illegible]

نمبر	نام	خطاب				کیفیت
۱	جلال الدین فیروز خلجی	جلال الدین خلجی	۱۲ ۰	مارا گیا	۱۲۹۵	سمانی کا نائب ناظم تھا پٹھان سادہ مزاج اور رحم دل تھا کیقباد کے لڑکے کو اسنے قتل کیا دکھن کو فتح کیا
۲	علاؤالدین خلجی	علاؤالدین	۱۲۹۵	اپنی موت سے مرا	۱۳۱۶	نمبر ۱ کا بھتیجا تھا نہایت عظیم الشان بادشاہ ہوا گجرات فتح کیا سومنات کے برابر مسجد بنوائی — وہاں سے کملا دیوی اور کافور کو لایا — مغلوں سے لڑائی ہوئی [illegible] تلنگانہ پر فوج کشی کی چتور پر رانی پدمنی کیواسطے حملہ کیا۔
۳	قطب الدین مبارک شاہ	مبارک شاہ خلجی	۱۳۱۶	مارا گیا	۱۳۲۰	نمبر ۲ کا بیٹا تھا نہایت عیاش اور ظالم تھا جن ہندو لڑکوں نے اوسے تخت پر بٹھایا تھا اونھیں اوسنے قتل کرنا شروع کیا کمینوں کو عہدے دیے گجرات کو اوسنے مطیع کیا۔

باب پنجم سلطنت خلجیان

۱۲۸۸ع سے ۱۳۲۱ع تک

ستر برس کی عمر مین جلال الدین فیروز خلجی تخت ہند پر ۱۲۸۸ع مین متمکن ہوا یہ شخص خاندان خلجی کا اول بادشاہ ہے جبکہ وہ تخت سلطنت پر مستقل ہوا اوسیوقت اوسنے کیقباد کے بیٹے کو جو ابھی تک صغیر سن تھا قتل کروا ڈالا صرف یہی ایک خون ناحق اوسنے اپنی زندگی مین کیا پھر کسیکو نہین مارا اور نہایت رحم اور انصاف اور شفقت سے رعایا کے ساتھ اوسنے سلوک کیا سنہ ۱۲۹۴ع مین دکھن کو فتح کیا اور علاؤالدین نے جو کہ اس بادشاہ کا بھتیجا تھا اجازت شاہی حاصل کرکے جنوب کے راجاؤن پر چڑھائی کی اور قریب پہونچکر فوج برجستہ تیار کی اور وہان سے کوچ کرکے پہونچکر دیوگڈہ یعنی دولت آباد کے راجہ سے مقابلہ کیا راجہ دو میل شہر کے باہر آکر جنگ آزما ہوا علاؤالدین کی فتح ہوئی راجہ نے شکست پائی شہر مین علاؤالدین کی فوج نے گھسکر تمام شہر کو لوٹ لیا کہتے ہین کہ بارہ من سے زیادہ موتی الماس لعل زمرد اور یاقوت اور چاندی سونا علاؤالدین کے ہاتھ لگا یہ سب دولت لیکر اوسنے اپنے گھر کو مراجعت کی جلال الدین فیروز کو جب یہ خبر پہونچی کہ اوسکے بھتیجے علاؤالدین نے دیوگڈہ کو فتح کرلیا اور وہان سے اسقدر مال و دولت لایا ہے کہ کسی بادشاہ سابق کے پاس بھی اسقدر دولت نتھی طمع نے

صغیر سن تھا اس خیال سے تخت پر بٹھایا کہ وہ لڑکا برائے نام بادشاہ رہے
اور کافور خود حکومت کرے مگر پینتیس دن کے اندر ہی امیرون نے اوسکو
قتل کر ڈالا اور مبارک خلجی کو جو علاؤالدین کا ایک ہی بیٹا تھا ۱۳۱۶ء
مین تخت پر بٹھایا اس نا مبارک بادشاہ نے تخت پر بیٹھتے ہی اونھین
سردارون کو جنھون نے اوسکو تخت پر بٹھایا تھا قتل کر کے برطرف کیا
اور نہایت نالائق اور کمینون کو عہدے اور درجے دینے لگا اور بعضے
سخت قانون جو اسکے باپ نے مقرر کیے ہوئے تھے انکو منسوخ کیا اور
بعضے اچھے آئین بھی رد کر دیے گجرات کو دوبارہ اپنے تابع کیا اور دکھین
حملے کیے اور فتح پائی ملیبار کو اوسنے فتح کیا کم بختی جو آئی تو اوسنے ملک
خسرو کو جو دلمین ارادہ خود بادشاہ ہونے کا رکھتا تھا اپنا صاحب
اور شمشیر بنایا اوسنے بادشاہ کو لہو و لعب اور عیاشی بدکاری مین
بہت مشغول کیا یہانتک کہ وہ بدنام ہو گیا اسوقت ملک خسرو نے
بادشاہ کو مروا ڈالا اور خاندان خلجی کا خاتمہ کر دیا سنہ ۱۳۲۰ء مین
مبارک مارا گیا کل چار برس کے قریب اوسنے بادشاہت کی۔

فہرست بادشاہان خاندان تغلق متعلق باب ششم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام	باپ	سنہ جلوس	انجام	سنہ انجام	کیفیت
۱	غیاث الدین تغلق	۰	۱۳۲۱	مکان میں دب کر مرگیا	۱۳۲۵	پہلے غیاث بیگ کا ... ارتقا پا بادشاہ ہوا آگرہ کو شکست دی اور مغلوں کو شکست کیا بنگالہ کے صوبہ دار کو زیر کیا تھا مسلمانوں پر چڑھائی کرکے الغ خان سے جو ... اوس میں دب کر مرگیا۔
۲	محمد تغلق	الغ خان	۱۳۲۵	اپنی موت سے مرا	۱۳۵۱	نمبر ۱ کا بیٹا تھا بڑا بادشاہ ذی علم ... اقبال ... دولت آباد بنایا [illegible]
۳	فیروز تغلق	[illegible] شاہ	۱۳۵۱	ایضاً	۱۳۸۸	نمبر ۲ کا چچا زاد بھائی تھا بہت اچھا نیک نام بادشاہ تھا جمنا میں نہر اسی نے نکلوائی ملک بنگالہ ... [illegible]
۴	غیاث الدین تغلق ثانی	۰	۱۳۸۸	مارا گیا	۱۳۸۹	نمبر ۳ کا پوتا تھا۔
۵	ابوبکر تغلق	۰	۱۳۸۹	۰	۰	نمبر ۳ کا پوتا تھا سال بھر کے اندر قید ہوگیا
۶	ناصر الدین محمد تغلق	[illegible] تغلق	۱۳۸۹	اپنی موت سے مرا	۱۳۹۴	نمبر ۳ کا بیٹا تھا۔
۷	ہمایوں تغلق سکندر شاہ	سکندر شاہ تغلق	۱۳۹۴	ایضاً	ایضاً	نمبر ۶ کا بیٹا تھا۔
۸	محمود ابن محمد شاہ	سلطان محمود تغلق	۱۳۹۴	ایضاً	۱۴۱۲	نمبر ۶ کا بیٹا تھا اسی کے وقت میں امیر تیمور دہلی پر آیا

باب ششم خاندان تغلق

سنہ ۱۳۲۱ عیسوی سے سنہ ۱۴۱۲ء تک

غیاث الدین تغلق

ملک خسرو جب شاہ مبارک کو مار کر تخت پر بیٹھ گیا تو امرا اور رعیت اسکے ظلم سے ناراض تھے ابھی اوسکو ایک سال بھی نہ گذرا تھا کہ غازی بیگ تغلق جو صوبہ دار ملتان تھا ایک بڑی فوج لیکر دہلی پر آیا اور خسرو کو قتل کر کے تخت دہلی پر امرا کی رضامندی سے جلوس فرما ہوا تغلق اصل میں بلبن کا ایک غلام تھا ترقی پاکر ملتان کا صوبہ دار ہوگیا تھا اوسنے سلطنت کے کاروبار کو بہت عقل و انتظام سے انجام دیا سنہ ۱۳۲۱ء میں وہ بادشاہ ہوا اور اپنا خطاب غیاث الدین تغلق مقرر کیا اور اپنے بیٹے الف خان کو اپنا ولیعہد ٹھہرایا اس بادشاہ نے سوداگری کو تقویت دی اہل علم کو اپنے دربار میں جمع کیا الف خان نے اوسکے حکم سے تلنگانہ پر فوج کشی کی اور وارنگل کو فتح کیا اور ہزارہا ہندوؤں کو قتل کیا اور وہاں کے راجہ کو مع اوس کے قبیلے کے پکڑکر دہلی کو روانہ کیا اور غیاث الدین نے بنگالے کے صوبہ کو زیر کیا مگر بوقت بازگشت کے افغان پور میں اپنے فرزند الف خان سے ملا اوسنے اپنے باپ کی ملاقات کیواسطے تین دن کے عرصے میں ایک چوبی محل تیار کیا باپ نے بیٹے سے اوسی محل میں ملاقات کی لیکن دعوت

دکھائی پر جسوقت اوس محل سے بیٹا رخصت ہوگیا وہ محل فوراً بادشاہ پر گر پڑا اور بادشاہ مع اپنے رفقا کے دب کر ۱۳۲۵ء مین مرگیا اس واردات سے بعضے مورخ گمان کرتے ہین کہ الف خان ہنے اس فریب سے اپنے والد کو آپ مارا تھا اوسنے صرف چار برس سلطنت کی۔

سلطان محمد عرف الف یا الغ خان

غیاث الدین تغلق کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا سلطان محمد ۱۳۲۵ء مین تخت نشین ہوا اسمین مختلف صفتین جمع تھین پر اون سب پر دیوانہ پن غالب تھا اور علم بھی پڑھا ہوا تھا علم کی ترقی بہت چاہتا تھا اور شجاعت مین بھی حد سے زیادہ تھا ماسوا اسکے اپنے بزرگون سے زیادہ وہمی اور ظالم اور بیرحم بھی تھا اسکے وقت مین ہر ایک ہفتے مین ایک دو امیر مارے جاتے تھے اکثر صوبون پر جو اوسکی بے انتظامی اور ظلم سے منحرف ہوگئے تھے فتحیاب ہوا مگر طمع کے سبب سے اوسکا ملک سرسبز نہوا جبکہ خزید اور کرشنا کا ملک فتح کرچکا لاکھ سوار کوہ ہمالہ کی راہ سے چین پر اس ہوس سے اوسنے روانہ کیے کہ وہان دولت بہت ہے پر اوسکا یہ نتیجہ ہوا کہ چند آدمی پھر کر آئے اور باقی سب پہاڑ مین مارے گئے اور جو لوگ پھر کر آئے تھے اونکو بادشاہ نے مار ڈالا جب ایسی بیہودہ مہمون مین زر خطیر صرف ہوگیا تب خراج کی توفیر مین کوشش کی اس سبب سے تمام رعایا

تنگ آئی اور سب راجہ اور صوبے بگڑ گئے دیوگڈہ جسکا نام اوسنے دولت آباد
رکھا تھا اوسکو پسند آیا اور اوسنے چاہا کہ دہلی کو ویران کر کر اوسکو بساوین
اسلیے اوسنے حکم دیا کہ سکنائے دہلی دولت آباد مین جا کر بسین چنانچہ لوگ
جبراً وہان بسائے گئے اور دہلی ویران کی گئی ہزارون آدمی قحط اور مفلسی کے
باعث سے اوسکے عہد مین ہلاک ہوے اوسنے حکم دیا کہ بڑے بڑے
درخت جڑ سمیت اوکھا کر دولت آباد کی سڑک پر لگائے جاوین ایک دفعہ
اوسنے قنوج پر حملہ کیا اور شہر کے آس پاس کے لوگون کو بے قصور قتل کر ڈالا
ایک دفعہ اوسکا ایک دانت ٹوٹ گیا تھا اوسکو تجمل شاہانہ ایک جگہ دفن
کروایا اور ایک عمدہ قبر اس دانت کی بنوادی ملتان اور تلنگانہ اور بنگالہ اور
صوبہ اودہ کو اوس سے منحرف تھے اور پنجاب کی قوم گکھرون کو اوسنے
مغلوب کیا مگر ملک مین غدر اور بے امنی اور بے انتظامی بکثرت تھی آخر اثنائے سفر مین
کسی عارضہ مین مبتلا ہو کر ۱۳۵۱ع مین ستائیس برس سلطنت کر کے مر گیا

فیروز شاہ

سلطان محمد شاہ کے انتقال کے بعد اوسکا بھتیجا فیروز شاہ ۱۳۵۱ع مین
بادشاہ ہوا اگرچہ بادشاہ عاقل اور عادل تھا لیکن اسقدر قابلیت اوسمین
نہ تھی کہ محمد شاہ کے عہد مین جو پریشانی اور ابتری ہو گئی تھی اوسکا انتظام
کرتا اور سلطنت کو مستحکم کر کے رونق دیتا یا اون ملکون کو جو اوسکے

قبضے سے نکل گئے تھے پھر از سر نو مطیع کر لیتا چنانچہ ملک دکن مین ایک شخص حسن نامے خودسر ہوکر بادشاہ بن گیا اور کئی سو برس تک اوسکے خاندان مین علی الاتصال سلطنت قائم رہی اور ملک بنگالہ بھی فیروز شاہ کے ہاتھ سے نکل گیا مگر جسقدر صوبجات اوسکے ماتحت تھے اونکا انتظام اوسنے خوب کیا اور اتنے ہی ملک کو اوسنے رونق بخشی بہت قسم کے محصول جو خالی از ظلم تھے اوسنے معاف کیے اور خراج مین بھی تخفیف کی علاوہ ازین ترقی زراعت اور فائدہ عوام کیواسطے ۵۰ نہرین اور ایک سو پل اور ۴۰ مسجدین اور ۳۰ مدرسے وغیرہ تعمیر کیے یہ بادشاہ دہلی کو بڑے نیکنام بادشاہون مین شمار کیا جاتا ہے آخر سنہ ۱۳۸۸ع مین سن رسیدہ ہوکر اپنی قضاسے اوسنے انتقال کیا اور اڑتیس ۳۸ برس سلطنت کی —

سلطان محمود

فیروز شاہ کے انتقال کے بعد تخت نشینی کی بابت بڑا فساد ہوا چار بادشاہ پے درپے تخت پر بیٹھے چنانچہ سلطان محمد غیاث الدین تغلق ثانی سنہ ۱۳۸۸ع مین اور ابوبکر سنہ ۱۳۸۹ع مین اور ناصر الدین محمد تغلق ثالث سنہ ۱۳۹۰ع مین ہمایون سنہ ۱۳۹۴ع مین بادشاہ ہوئے چونکہ ان سب کے ایام سلطنت مین سوا فساد ملکی اور تنازع سلطنت اور بے انتظامی رعایا کے اور کوئی بڑا حادثہ یاد رکھنے کے لائق نہیں ہے اسلیے ان سب کو چھوڑکر سلطان محمود کا ذکر

لکھتا ہون جو کہ ان سب کے بعد ۱۳۹۴ع مین تخت پر بیٹھا یہ شخص فیروز شاہ کا
پروتا تھا اس بادشاہ کے سن جلوس سے تیس برس پیشتر اقلیم فارس مین
ایسی ابتری واقع ہوئی تھی کہ وہان کا ہر ایک صوبہ منحرف ہو گیا تھا اور
سمرقند اور ماوراء النہر اور خراسان اور کابل اور قندھار کے اکثر حاکم باہم نزاع
کرتے چلے آتے تھے اوسوقت مین ملک تاتار اور چین کی بادشاہت بھی
ضعیف ہو گئی تھی اور قریب تھا کہ سلطنت ہند بھی تباہ ہو جاوے غرضکہ
ایشیا کے تمام ملکون مین غدر مچا ہوا تھا اوسی زمانے مین امیر تیمور نے
ہندوستان پر چڑھائی کی۔

تیمور

تیمور جو ایشیا مین بڑا نامی بادشاہ ہوا ہے اگرچہ کسیطرح کا حق یا دعوی
ہندوستان پر نہ رکھتا تھا مگر چونکہ اس ملک کے فتح کرنے کی اوسکو خواہش
تھی اور ہندوستان کی بدانتظامی کے سبب اوسکو یقین تھا کہ مین
کامیاب ہونگا اسلیے قبل اپنی روانگی کے اوسنے پیر محمد اپنے پوتے کو
مع فوج کے ہندوستان کو روانہ کیا اور خود ۱۳۹۸ع مین سمرقند سے
کوچ کرکے دریای سندہ پر آیا اور جس جگہ سے سکندر اوترا تھا اوسی
جگہ سے وہ بھی دریای مذکور سے پایاب اوترکر ملتان کو جہان اوسکا پوتا
پیر محمد قابض و متصرف ہو چکا تھا پہنچا اور وہان سے اوسکی فوج

ہمراہ لیکر بڑا غلبہ پایا تیمور بجمعیت دس ہزار سوار آزمودہ کار کے بھٹنیر کی طرف
جو بیابان کے کنارے پر واقع ہے روانہ ہوا اور شہر کے دروازے پر
پہونچ گیا شہر کے اندر جو فوج تھی اوسنے دیکھا کہ تیمور کے ساتھ لشکر قلیل ہے
اسلیے دلیرانہ شہر کے باہر نکلکر لڑی لیکن تاب حملہ مغلیہ کی نہ لا کر پسپا ہوئی
اور شہر کو بھاگی۔ تیمور کی فوج نے بھی برابر دھاوا کر کے شہر میں گھسکر اپنا
دخل کر لیا مگر قلعہ پر ابھی تک قبضہ نہوا تھا تیمور نے حکم دیا کہ وہ پانسو آدمی
جو اوسکے بھتیجے پیر محمد سے عناد رکھتے ہیں قتل کیے جائیں یہ حال دیکھکر
وہ ہندو جو قلعہ بھٹنیر پر قابض تھے آپ سے باہر ہو گئے اور شہر کو آگ
لگا دی اور اپنے زن و فرزند کو اپنے ہاتھ سے آپ قتل کر کے فوج مغل پر
آن پڑے اگرچہ اونھوں نے تیمور کے کئی ہزار آدمی قتل کیے پر اونمیں سے
بھی ایک نہ بچا اس نقصان کو دیکھکر تیمور کا غضب بھڑک گیا حکم دیا کہ تمام
شہر میں قتل عام کیا جاوے بعد ازان تیمور تمام ملک کو ویران کرتا ہوا
سنہ ۱۳۹۸ عیسوی میں دہلی کو آیا چونکہ اوسکے ساتھ قیدی بہت تھے اوسکو
خوف ہوا کہ فوج پر حملہ نکریں اسلیے اونکو قتل کر ڈالا چنانچہ ایک لاکھ قیدی
اس جگہ مقتول ہوے سلطان محمود بادشاہ دہلی نے چالیس ہزار پیادے
اور دس ہزار سوار ہمراہ لیکر دروازے شہر کے بند کر لیے اور محصور ہو گیا
امیر تیمور نے یہ خیال کیا کہ اگر اس مستحکم الاساس شہر کا محاصرہ کروں تو بہت

عرصہ ہوگا اسلیے وہ یہ چال چلا کہ اوسنے حکم دیا کہ تھوڑے سپاہی شہر کے
مقابل ہین اور سواے اسکے اور علامتین بھی کمزوری کی دانستہ محمود کو دکھلائین
چنانچہ وہ فریب مین آگیا اور یکبارگی تمام فوج لیکر اور بیشمار ہاتھیونکی صف
باندھکر شہر کے باہر آکر لڑنے کو تیار ہوا چونکہ امیر تیمور کی فوج آزمودہ کار تھی
اسلیے اوسنے فتح پائی اور ناتجربہ کار غل مچانے والی جماعت کو ایک لمحے مین
پراگندہ کردیا شاہ محمود مایوس ہوکر گجرات کیطرف اپنے اہل و عیال سے لیکر
بھاگ گیا اور شہر والون نے تیمور کی اطاعت قبول کی تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے
کہ تیمور کی سپاہ مین سے کسی نے شہر کے باشندون پر دست درازی کی تھی اسلیے
باشندون نے جمع ہوکر چند سپاہی قتل کرڈالے اسپر امیر تیمور نے اوس شہر کو لوٹنے کا
حکم دیا اور نصف سے زیادہ شہر پھونکدیا ہندو بیچارے غیرت کی [illegible] ہوگئے
اور اپنے ہاتھ سے اپنی بیبیونکو قتل کرکے دشمنون پر حملہ کیا پر مغلون سے کچھ
پیشرفت نہ گئی تمام کوچون مین خون بہتا تھا اور تھوڑے عرصے کے بعد
صدہا باشندے شہر کے اسیر کرکے جلاوطن کیے گئے تیمور نے تخت
دہلی پر جلوس فرمایا اور اپنے تئین بادشاہ ہند مشہور کرکے پندرہ روز
دہلی مین رہکر گنگا کیطرف کوچ کیا اور ہردوار پر پہونچا اور وہان سے
ہمالیہ پہاڑ کے نیچے نیچے وہان کے باشندون سے لڑتا ہوا لاہور آیا
یہان جو فساد ہورہا تھا اوسکو فرو کرکے سندھ پار ہوکر سلطنت و

چڑھائی کی اور بخارا کو فتح کیا مدت تک وہ ملک اوسکا مطیع رہا
لیکن ہندوستان سے تیمور کے جانے کے بعد اوسکی حکومت
ہندوستان میں کچھ یون ہی سی برائے نام رہ گئی تھی سکہ اوسکے
نام کا بیشک جاری تھا راجا برائے نام اوسکے مطیع تھے ہر ایک
صوبہ چند روز کے بعد خودسر ہو گیا شہر دہلی جو ویران ہو گیا تھا
پھر آباد ہونے لگا اور دست بدست ایک کے قبضے سے دوسرے کے
قبضے میں آیا محمود شاہ کا یہ حال تھا کہ کبھی ہوس بادشاہت سے
دست کش ہو کر تارک الدنیا بنتا تھا کبھی لقب شاہی بحال رکھنے کو
ساعی اور سرگرم حکومت ہوتا تھا یہانتک کہ سنہ ۱۴۱۲ع میں بیس برس
برائے نام سلطنت کر کے وفات پائی اور خضر خان والی ملتان نے
تخت دہلی کا بطور نیابت تیمور کے حاصل کیا اوسوقت دہلی میں
آسایش کی صورت دکھلائی دی۔

فہرست بادشاہان خاندان سید متعلق باب ہفتم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام	لقب	سنہ تخت نشینی	موت یا انجام	سنہ انتہا	کیفیت
۱	سید خضر خان	۔	۱۴۱۴	اپنی موت سے مرا	۱۴۲۱	پنجاب کا حاکم تھا نیکنام تھا اس بادشاہ نے اپنا خطاب نہیں مشہور کیا نائب تیمور کہلاتا تھا بڑی دانائی سے سلطنت کی۔
۲	سید معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ	سید مبارک شاہ	۱۴۲۱	مارا گیا	۱۴۳۴	نمبر ۱ کا بیٹا تھا بہت باغی صوبے اسنے زیر کیے سرور الملک اسکے وزیر نے اسے مروا ڈالا۔
۳	سید محمد شاہ	۔	۱۴۳۴	اپنی موت سے مرا	۱۴۴۳	نمبر ۲ کا پوتا تھا سرور الملک کو اسنے مروا ڈالا بہلول لودی نے سلطنت کا دعوی کیا
۴	سید علاء الدین عالم شاہ	۔	۱۴۴۳	اپنی موت سے مرا	۱۴۵۱	سنہ ۱۴۵۱ء میں دہلی کی بادشاہت بہلول خان کے حوالے کرکے آپ بداؤن کو چلا گیا۔

باب ہفتم خاندان سیدون کا

خضر خان

سیدون کے خاندان نے دہلی کے تخت پر صرف چھتیس برس یعنی سنہ ۱۴۱۴ء سے
سنہ ۱۴۵۰ء تک سلطنت کی ہے اس خاندان مین سے دہلی کا
پہلا بادشاہ سید خضر خان تھا اوسنے بعد وفات محمود شاہ تغلق کے
جبکہ تغلقی خاندان تمام ہوا شاہرخ ابن تیمور کے وقت مین ساٹھ ہزار سوار
لیکر دہلی پر حملہ کیا اور اوسکو قبضے مین لاکر سنہ ۱۴۱۴ء مین تخت دہلی پر جلوس
کیا اس حاکم نے تمام استقلال اور دانائی سلطنت اور حکومت کی اوسنے بادشاہ
اپنا لقب نہین مقرر کیا بلکہ نائب تیمور کہلائے جانے پر قناعت کی اور شاہرخ
سکہ اور خطبہ جاری رکھا قرب وجوار کے چھوٹے چھوٹے سردارون پر
جنھون نے اطاعت ترک کردی تھی لشکر کشی کی اور انھون کو مطیع کیا
مگر بڑے بڑے باغی بدستور خودمختار رہے اگرچہ اس [illegible]
بنگالہ اور گجرات اور دکھن کا نہین رہا تھا مگر دہلی
اور لاہور اوسکے زیر حکم تھے یہ بادشاہ سنہ ۱۴۲۱ء مین
بادشاہت کرکے فوت ہوا۔

سید مبارک شاہ

مبارک اوسکا بیٹا سنہ ۱۴۲۱ء مین تخت پر بیٹھا اوسنے چودہ

مگر شیل اپنے والد کے دشمنون کے مقابلے سے فرصت نہ پائی یہ شخص
تدبیر جنگ اور انتظام مملکت مین ہوشیار تھا اس سبب سے بہت سے باغی
صوبون کو اوسنے زیر کیا اور اوسکے عدل سے رعیت نے آرام پایا
سنہ ۸۳۷ھ مین اسپنے نمکحرام وزیر سرور الملک کی سازش سے ناگہان
ایک مسجد مین نماز پڑھتے مین ہندوؤن کے ہاتھ سے جنکو اوسنے کبھی
کچھ ایذا بھی ندی تھی مقتول ہوا۔

سید محمد شاہ

سرور الملک وزیر اعظم نمک حرام نے بادشاہ مبارک کے بیٹے محمد کو تخت پر
بٹھایا اور آپ اوسکا وزیر اعظم ہوا اور ہندو جو اوسکے دوست تھے
اونکو اوس وزیر نے بڑی بڑی خدمتین بخشین اور کالیخان کو اپنا نائب
مقرر کیا جبکہ سرکشون نے زور پکڑا اور کالیخان اونکی تنبیہ کیواسطے مامور ہوکر
اونکے مطیع کرنے کو گیا تو وہ خود اونسے ملکر دہلی پر مع باغیون کی چڑھ آیا
باغیون نے وزیر اعظم کے مروا ڈالنے کی درخواست کی چنانچہ وزیر اعظم
سرور الملک حسب الحکم محمد شاہ کے مارا گیا بادشاہ نے گویا اپنے باپ
مبارک کا قصاص لیا اور سرکشون کی آتش عناد بجھ گئی اور کالیخان کی
بن آئی کہ وہ وزیر اعظم مقرر کیا گیا مگر بادشاہ نے اپنے تئین ایسے عیش و
آرام مین ڈالدیا تھا کہ روز بروز سلطنت مین ضعف آتا گیا یہان تک کہ

ایک شخص مسمی بہلول لودھی نے جو کہ سرہند کا باشندہ تھا اور بادشاہ کی طرف سے ملتان کا صوبہ دار ہو گیا تھا سلطنت کا دعوی کیا اور اسکا بیان یہ ہے کہ جب مالوہ کا بادشاہ فوج لیکر دہلی سے دو میل کے فاصلے پر آ پہونچا تو بادشاہ نے بہلول لودھی سے اعانت چاہی اور بروقت آنے بہلول کے اوس حملہ آور سے صلح ہو گئی مگر بہلول نے صلح نہ مانی اور برخلاف مرضی بادشاہ کے مالوے کی فوج پر چڑھائی کی اور اسکو شکست دیدی بادشاہ نے اس کارنمایان کے باعث سے بہلول لودھی کو بیٹا خطاب دیکر ملتان کی حکومت پر مستقل مقرر کیا اوسنے اس حیلے سے کہ مین حسرت خان پنجابی لوٹیرے پر حملہ کرونگا ملتان مین فوج جمع کر کے دہلی کوچ کیا اور چار مہینے تک دہلی کا محاصرہ کیے پڑا رہا مگر فتح نکر سکا آخر کو ملتان کیطرف مراجعت کی سید محمد شاہ دس برس تک سلطنت کر کے سنہ ۱۴۴۵ء مین فوت ہوا اور اوسکی جگہ علاؤالدین اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔

سید علاؤالدین شاہ

سید علاؤالدین ابن سید محمد شاہ اپنے والد کی وفات کے بعد سنہ ۱۴۴۵ء مین تخت دہلی پر متمکن ہوا یہ شخص ختم کنندہ خاندان سادات اور برباد کنندہ سلطنت دہلی اور بڑا کم حوصلہ اور اپنے باپ سے بھی زیادہ عیاش تھا اسکے وقت مین سلطنت شاہی کو یہان تک زوال آیا کہ بادشاہ کا حکم

صرف دہلی سے چند ہی میل ارد گرد تک رہ گیا اور تمام صوبجات خود سر
ہوگئے تیرہ آدمی اس سلطنت میں خود مختار ہو کر حکمران ہو بیٹھے تھے اور
بادشاہ نے شہر بدایوں میں ایک باغ بنایا تھا اوسکی آراستگی اور زیبایش میں مصروف
رہتے تھے جب چاروں طرف سے غدر ہونے لگا اور بادشاہت کے کاروبار میں
خلل پڑ گیا تب بادشاہ نے وزیروں کو جمع کر کے تدبیر پوچھی اونھوں نے اپنی
بد ذاتی سے یہ صلاح دی کہ وزیر اعظم حمید کو حضور موقوف کر دیں یہ ساری
قباحت اوسکی ڈالی ہوئی ہے بادشاہ نے فریب کھا کر حمید خان وزیر اعظم کو
قید کیا اور اوسکا یہ ارادہ تھا کہ وزیر کو جان سے مروا ڈالے مگر وزیر نے یہ چالاکی کی
کہ بدایوں سے دہلی کو بھاگ گیا اور وہاں جا کر تمام مال و اسباب شاہی پر قبضہ
کر کے بادشاہ کے عیال کو نکال دیا اور اونسے کہا کہ تم بدایوں میں چلے جاؤ اور بہلول
لودھی کو لکھ بھیجا کہ میدان خالی ہے آپ جلد تشریف لائیے بادشاہ دہلی کے
بجائے غنیمت سمجھتی میں مصروف ہے آپ اوسکا کہنا کیجئے اوس نے بھی حملہ
اور بلند نظر سردار نے فوراً کوچ کر کے دہلی میں پہونچ کر تاج شاہی پہنا اور
اور سنہ ۸۵۵ء میں تخت پر جلوس فرمایا اب سیدوں کا خاتمہ ہو کر لودھی کو
خاندان قائم ہوا علاؤالدین سید پست ہمت نے بخوشی تخت ... کی حکومت
اور اٹھائیس برس تک اپنی سیرگاہ اور باغ بدایوں سے ... مگر
فرحت سے زندگی کر کے سنہ ۸۸۳ء میں وفات پائی شاہ علاؤالدین کو کچھ فائدہ نہ ہوا

فہرست بادشاہان خاندان لودھی متعلق باب ہشتم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام	باپ	سنہ جلوس	کیونکر مرا	سنہ وفات	کیفیت
۱	بہلول خان لودھی	بہلول لودھی	۱۴۵۰	اپنی موت سے مرا	۱۴۸۸	پنجاب کا حاکم تھا اچھا بادشاہ ہوا پہلا بادشاہ ہوں کے اسکے اپنے وزیر کو برخاست کیا بعد اکثر مشرقی صوبوں کو مطیع کیا جونپور اسنے فتح کیا۔
۲	سکندر لودھی	۰	۱۴۸۸	ایضاً	۱۵۱۷	نمبر ۱ کا بیٹا تھا بڑا بادشاہ ہوا لیکن ہندوؤں کو اسنے بہت تکلیف دی صوبہ بہار پر اپنا قبضہ کیا۔ چندیری کو فتح کیا۔
۳	ابراہیم لودھی	۰	۱۵۱۷	مارا گیا	۱۵۲۶	نمبر ۲ کا بیٹا تھا بابر کی لڑائی میں مارا گیا مغرور اور سرکش تھا۔ اسلام خان نے اسپر حملہ کیا۔ اکثر صوبے باغی ہو گئے دولت صوبہ دار ملتان نے بابر کو لکھا کہ ابراہیم کے ظلم سے آپ آ کے خلقت کو نجات دیجیے۔

سید علاؤ
میں تخت دہلی پر تھے
سلطنت دہلی ادھا گھر
اسکے وقت میں سلطنت تھا

باب ہشتم خاندان لودھی

شاہ بہلول خان لودھی

سنہ ۱۴۵۰ء میں بہلول خان صوبہ دار ملتان اور پنجاب نے تخت شاہی
حاصل کیا اور بادشاہ سید علاؤالدین کی کچھ تنخواہ مقرر کرکے بداؤن میں
اوسکو بٹھلادیا اسی شخص سے افغانوں کے خاندانکی بادشاہت ہند میں شروع ہوئی
یہ لوگ باشندے دریای اٹک یعنی جہلم کے کنارے کے ہیں سابق میں
ہند اور ایران میں سوداگری کیا کرتے تھے فیروزشاہ کی حکومت تک
ان لوگوں کی کچھ قدر ومنزلت نہ تھی مگر اوسکے زمانے میں انکو کچھ حوصلہ
پیدا ہوا تھا کیونکہ اس بہلول کے دادا ملک ابراہیم نے فیروزشاہ کے
دربار سے ایسا اختیار پایا تھا کہ حکومت ملتان کی اوسکو ملگئی تھی جو
بحق وراثت بہلول تک پہونچی تھی اور روز بروز اوسکو ترقی ہوتی گئی
اور سلطنت دہلی کو زوال آتا گیا یہاں تک کہ حمید خان وزیر اعظم کے
سبب سے وہ بادشاہ ہوگیا مگر بہلول نے دیکھا کہ وزیر کی طاقت اور اختیار
بہت ہے اس سبب سے اوسنے مستقل بادشاہ ہوکر پہلے اوس وزیر کو
برخاست کیا پھر اون صوبوں کو جو سلطنت دہلی سے منحرف ہوگئے تھے مطیع کرنی
پر کمر باندھی چنانچہ چھوٹے صوبے سب مطیع کیے مگر جونپور کا بادشاہ
طاقت ور تھا اگرچہ اوس سے دو دفعہ بہلول شاہ لڑا پر کچھ فائدہ نہوا

پر

تھوڑے عرصے میں محمود شاہ والی جونپور نے وفات پائی اور اوسکی جگہ
بادشاہ ہونے کی بابت تنازع ہوا بہلول نے پھر حملہ کیا مگر حسین خان سے
جو اوسکی جگہ تخت نشین ہو چکا تھا چار برس کیواسطے صلح ہو گئی اوسوقت
مین بہلول لودھی پنجاب کی سرکشی فرو کرنے آیا تھا کہ حسین خان نے
یکایک دہلی پر فوج کشی کی بہلول بہت جلد وہان گیا اور کئی لڑائیان
ہوئین مگر کچھ فائدہ نہوا پھر کچھ مدت کے واسطے صلح ہو گئی شاہ بہلول
کے جلوس سے اٹھائیس برس تک جونپور کی طاقت قائم رہی آخرکار بعد
چند لڑائیون اور فریب اور بدعہدیون کے بہلول غالب آیا حسین شاہ
اپنی دار السلطنت چھوڑ کر بھاگ گیا اور بہلول شاہ اوسمین داخل ہوا اوسنے آٹھ
برس کے بعد اس صوبے کو تخت دہلی کے تابع کیا بہلول نے سن رسیدہ ہوکے
اپنے حین حیات تمام سلطنت اپنے بیٹون کو تقسیم کردی اور یہ امر ایسا واقع ہوا
کہ گویا خود اوسنے بنیاد فساد کی ڈالدی سکندر لودھی کو جو اوسکا بڑا بیٹا تھا
ولیعہد دہلی کا مقرر کیا اور اپنے چھوٹے بیٹون اور بھتیجون کو ایک ایک صوبہ حصے مین دیا
آخر سنہ ۱۴۸۸ع مین یہ بادشاہ اڑتیس برس سلطنت کر کے فوت ہوا کہتے ہین کہ یہ
بادشاہ پرہیزگار اور ملکی تدابیر مین ہوشیار تھا اور اہل علم سے بہت محبت رکھتا تھا

شاہ سکندر لودھی

بہلول لودھی کو مرتے وقت امرا نے چاہا کہ سکندر لودھی کو تخت پر بٹھا دین مگر

وہ ایک نائن کے شکم سے تھا مگر برخلاف اونکی ارادے کے وہی تخت پر بیٹھ گیا اور
۲۹ انتیس برس تک اوسنے بادشاہت کی اوسنے تمام صوبجات اپنی بھائیوں سے
لیکر سلطنت دہلی میں شامل کیے مگر اپنے ایک بھائی باربک پر جسکو اوسکے
باپ نے جونپور کا مالک بنایا تھا فوج کشی کی اور پھر اوسکا ملک ہی دیا اس وقت سے
کہ سلطان حسین شاہ والی سابق جونپور نے صوبہ بہار پر اپنا قبضہ کر لیا تھا
اور اپنا موروثی ملک لینے کی فکر میں تھا اس ملک کو بھی لے لیا حسین شاہ کا
تعاقب بادشاہ نے کر کے ایک لڑائی میں شکست بہار میں دی اور اوسکو بنگالہ کی
کی سرحد تک پہنچا دیا وہاں جا کر وہ گمنام مر گیا سکندر لودھی نے اگرچہ تمام
لشکر کشی میں صرف کی پر صرف چندیری کو فتح کیا اور کوئی صوبہ اوسکے
قبضہ میں نہ آیا اوسکی لڑائیوں سے ملک تباہ ہوا پر سلطنت کی ذرا بھی خرابی نہ ہوئی
متعصب ایسا تھا کہ بہتسی مسجدیں اور بازار تعمیر کیے ہندو بت پرستی سے عداوت کی ۱۵۱۷ء
میں اوسنے وفات پائی اور اوسکی جگہ اوسکا بڑا بیٹا ابراہیم لودھی بادشاہ ہوا۔

ابراہیم شاہ لودھی

۱۵۱۷ء میں ابراہیم شاہ لودھی بیٹا سکندر شاہ لودھی کا تخت سلطنت پر
جلوس فرما ہوا یہ بادشاہ ایسا مغرور اور سرکش تھا کہ امرا اوسکی نخوت اور تکبر کے
سبب سے اوسکا ساتھ چھوڑ بیٹھے اور اوسکے خاندان کو تباہ کرنے کی فکر میں ہوئے
چنانچہ اوسکے بھائی جلال خان کو جونپور کی حکومت کا دعوی دار مقرر کیا اور

اس امر مین بڑا جھگڑا اور فساد برپا رہا یہانتک کہ جلال خان نے جونپور پر قبضہ
کر لیا اور بادشاہ نے فوج کشی کرکے اوسکو بھگا دیا پھر جبکہ وہ گرفتار ہوکر
آیا تو اوسکو ہانسی مین قید کرنے کا حکم دیا اور محافظون سے کہا کہ راہ مین
اوسکو قتل کر ڈالنا پھر اس بادشاہ کو اپنے صوبون پر ایسا شک ہوگیا کہ کئی
صوبے اوس سے منحرف ہوکے پھر گئے اسلام خان نے چالیس ہزار سوار جمع
کرکے بادشاہ پر حملہ کیا جس مین اسلام خان مارا گیا اور اوسکی فوج نے شکست
کھائی بادشاہ نے تب دربار کے امیرون پر زیادہ سختی کرنی شروع کی تب بہادر خان
حاکم بہار نے بادشاہی خطاب خود بخود اختیار کرکے ایک لاکھ فوج جمع کی اور
کئی دفعہ بادشاہی فوج کو شکست دی اس عرصے مین دولت خان صوبہ دار لاہور نے
جب دیکھا کہ اس بادشاہ کے وقت مین کسی صورت سے امن نہین ہوتا اور
ہندوستان مین تہلکہ پڑا ہے اور بچاو کی صورت نظر نہین آتی تو شاہ بابر کو جو
کابل مین مغلون کا بادشاہ تھا یہ لکھا کہ ہندوستان مین آکر اس ملک کو اپنے
قبضے مین لاؤ اور ابراہیم لودھی بادشاہ ظالم کے پنجے سے دنیا کو چھڑا کر راحت
پہنچاؤ چنانچہ اوسکے لکھنے کے موافق شاہ کابل بابر پنجاب کو لوٹتا اور تاراج کرتا ہوا دہلی کو روانہ
ہوا جبکہ پانی پت پر پہنچا تو سلطان ابراہیم نے بابر شاہ سے مقابلہ کیا اور وہان ابراہیم لودھی کے لشکر
کو شکست ہوئی اور وہ خود مارا گیا سنہ ۱۵۲۶ع مین خاندان مغلیہ کی بادشاہت ہندوستان مین آئی اور خاندان
لودھی کا خاتمہ ہوگیا اس خاندان مین تین بادشاہ ہوئے جنھون نے چہتر برس تک سلطنت کی

فہرست بادشاہان خاندان مغلیہ متعلق باب نہم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام	لقب	سنہ جلوس	طریق وفات	سنہ وفات	کیفیت
۱	ظہیر الدین محمد بابر	بابر شاہ	۱۵۲۶	اپنی موت سے مرا	۱۵۳۰	امیر تیمور کی اولاد میں تھا انگریزوں کی عملداری تک سلطنت اسی خاندان میں رہی۔
۲	نصیر الدین محمد ہمایون	ہمایون بادشاہ	۱۵۳۰	سیڑھی پر سے گر کر مرا	۱۵۵۵	نمبر ۱ کا بیٹا تھا شیر شاہ افغان نے اسکو نکال دیا تھا ایران کے بادشاہ سے مدد لیکر افغانستان میں آیا اور پھر ہندوستان کا پادشاہ ہوا
۳	شیر شاہ سور	شیر شاہ	۱۵۴۰	میگزین اڑ گئی اور جھلس کر مر گیا	۱۵۴۵	اسکا باپ حسن افغان قصبہ سہسرام میں ۵۰۰ سواروں کا جاگیردار تھا یہ بادشاہ بہت اچھا اور عقلمند تھا
۴	اسلام شاہ سور	سلیم شاہ عدلی	۱۵۴۵	اپنی موت سے مرا	۱۵۵۳	نمبر ۳ کا بیٹا تھا نکما تھا
۵	محمد شاہ	عدلی	۱۵۵۳	۰	۰	نمبر ۳ کا چچازاد بھائی تھا بڑا نالائق اور بدکار تھا لوگ اسکو اندھلی کہتے تھے اسکے وقت میں ہمایون [illegible] پھر ہندوستان کا بادشاہ ہو گیا۔

فہرست بادشاہان خاندان مغلیہ متعلق باب پنجم حصہ دوم تواریخ

نمبر	نام	لقب	سنہ جلوس	کیونکر مرا	سنہ وفات	کیفیت
۶	ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر	اکبر بادشاہ	۱۵۵۵	اپنی موت سے مرا	۱۶۰۵	نمبر ۵ کا بیٹا تھا ہندوستان کے بادشاہوں میں سب سے اچھا تھا بلکہ دنیا کے اچھے اور عقلمند اور عظیم الشان اور نامی بادشاہوں میں سے تھا +
۷	نورالدین محمد جہانگیر	جہانگیر شاہ	۱۶۰۵	اپنی موت سے مرا	۱۶۲۷	نمبر ۶ کا بیٹا تھا بادشاہ اچھا تھا شراب بہت پیتا تھا اور بالکل اپنی بیگم نورجہان کے اختیار میں تھا +
۸	شہاب الدین	شاہجہان	۱۶۲۸	قید میں مرا	۱۶۶۶	نمبر ۷ کا بیٹا تھا آخر سلطنت کو نہایت رونق دی مسلمانوں کی سلطنت [illegible] جیسا اس بادشاہ کے وقت میں [illegible] خزانہ بھی بہت تھا [illegible] آگرہ کا روضہ اسی نے بنوایا ہے

فہرست بادشاہان خاندان مغلیہ متعلق باب نہم حصہ دوم واقعات ہند

ن۰	نام	لقب	سن جلوس	کیونکر مرا	سن وفات	کیفیت
۹	محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ	اورنگ زیب یا عالمگیر	۱۶۵۸	اپنی موت سے مرا	۱۷۰۷	نمبر ۸ کا بیٹا تھا بڑا عابد باطن اور حیلہ جو تھا ہندوؤں کے دین سے نہایت عداوت رکھتا تھا یادگار خوب کر گیا اگر سلطنت تیموریہ کی بنیاد میں خلل بھی اسی نے ڈالا مرہٹوں نے جنکے ہاتھ سے یہ بادشاہت غارت ہوئی اسی کے اخیر وقت میں نمود پائی بنارس میں بشیشر اور بندرابن اور متھرا میں گوبند دیو کا مندر اسی بادشاہ نے توڑا۔
۱۰	محمد معظم	بہادر شاہ	۱۷۰۷	اپنی موت سے مرا	۱۷۱۲	اسکے وقت میں سکھوں نے زور پکڑ کر سرہند کو لوٹ لیا اور پھونک دیا۔
۱۱	معز الدین جہاندار شاہ	۰	۱۷۱۲	مارا گیا	۱۷۱۳	نمبر ۱۰ کا بیٹا تھا۔
۱۲	جلال الدین فرخ سیر	۰	۱۷۱۳	مارا گیا	۱۷۱۹	نمبر ۱۰ کا پوتا تھا نادان اور بزدل تھا۔
۱۳	رفیع الشان ابو الفتح روشن اختر محمد شاہ	۰	۱۷۱۹	اپنی موت سے مرا	۰	نمبر ۱۰ کا پوتا تھا جو کہ نمبر ۱۱ کا بھتیجا تھا اسکے عہد میں نادر شاہ کی چڑھائی ہوئی اور سلطنت میں بالکل شکست آگیا۔

فہرست بادشاہان خاندان مغلیہ متعلق باب سوم حصہ دوم واقعات ہند

نمبر	نام	خطاب	سنہ جلوس	کیفیت موت	سنہ وفات	کیفیت
۱۴	مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ	۰	۱۷۴۸	آنکھیں نکالی گئیں	۱۷۵۴	نمبر ۱۳ کا بیٹا تھا صرف برائے نام پادشاہ تھا۔
۱۵	عالمگیر ثانی	۰	۱۷۵۴	مارا گیا	۱۷۵۹	نمبر ۹ کا بیٹا تھا اسکے وقت مین مرہٹے اٹک تک جا پہنچے اور احمد شاہ درانی نے چند بار چڑھائی کی۔
۱۶	عالی گہر محمد شاہ عالم بادشاہ	شاہ عالم	۱۷۷۱	اپنی موت سے مرا	۱۸۰۶	نمبر ۱۵ کا بیٹا تھا غلام قادر روہیلہ نے اسکو اندھا کیا انگریزون نے مرہٹون کی قید سے چھڑا کر پنشن مقرر کر دی۔
۱۷	ابو النصر معین الدین	اکبر شاہ ثانی	سنہ ۱۸۰۶ء	اپنی موت سے مرا	۱۸۳۷	برائے نام بادشاہت کی اسکے وقت مین انگریزون کا قبضہ ہندوستان مین پنجاب کی حد تک ہو گیا تھا۔
۱۸	سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ	بہادر شاہ	سنہ ۱۸۳۷ء	قید مین مرا	سنہ ۱۸۶۲ء	یہ آخر بادشاہ خاندان مغلیہ کا ہے باغی فوج کی جس نے سنہ ۱۸۵۷ء مین بلوا کیا تھا شرکت کی وجہ سے قید کیا گیا اور برہما مین مرا فقط

باب پنجم خاندان مغلیہ

بابر بادشاہ

محمد ظہیرالدین بابر پوتا امیر تیمور کا بڑا شجاع اور بہادر بادشاہ ملک ایشیا میں گذرا ہی یہ بادشاہ سنہ ۱۴۸۳ع میں پیدا ہوا اور اسکا سلسلہ ماں کی طرف سے چنگیز خان تک اور باپ کی طرف سے امیر تیمور تک پہونچتا ہی اسکے باپ نے جو اندجان اور فرغانہ کا والی تھا اس لڑکے کو ہونہار دیکھا بارہ برس کی عمر میں اندجان کا ناظم کیا اور وہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا اس بادشاہ کی عجیب سرگذشت ہی کبھی تو وہ شہنشاہ ہو جاتا تھا اور کبھی سو آدمی بھی اوسکے ہمراہ نہوتے تھے کبھی تو وہ مالک ایک بڑی ملک کا تھا اور ایکدم میں ایک جھونپڑا بھی پناہ لینے کو اوسکے پاس نہ رہتا تھا جبکہ وہ اپنے ملک موروثی سے نکالا گیا تو اوسنے صرف دوسو چالیس آدمی جمع کرکے سمرقند پر جہاں ایک بڑی فوج موجود تھی حملہ کیا اور یہ تدبیر کی کہ قریب آدھی رات کی شہر کے نزدیک جاکر فصیل پر چڑھکر شہر کے اندر داخل ہو گیا اور وہاں کچھ اوسکے طرفدار اور بھی ساتھ ہوئے پھر یکبارگی فتح کا غل مچا دیا یہ شور سنکر سمرقند کا بادشاہ اپنی دار الخلافت چھوڑکر بھاگ گیا بابر فوراً وہاں کا بادشاہ ہو گیا تھوڑے دنون کے بعد سمرقند مع اوسکی

غنانات کو اوسکے ہاتھ سے نکل گیا اوسنے کابل پر حملہ کیا وہان کے باشندون نے
بے انتظامی ملک کی باعث سے اوسکا آنا غنیمت جانا پھر تیموریون نے بھی
اوسکو بلایا وہان آکر اپنے مخالفون سے ایسا لڑا کہ چند امیر اپنے ہاتھ سے اوسنے
قتل کیے اسلیے دشمن کی تمام فوج اوسکی شجاعت دیکھکر متحیر ہوگئی اور سب نے
اوسکی اطاعت قبول کرلی — بعد ازان بابر نے اون اضلاع پر جو سندھ کے
قریب جوار مین واقع ہین کئی حملے کیے اور پھر ایک مدت کے بعد ہندوستان کا
دعوی کیا چنانچہ تیرہ ہزار سوار لیکر دہلی کو آیا اور ابراہیم شاہ ایک لاکھ
سوار اور ایک ہزار ہاتھی لیکر پانی پت پر آکر صف آرا ہوا ابراہیم کو جنگ کا ڈھب
نہ آتا تھا تمام فوج ایک جگہ صف باندھکر کھڑی کردی جسکو بابر کی فوج نے
ایک حملہ مین پراگندہ کردیا مگر ابراہیم نے اپنے تئین دشمن کی فوج کے قلب پر
حملہ کیا اور وہان دونون بادشاہون مین لڑائی ہوئی ابراہیم مارا گیا اور اوسکی فوج
بھاگ گئی اور بابر نے ۱۵۲۶ع مین دہلی کے تخت پر جلوس کیا ۔

بابر کے وقت سے پٹھانون کی سلطنت کو زوال آیا ابتدا مین بابر کی
سلطنت کو استقلال نصیب نہوا کیونکہ پٹھانون کے سردار جو مختلف اضلاع مین
حاکم تھے بابر کو غاصب سمجھتے تھے اور راجپوت لوگ جو قوم ہنود مین بڑے
شجاع اور من چلے تھے افغانون کے طرفدار تھے الغرض ایک لاکھ آدمی
بسرکردگی محمود جو شاہ متوفی کا بھائی تھا ہندوستان کے مغرب کی طرف جمع ہوئے

اسوقت مین بابر چارون طرف سے دشمنون کے نرغے مین آگیا مگر وہ ایسا
شجاع تھا کہ اوسنے اس امر سے ذرا بھی نہ خوف کیا ہر چند اوسکے سردارون نے
صلاح دی کہ آپ دریای سندھ پر تشریف لیچلین پر اوس عالی ہمت پادشاہ نے
اتنی بڑی سلطنت کا چھوڑ دینا مناسب نہ سمجھا اور اونکو یہ جواب دیا کہ
مقتضای غیرت یہی ہے کہ لڑ بھڑے دنیا مین ایک نیکنامی ہی بس بات سب سے بہتر ہے
کہ لڑ کر مرین اور شاہنامہ کے مضمون شجاعت شعرون کے اشعار پڑھکر لوگونکو
سنائے اور چونکہ اوسکے دشمنون مین اکثر ہندو لوگ تھے اوسنے
[illegible] لوگون سے [illegible] اد کرنا بھی ضرور ہے
[illegible] اما م اوسکو نہایت [illegible] سے
[illegible] اور شراب پینے سے [illegible] کیا
او[illegible] سے بنی ہوئی تھین سبکو
گلا [illegible] کہکر تمام فوج نے قرآن شریف اوٹھالیا
کہ [illegible] دین گے اس اقرار سے بابر کو
حصہ [illegible] اور توپخانہ پر تھا کیونکہ بابر کے
زمانے [illegible] ہندوستان مین کم لڑی
تھی چنانچہ [illegible] لگائی گئین اور توپون کے
پیچھے پیادے [illegible] طرف توپون کے سوا تھے علی العموم فوج

پٹھانون کی آگے بڑھی اور یہین وسیارت بابر کے لشکر کو گھیر لیا لیکن توپخانے کی مدد سے اوسنے فوج مخالف کو پیچھے ہٹا دیا جب بابر نے دیکھا کہ غنیم کی فوج دو چار حملو کرکے اب تھک گئی اوسوقت دوستے فوج منتخب کے لیکر دشمن پر دھاوا کیا مخالفین تاب مقابلہ کی نہ لاکے بھاگا اور بہت سے نامور سردار مارے گئے اگرچہ بابر کی مخالف کبھڑے قوی اور زوراور تھے متفرق ہو گئے مگر پھر بھی اس سبب سے کہ سرکشان کابل اور ہندوستان اوسکے عیش کو منغص کیے رہتے تھے کبھی بھی اوسکو پادشاہت کرنی نصیب نہوئی آخر کو چار برس سلطنت کر کے سنہ ۱۵۳۰ع مین وفات پائی ۔

تاریخ وفات بابر بادشاہ

بادشاہ دہر بابر با کمال عدل بود		وقف احسان عالم معمد بلطف الہ
سال چہل او گزیدہ جا بفردوس بگو		جای فردوس الہ بگزید بابر بادشاہ

اس تاریخ مین ہر مصرعہ سے ۹۳۷ ہجری نکلتے ہین گویا چار مادے علیحدہ علیحدہ یہ ہوئے اور اگر ہر مصرع کے حروف منقوطہ دوسرے مصرع کے حروف معطلہ کے ساتھ شامل کرو تو چار مادے علیحدہ نکلتے ہین بڑی صنعت کی تاریخ ہے آٹھ مادے اسمین ہین ۔

دوسری تاریخ

تاریخ وفات شاہ بابر		سنہ نہصد و سی و ہفت

بابر تمام پادشاہان ہند مین بڑا شجاع تھا اور بڑی بڑی کار نمایان اوس سے ہوئی
جنمین وہ امیر تیمور سے بھی گوی سبقت لیگیا جسقدر وہ فتحیاب ہوا اوسیقدر اوسنے
شکست بھی کھائی اور جسقدر ملک اوسنے فتح کیے اوسی قدر کھوے بھی پر آخر ہند مین
باستقلال سلطنت کی لڑائی مین بڑا کامل سپہ سالار تھا اوسکی طاقت جسمانی
لڑائی اور شکار مین حد بشریت سے زیادہ تھی علم موسیقی اور فن شاعری مین اوسکو
کامل مہارت تھی اور صاف دل تھا کئی دفعہ اوسنے اپنی جانی دشمنون پر رحم کیا ہی

ہمایون پادشاہ

ظہیرالدین بابر پادشاہ کی وفات کے بعد سنہ ۱۵۳۰ع مین ہمایون ابن بابر کہ ہنرمند
اور عقلمند تھا تخت نشین ہوا اس پادشاہ کو علم نجوم کے سیکھنے کا بڑا شوق تھا
اور خود بھی خوب ماہر تھا اوسنے سات دیوانخانے سات ستارون کے نام سے
بنائے تھے چنانچہ سپہ سالار اور فوج کے سردار خانہ مریخ مین بلائے جاتے تھے
اور مفتی اور قاضی خانہ عطارد مین اور قاصد و شاعر اور مسافر خانہ قمر
مین طلب ہوا کرتے تھے اور سازندے اور راگ ناچ والے خانہ زہرہ مین آیا کرتے
تھے اور علی ہذا القیاس اوائل عمر مین وہ عیش و نشاط مین مصروف تھا کہ یکایک
سلطنت کا بوجھ اوسکے سر پر آ پڑا اور اوس امتحان مین وہ پورا نکلا چند روز بعد
اوسکو اتفاق لڑائی کا بہادر شاہ حاکم گجرات سے ہوا ہمایون نے بلحاظ اتحاد وفادار

سردار مذکور کو جبکہ وہ جے پور کے راجہ سے لڑ رہا تھا کچھ ایذا نہ دی تھی مگر
اب ایک فوج جرار لیکر اوسپر چڑھائی کی اور اوسکو اسقدر تنگ کیا کہ
وہ لاچار ہوکر گجرات کو بھاگ گیا اور وہان جاکر شہر چپانی مین اپنا خزانہ
رکھکر احمد آباد کو بھاگ گیا اور بادشاہ نے گجرات کو فتح کرلیا یہ مہم کچھ اون
مہمات سے کم نتھی جو تیمور یا بابر نے سر کی تھین بعد ازان ہمایون کو اوسکے بھائیون
یعنی ہندال اور کامران نے جو بسبب عفو جرائم اور رحمدلی بادشاہ کے دلیر ہوگئے
تھے تنگ کرنا شروع کیا چونکہ فوج شاہی ان بادشاہزادون کے پاس پہلے ہی سے
رہتی تھی اسلئے اونھون نے ایک دوسرے کے بعد سلطنت کا دعوی کیا شیرخان
افغان حاکم بنگالہ نے جب یہ دیکھا کہ بادشاہ کے گھر مین جھگڑا ہورہا ہے دلیری
کرکے فوج کثیر لیکر ہمایون پر چڑھائی کی چونکہ ہمایون نے انتظامی ملک
کی باعث سے فوج کافی جمع نہ کرسکا اسواسطے شکست کھاکر پریشان حال آگرے
کیطرف بھاگ گیا جب ہمایون کی بھائیون نے دیکھا کہ آپس کے نفاق کے
سبب سے ملک ہاتھہ سے جاتا رہیگا ہمایون کی مدد کو آئی مگر آپس مین کچھہ محبت
نتھی ہمایون نے ایک اور فوج جمع کرکے شیرخان پر چڑھائی کی مگر آخر کو شکست
کھائی اور لاچار ہوکر دار الخلافہ کو چھوڑکر چھوٹے چھوٹے حاکمون سے پناہ کا
طالب ہوا مگر یہ ایسا بدبخت بادشاہ تھا کہ کسی نے اوسکو مدد نہ دی بڑی پریشانی
اور حیرانی کے بعد راجہ مالدیو راجہ اجمیر کے پاس پناہ لینی کو گیا اور راہ سے اوس کی عائشہ ہی

راجہ نے بظاہر اقبال کیا اور باطن مین چاہا کہ کسی حیلے سے ہمایون کو قید
کرکے دشمن کے حوالے کرون مگر ایک راجپوت نے جو ہمایون کا نمک خوار قدیم تھا
اس بھید سے بادشاہ کو اطلاع دی ہمایون مع اپنے رفیقون کے آدھی رات کو
وہان سے بھاگا اور سو کوس تک کہین بھی سے دم نہ لیا اثنای راہ مین اوس تمام
گروہ نے پانی کے نہ ملنے سے بہت تکلیفین اوٹھائین کیونکہ زمین ریگستانی
تھی اور کوسون تک پانی نہ تھا سیکڑون آدمی اور جانور پیاس کے مارے
مرگئی ہمایون کی سواری کا گھوڑا مرگیا ایک سپاہی نے اپنی والدہ کی سواری کا
گھوڑا بادشاہ کو دیا جب لوگون نے اپنے پیچھے غبار اوٹھتا ہوا دیکھا تو یقین
جانا کہ دشمن بتعاقب کیے چلا آتا ہے اوس وقت سبکی ہوش و حواس زیادہ تر پریشان ہوگئے
اور جہانتک بھاگا گیا بھاگے اتفاقات کی تاریکی مین ہمایون مع ملکہ اور
بیس ۲۰ سوارون کے راہ بھول کر لشکر سے جدا ہوگیا اور جب صبح ہوئی تو دشمن کے
ایک گروہ نے آگھیرا ہمایون نے کوئی صورت رہائی کی نہ دیکھکر شجاعت کو
کام فرمایا اور اونھین چند آدمیون کو ہمراہ لیکر ایسا لڑا کہ دشمنون کے چھکے
چھڑوا دیے اوس لڑائی مین ناگہانی ایک تیر مخالفین کے سردار کے ایسا لگا کہ اوسکا
کام تمام ہوا اس سبب سے وہ لوگ تتر بتر ہوگئی ہمایون نے فتحیاب ہوکر وہان سے
کوچ کیا لیکن تین رات اور دن راہ مین کہین پانی کی شکل نہ دیکھی آخر کو
چند شخصون کے ساتھہ امرکوٹ مین جو سندھ کے قریب قلعہ ہے پہونچا تو وہان

راجہ نہایت تواضع سے پیش آیا اور جو مدارج مہمان نوازی کی ہین بجالایا اسی جگہہ
اکتوبر کی چودھوین تاریخ کو ۱۵۴۲ع مین اکبر متولد ہوا (یہ وہی اکبر ہی جو
بڑا نامور پادشاہ ہندوستان کا ہوا) لیکن پادشاہ کو لاچاری سی بھاگنا
مقدم تھا یہ طفل ایک سردار نمک حرام بدذات کی ہاتھہ آگیا جس نے اوس لڑکے
کو لیکر میرزا کامران یعنی پادشاہ کے بھائی کو جو کابل اور قندھار کا پادشاہ
اور ہمایون کا دشمن جانی تھا حوالہ کردیا سلطان طہماسپ شاہ فارس نے
جب سنا کہ ہمایون نے سلطنت ہند سی بہت مصیبتین اوٹھائی ہین ایک نامہ بدین مضمون
ہمایون کو لکھا کہ تم یہان چلے آؤ مین ہر حال مین تمہارا معین و مددگار ہون اور جہانتک
مجھسے ہوسکیگا تم سے نیک سلوک کرونگا ہمایون تو جان سے تنگ تھا فورا
فارس کو روانہ ہوا اور ایک سال تک اصفہان مین بادشاہ ایران نے ہمایون سے
کچھہ عہد و پیمان کیے اور بارہ ہزار سوار دیکر کہا کہ اب تم اپنے ملک موروثی کو
دوبارہ فتح کرو ہمایون نے یہ مدد نعمت غیر مترقبہ سمجھی اور پہلے اوس نے کابل پر
جہان اوسکا بھائی کامران حکومت کرتا تھا اور جسکے پاس اوسکا بیٹا اکبر تھا
چڑھائی کی جبکہ اوس نے شہر کا محاصرہ کیا کامران نے اوسکے بیٹے اکبر کو لکڑیون مین
باندھکر فصیل شہر سے لٹکا کر دکھلا دیا اور اس سے اوسکا مطلب یہ تھا کہ اگر تم
حملہ کروگے تو مین اس تمہارے بیٹے کو لکڑیون مین جلا دونگا باوجود اس
دہشتناک اور رحم انگیز حال کے دیکھنے کے پادشاہ اپنے عزم سے مستقل رہا مگر بہت

دھمکیاں اس امر قبیح کے روکنے کیواسطے دیتا رہا کامران نے اکبر کو تو کچھہ ستایا
مگر اپنے ہمراہی لوگ لے کر کابل سے نکل گیا ہمایون نے شہر مین داخل ہو کر اپنے بیٹے
اکبر کو چھاتی سے لگایا اور خود از سر نو بادشاہ ہوا نو برس تک ہمایون نے اس شہر مین
سلطنت کی اگرچہ اوسکا بھائی اس عرصے مین اوسکو بہت ستاتا رہا لیکن شکست پر شکست
کھائی اور انجام کار مغلوب ہوا بعد ازان چھہ برس کے عرصے مین اپنے تمام ممالک
موروثی کو فتح کر لیا اس ہنگامے مین اوسکا ایک بھائی عذر معذرت کر کے
اوس سے آملا اور ایسے ایسے شجاعت کے کام کیے کہ ہمایون کی خاطر سے
اگلا غبار ملال رفع ہو گیا اور نہایت محظوظ ہو کر اپنے بیٹے جلال الدین اکبر کو
اوسکی بیٹی کے ساتھہ منسوب کیا یہ بھائی ہمایون کا کسی لڑائی مین مارا گیا
اور دوسرے بھائی کامران کو جو نہایت مفسد اور متمرد تھا اور اوسکی
چشم پوشی کو خیال مین نلاتا تھا ناچار ہو کر ہمایون نے قید کیا سب لوگون کو
یقین تھا کہ ہمایون اوسکو زندہ نہ چھوڑے گا مگر اوسنے خدا کا خوف کر کے
اوسکے خون سے اپنا ہاتھہ آلودہ نکیا صرف آنکھین اوسکی نکلوا ڈالین ایک مدت
کے بعد کامران مرزا باجازت ہمایون پادشاہ مکہ کو چلا گیا اور وہان
تین برس کے بعد اوسنے انتقال کیا *

خاندان سوری

برابر ۹ — ۱۵۴۰ عیسوی سے ۱۵۵۶ عیسوی تک

جبتک کہ ہمایون ان حادثات مین مبتلا رہا شیرشاہ نی موقع پاکر تمام مملکت ہند پر اپنی سلطنت بخوبی کر لی اور ایسا انتظام کیا کہ ہر ایک شخص اوس سے خوش ہوگیا چنانچہ اوسنے گنگا سے لیکر دریای سندھ تک جو تین ہزار انگریزی میل کا فاصلہ ہی ایک سڑک بنوائی اور راہ کے دونون طرف میوہ دار درخت لگائی اور دو دو میل کے فاصلے پر ایک ایک کنوان کھدوا دیا اور ہر ایک منزل پر ایک ایک سرای مسافرون کے اوترنے کو بنوائی جس مین ہر ایک مسافر کو بادشاہ کیطرف سے مفت کھانا ملتا تھا انصاف بخوبی کرتا تھا لوگ بطور امن چین گذر کرتے تھے ❊

پانچ برس شیرشاہ سلطنت کر ... ہوا اور اوسکی جگہ سلیم شاہ اوسکا بیٹا تخت ہند پر جلوس فرما ہوا اوسنے نو برس سلطنت کی یہ لڑکا دانائی اور لیاقت مین اپنے باپ کے برابر تھا اب چونکہ سلطنت کا وارث ایک لڑکا صغیر سن تھا اسلئے امیرن اور نوابون کی بد انتظامی کے سبب بڑا فساد برپا ہوا یہ حال ہندوستان کا دیکھکر ہمایون کے خیرخواہون نی اوسکے دل پر منقش کر دیا کہ اگر وہ تھوڑی سی بھی فوج لیکر ہند کا قصد کرے تو یہی انتظام ملک جلد فتح ہو جاوے گا ہمایون نے پندرہ ہزار سوار اور بہت پنجابی لشکر رکھکر ہندوستان پر حملہ فوج کشی کی اور جب چلا آ رہا ہوا اوسی اپنی اطاعت ... دریای سندھ ... اور ... بہلول تاتار خان حاکم لاہور سے لڑائی ہوئی جسکو بیرم خان سپہ سالار

شاہ ہمایون کو حالت غفلت مین حملہ کرکے شکست دی ہمایون نے یہ حال دیکھکر
ایک شخص مسمی سکندر کو جو شیر شاہ کا بھتیجا اور فن سپاہ گری مین بڑی دستگاہ
رکھتا تھا تخت دہلی پر بٹھا دیا اوسنے اسی ہزار آدمی کی فوج جمع کرکے ہمایون کے
مقابلہ پر کھینچ کیا بڑی بھاری لڑائی جانبین کی سرگرمی سے ہوئی اکبر ابن ہمایون
جو اوسوقت صرف تیرہ برس کا تھا اس لڑائی مین بڑی داد مردانگی دی اور
اوسکو دیکھکر سپاہ جان دینے پر مستعد ہوگئی چنانچہ پٹھانون نے شکست کھائی
اور اونکی فوج پریشان ہوگئی اور سکندر شاہ اپنے ترکہ ملک کو سب چھوڑکر
کوہ شمال کی طرف بھاگ گیا ٭

ہمایون نے تیرہ برس کے بعد دوبارہ اپنے باپ کے تخت پر جلوس کیا پر ایک برس
بھی اوسکو جلوس کو گذرنے نہ پایا تھا کہ ایک دن کسی تقریب سے کتب خانہ کی چھت پر
چڑھا اور وہان دیر تک ٹہلا کیا جب اذان سنکر ہوا کھانے کو بیٹھ گیا
اسمین اذان ہوئی چاہتا تھا کہ عصا ٹیک کر اوٹھے مگر چونکہ وہان سنگ مرمر کا
فرش تھا اسوجہ سے لکڑی پھسل گئی اور وہ سنبھل نہ سکا اور چھت سے نیچے آ پڑا چند روز
بیمار رہکر ۹۶۳ھ مین جان بحق تسلیم ہوا اوسکی تاریخ وفات شاعر کا یہ قول لکھی ہے

تاریخ وفات ہمایون بادشاہ

زبام قصر خود افتاد ناگاہ	وزان عمر عزیزش رفت برباد

یہ بادشاہ بہت شجاع اور بہادر دل عزیز فاضل اور بدقسمت تھا جسکی بہت عمر
گذری ہے کسی پریشانیوں میں گذری ہیں اور اسکی یہ وجہ ہے کہ وہ رحم دل بہت
تھا چنانچہ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ اگر یہ بادشاہ سنگدل ہوتا تو نہایت بڑا بادشاہ
اپنے وقت کا ہوتا اگر اس ملک میں یہ قاعدہ قرار پاتا کہ سوائے بڑے بیٹے کے اور کوئی
بیٹا وارث سلطنت نہ ہو تو کبھی ایسی فسادیں نہ اٹھتیں جو اوسکے وقت میں ہوئیں

محمد جلال الدین اکبر ابن ہمایون بادشاہ

ہمایون بادشاہ کی وفات کے بعد ہندوستان کے تخت نے ایسے شہنشاہ کے
جلوس سے زینت پائی جسکا ثانی اس ملک میں تو کیا کسی مملکت میں نہ ہوگا
یہ بادشاہ جلال الدین محمد اکبر ابن ہمایون بادشاہ تھا جسکے نیر اقبال کے روبرو
کسی بداندیش اور مفسد کا چراغ نہ جلا اور باوجودیکہ اپنے باپ کی وفات کے
وقت تیرہ برس سے زیادہ عمر کا نہ تھا لیکن کسیکا حوصلہ نہ پڑا کہ اوسکی تخت نشینی کا
مانع ہوتا ہنگام طفولیت میں بجائے تربیت اوستادوں کے اوسنے بڑی
بڑی مصیبتیں ہر فلک کے ہاتھ سے کھینچی تھیں اور بہت سی تکلیفیں
اپنے باپ کے دشمنوں سے اوٹھائی تھیں باوجود اسکے اپنے ذہن رسا کی اور
عقل خداداد کی رسائی سے چند روز میں معاملات سیاست اور ملکداری کو

رموز کو خوب سمجھنے اور سرا مر کے نیک و بد کو اچھی طرح پہچاننے انکا طالع کی خوبی
سے بیرام خان اتالیق بھی ویسا ہی ملا جو ہمہ تن اوسکی خیر خواہی کا دم بھرتا تھا
اور سواے ایک بات کے کہ گستاخی اور بیباکی اوسکے مزاج مین تھی اور سب طرح سے
اپنے مالک کی وفاداری اور ترقی دولت مین ثابت قدم تھا اکبر بادشاہ کے جلوس
کو تھوڑے دن کے بعد ہیمون بقال جو اصل کا رذیل تھا مگر حوصلہ عالی رکھتا تھا
برسر بغاوت ہوا اور فوج کثیر جمع کر کے مغلون سے دو لڑائیون مین فتحیاب ہوا
یہانتک کہ اکبر کو ستلج پار تک ہٹا دیا گیا جس طرح اوسنے ابتدا مین اپنی ترقی جاہ
حشمت کیواسطے سعی کی تھی اگر ویسی طرح اپنے ارادے پر قائم رہتا تو شبہہ نہ تھا کہ
خاندان تیموریہ کا نام و نشان ہندوستان مین باقی نہ رکھتا مگر چونکہ تھوڑے
پانی کا بلبلا تھا اسلیے جلد پھوٹ گیا اور دہلی مین قیام کر کے شان و شوکت کی نمود
مین مصروف ہوا اس عرصے مین مغلون نے لاہور مین جمعیت بہم پہنچا کے دہلی کا
پھر قصد کیا اور پانی پت مین دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا [illegible] ہیمون
کی فوج نے شکست کھائی اور وہ خود گرفتار ہو کر بادشاہ کے روبرو حاضر
کیا گیا اوسوقت بیرام خان مشیر تدبیر سلطنت نے عرض کی کہ جہان پناہ
اس کافر کو اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے اگرچہ دل بادشاہ کا نہ چاہتا تھا کہ اوسکے
خون سے اپنے ہاتھ کو آلودہ کیجیے لیکن بیرام خان کی خاطر سے شمشیر برہنہ ہاتھ
لیکر ہیمون کو سر سے چھوا دی بیرام خان نے اوسیوقت ایسا ہاتھ مارا کہ [illegible]

تن سے جدا ہوگیا اسوقت تک بہرام خان بادشاہ کا خیر خواہ رہا لیکن اسکے کہ
اپنی خدمتوں پر مغرور ہوکر منت اور احسان رکھنے لگا اور نخوت کرنے لگا اکبر نے
بھی اپنی قوت کو جانچکر اوس سے ایسی بے اعتنائی کی کہ بہرام خان علانیہ باغی
ہوگیا آخر شکست کھا کر اس نوبت کو پہنچا کہ پیغام بھیجا بادشاہ سے ملنے چاہتا ہوں جب یہ پیغام
ہوا اکبر کے دلپر اوسکی طرف سے میل نہ آیا تھا اوسکے قصور کو معاف کیا اور بادشاہی
جلوس اوسکو لینے کو واسطے بھیجا بہرام خان نے آستانہ دولت پر قدم رکھتے ہی دستار
گردن میں ڈالی و نالان و دوان و بچشم گریان اپنی جبین زیر پائے پایہ سریر خلافت
سرنگون کیا اکبر نے خیر خواہ قدیمی سمجھکر دونوں ہاتھوں سے اوسکا سر اوٹھا لیا
[illegible]
اور درجہ اعلیٰ پر سب امیروں سے اوپر بٹھلا کے خلعت خاص پہنا کر خطاب [illegible] کیا
زبان مبارک سے فرمایا کہ اگر بہرام خان کو کار سپہ گری پسند ہو تو [illegible]
کالپی اور چندیری کی اوسکے واسطے موجود ہے اور جو حضور میں رہنا پسند خاطر ہو
تو بھی عاطفت اور مرحمت شہنشاہی بدستور قدیم سے کم نہ ہوگا اسکا [illegible]
خیر خواہی کی نسبت مرعی اور ملحوظ ہوگی اور اگر طبیعت اوسکی عبادت اور
اپنے معبود کی بندگی کو چاہے تو مکے کے حج کو روانہ ہو فوج شاہی اوسکی
عزت اور منزلت کے موافق وہاں تک پہنچانے کے واسطے ساتھ کر دی جاویگی
بہرام خان نے جواب دیا کہ بندہ جب ایک مرتبہ قصور وار ٹھہرا اب کس منہ سے
حضور میں رہنے کی [illegible] حضور سے اوسکے قصور معاف ہوئے اسی کو دولت سمجھا

اور سعادت دارین سمجھتا ہی اور یہی بہتر بن انعام خدمات سابقہ کا اپنی حق مین
جانتا ہی اوسکی تمنا دلی اب یہی ہی کہ فکر عاقبت مین مصروف ہو اور حضرت
سلطان سی اجازت حج کی ملی پادشاہ اس امر مین متعرض نہوا اور بیرام خان نے
بہت خیمہ و خرگاہ لےکر مکہ کا عزم کیا لیکن راہ مین کسی شخص کے ہاتھ سے
جسکے باپ کو اوسنے ایک لڑائی مین مارا تھا مقتول ہوا ۔

اکبر نے بڑی عدل و داد کے ساتھ پادشاہت کی اور باوجود متواتر لڑائیون
کی بہت سا وقت انتظام ملک اور بند و بست امور مالی مین صرف کیا سائر
مقدمات جنگی اور ملکی اور مالی اور محصولون کے واسطی ضابطی معین فرمائی اوس نے
اپنی آئین اور قانون جاری کیے کہ اونکا بیان اس مختصر مین گنجایش نہین
رکھتا ابوالفضل کے اکبر نامہ کی چند سطرون کا مضمون جو یہان لکھا جاتا ہی
اوسکی اوضاع اور اوصاف کی کیفیت مین کافی ہی ہمیشہ ہمت اس پادشاہ کی
اسی پر مصروف رہی کہ سب آدمیون کے دلون کو ہاتھ مین لاوی اور باوجود
بیشمار شغلون اور بیحساب فکرون کی جو شہنشاہ عادل اور رعیت نواز کو
ضرور ہین اوسکی دل پر کبھی اضطراب نہین ہوتا بلکہ جب کچھ ناشایستہ نظر آتا ہی
کبھی مرضی الٰہی سی قدم باہر نہین رکھتا اور ہمیشہ تشنۂ علم و فضل ہی عالمون اور
فاضلون کی صحبت سی استفادہ کرتا ہی اور اپنی فہم رسا اور انتظام شایستہ پر
نازان نہین ہوتا ہر ایک بات غور سی سنتا ہی اس خیال سی کہ دیکھیے کسکے منہ سے

کیا بات سن نہین آوے اور کس امر کی ہدایت اور عقدہ کشائی ہو باوجود قدر
قدرت اور شوکت کی کبھی غصہ اوسکے دل پر نہین آتا بلکہ ہمیشہ خیالات نیک
اوسکو دل مین رہتی ہین کسی ملت اور مذہب کی تحقیر و تضحیک کا کلمہ اوسکے
منہ سے نہین نکلتا اور امور واجب مین کبھی تکاسل و تغافل اوس سے
ظہور مین نہین آتا یہ بادشاہ ہر بات پر سجدہ شکر کا درگاہ ایزدی مین بجا لاتا ہے
اور ہمیشہ نگران اپنی چال اور افعال کا رہتا ہی خصوص صبح و شام اور نصف روز
اور نصف شب دلکو تمام امور دنیوی سے ہٹا کر طرف معبود کے رجوع کرتا ہے
گنہگارون کی تقصیرین معاف کرتا ہی رعایا کی رفاہ اور آسودگی پر نظر
رکھتا ہی خواہش نفسانی کا طالب نہین ہوتا اور شب و روز مین فقط
ایک مرتبہ طعام تناول فرماتا ہی اور خواب بہت کم کرتا ہی باقی تمام وقت
امور ضروری کی انصرام مین صرف کرتا ہی شام کو تھوڑی دیر آرام کی بعد کام
مین مصروف ہوتا ہی بعد اوسکی خلوت مین مجلس حکما اور فضلا کی جمع کرکی
دانائی اور عقلمندی کی باتین سنتا ہی علمون کی رموز اور دقیقونکو اپنی
عقل باریک بین سی دریافت کرتا ہی اور نئی آئین ایجاد فرماتا ہی اسلاف
کی غلطیون کو اصلاح دیتا ہی اور اخلاف کی واسطی ضوابط صحیح اور درست
مقرر کرتا ہی اوسکی مجلس مین فاضل تاریخ دان بھی حاضر رہتی ہین اور روایات
پیشین کو بیکم و کاست بیان کرتے ہین بعد ازان بادشاہ کچہرات گہی تک

عرضیان حکام اور عمال کی سنتا ہی اور ہر ایک پر حکم مناسب چڑھاتا ہے
قبل طلوع آفتاب کی اہالی موالی جمع ہوتی ہین اور دن نکلتے ہی جلوہ شاہی
سی بہرہ یاب ہوکر کورنش بجالاتی ہین بعد اوسکی بہت سی امور متفرق انصرام
پاتی ہین اور اسوقت پادشاہ بیدار دل تھوڑی دیر تک خواب استراحت فرماتا ہے
اس پادشاہ نی لڑائیان بھی بہت لڑین کبھی کوئی صوبہ دار بہر مقابلہ آیا
کبھی کسی ہندو راجہ سی جنگ ہوئی کبھی اون محمدی پادشاہون سی جنکی
مملکت کی ... ہین اوسکی سلطنت سی متصل تھین کھیت پڑا مختصر یہ ہی کہ مالوہ
دو دفعہ اوسکی ہاتھ سے نکل گیا اور دونون مرتبہ مفتوح ہوا اسی طرح صوبہ گجرات
بھی بڑی لڑائی سی ہاتھ آیا کابل مین اوسکی بھائی نی سرکشی کی اور آخر مغلوب
ہوکر عفو جرائم سی جابر ہوا صوبہ بنگالہ مین کئی دفعہ سرکشی ہوئی اور خطہ
بے نظیر کشمیر کہ اوسوقت تک کسی سی مفتوح نہوا تھا اس پادشاہ نی خود عزیمت
کی اور دکن کی مہم پر اپنی بیٹی کو بھیجا القصہ جہان اوسکی لشکر کا نشان جاتا تھا
فتح و نصرت پیشوا ہوتی تھی خاندیس بھی اوسنی فتح کیا برار کا صوبہ صلح سی
ہاتھ آیا احمد آباد بھی بڑی لڑائی کی بعد مفتوح ہوا اس پادشاہ کی یہ سب سی
پچھلی مہم تھی جسوقت کہ وہان سی آگرہ کیطرف مراجعت کی آیا اکاون برس
کی سلطنت کی بعد ١٠١٤ھ مین درمیان اکبر آباد کی اس عالم فانی سی سوے عالم
باقی کا ہوا وہی جگہ اوسکی قبر درمیان سکندرہ کی ہے اور تمام صفات اوسکی

اور حسن انتظام امور ملکی و مالی مین نیکنام رہا اوسکی تاریخ وفات یہ ہے

تاریخ وفات اکبر پادشاہ

فوت اکبر شد از قضائے الٰہ
گشت تاریخ فوت اکبر شاہ

اس پادشاہ کی مذہب مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ وہ شناس تھا اور بعضے کہتے ہین کہ ہنود کے مذہب سے اوسکو بڑا اعتقاد تھا مگر اصل حال یہ ہی کہ وہ کسی اور مذہب کا معتقد نتھا ہان اوسکو ہر ایک مذہب کی کتاب سننے اور اعتقادی باتین ہر ایک مذہب کی دریافت ہونے کا شوق بہت تھا چنانچہ اسیواسطے پرتگیز کی پادشاہ کو نامہ لکھکر تین بار پادری لوگ تحقیق مذہب عیسوی کی واسطے بلوائی اور انجیل سنی اور مباحثہ اون مین اور مسلمانون کی عالمون مین ہوا چونکہ اکبر کسی مذہب سے تعصب نرکھتا تھا اسی واسطے اتنے دنون تک اوسکی سلطنت قائم رہی اور سب لوگ ہندو اور مسلمان وغیرہ اوسکی مداح ہین ٭

شاہزادہ سلیم ابو المظفر نور الدین عرف جہانگیر پادشاہ

شہنشاہ اکبر کی وفات کی بعد اوسکا اکلوتا بیٹا شاہزادہ سلیم سنہ ١٦٠٥ء مطابق سنہ ١٠١٥ ہجری کے تخت ہندوستان پر قلعہ اکبرآباد مین جلوس فرما ہوا او

جہانگیر خطاب اختیار کیا اگرچہ لوگون نے خسرو ابن جہانگیر سے سازش کرکے
چاہا کہ جہانگیر کے اس بیٹے کو تخت پر بٹھلادین مگر پیش رفت نگئی اور جہانگیر نے بسبب
مہربانی کی اس دفعہ جرم اپنے بیٹے خسرو کا معاف کیا پر خسرو نے پھر بغاوت
کی تب بادشاہ نے اوسکی فوج کو شکست دیکر اوسکو اپنے حضور مین بلوا کر
یہ حال پوچھا تو اوسنے اپنے اس جرم کا اقرار کیا مگر اپنے ساتھ کے سرکشون کا نام
ہرگز زبان پر نہ لایا آخرکار تمام عمر اوسکی قید کا حکم ہوا اور اوسکی حمایت
کرنے والون کو تلاش کرکے ایک ایک کو بہت تکلیف دیکر اونکی سانسی
جان سے مارا اوس کے بعد یہ بادشاہزادہ قید سے رہا ہوا اور اوسکو اوسکے
حقیقی بھائی شاہجہان نے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ جہانگیر کی تاریخ مین
اوسکا عاشق ہونا ایک امیر کبیر کی منکوحہ پر اور پھر اوسکو اپنے قابو مین لانا
بعد قتل کرنے اوسکے شوہر کے سب سے بڑا ماجرا اور رنگنا تصور کیا گیا ہے اسکا
یہ قصہ ہے کہ ایک شخص مسمی خواجہ ایاز کسی عالی خاندان کا بگڑا ہوا قوم
تاتار سے تھا جب محتاج نان شبینہ ہوا تو اوسنے مع اپنی بیوی کے ہندوستان کا
سفر اختیار کیا اون ایام مین اوسکی عورت حمل سے تھی جسوقت یہ دونون
اوس دشت سے گذرتے تھے جو ہندوستان اور تاتار کی راہ مین واقع ہے
راستے مین ایک لڑکی پیدا ہوئی خواجہ ایاز اوسکا باپ نان افلاس مین
مبتلا تھے یہ سوچکر کہ اس لڑکی کی پرورش کیونکر کرینگے اور کہان اسکو

لیکن پھر بہن گو اور یہ بھی خیال کرکے کہ یہ لڑکی بڑی منحوس ہے جو ایسی
مفلسی میں پیدا ہوئی ہے اوسکو اوسی جگہہ جنگل میں چھوڑ کر قدم آگے
بڑھایا پر پیٹ کی آنچ بڑی ہوتی ہے محبت جوش کر آئی دو دو قدم پیچھے
مڑ مڑکر دیکھتے تھے آخر کو ماں کا قدم آگے نہ اوٹھا ایک جاہل بیہوش ہو کے
کھڑی ہوکر زار زار رونے لگی اور روتے روتے وہین ریگستان کے
میدان مین گر پڑی اور مثل ماہی بے آب اوس بچے کو یاد کرکے تڑپنے لگی
مگر اتنی طاقت اوسمین نہتھی جو پھر کر جاوے اور اوس بچے کو اوٹھا لاوے
خواجہ ایاز کا دل بھی یہ حالت دیکھکر اومنڈ آیا کہنے لگا کہ صبر کرو مین جاتا
ہون اور بیٹی کو تمھارے پاس لے آتا ہون خیر جو قسمت مین لکھا ہے سو ہوگا
غرض اونہین پاؤن پیچھے پھرا جب وہان پونہچا جس جگہہ اوسکو چھوڑا تھا
کیا دیکھتا ہے کہ ایک کالا سانپ اوس لڑکی سے لپٹا ہوا ہے یہ ذاخست بیار
محبت کی جوش مین آگے بڑھا اور شور کیا وہ سانپ فوراً الگ ہوکر
ایک درخت کے کھوہ مین چلا گیا ایاز نے بچے کو صحیح و سلامت پایا
خدا کا شکر کیا جھپٹ کر گود مین اوٹھا لیا اور گلے لگا کر منہ چومتا ہوا
اوسکی ماں کے پاس لایا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک قافلہ مسافرونکا
ملا اونھون نے ان دونون کو بے سر و سامان دیکھکر بطور خیرات کے کچھ خرچ
جمع کر دیا زن و شوہر خدا کا شکر بجا لائے قطع منازل کرتے ہوئے لاہو تک

پونہچے ایاز مرد زیرک اور صاحب سلیقہ اور عاقبت اندیش تھا جلد تر نوکر ہو گیا
رفتہ رفتہ چند روز مین ایسا بڑھا کہ اکبر پادشاہ کی عدالت مین بخشی گی
عہدہ پر ممتاز ہوا اوسنے اس اپنی بیٹی نورجہان بیگم کی تعلیم مین بہت
کوشش کی چنانچہ وہ پڑھ لکھکر قابل ہوئی اوسکا حسن اور علم اور عادات
دیکھکر شاہزادہ سلیم کے ہوش باختہ ہو گئے مگر چونکہ اوس لڑکی کی
نسبت شیر افگن خان ترکمان سے ہو چکی تھی اسواسطے اکبر پادشاہ نے
شاہزادہ سلیم کی خاطر سے اوس نسبت کا چھوڑانا بعید انصاف سمجھکر اوس امر مین
دخل دینا مناسب نجانا یہانتک کہ نورجہان کا نکاح شیر افگن خان سے
ہو گیا شہزادہ سلیم منہ دیکھتا رہ گیا لیکن جبکہ جہانگیر تخت سلطنت پر
بیٹھا تو اپنے مقصد کے حاصل کرنے کی فکر مین پڑا کئی دفعہ شیر افگن خان کے
مار ڈالنے کی تجویز کی مگر وہ بھی ایسا شجاع اور بہادر تھا کہ پادشاہ کو
بھلا نسیہ مروا ڈالنے کا حوصلہ نہ پڑا ایکدفعہ پادشاہ نے شیر کا مقابلہ شیر افگن خان
سے کروایا اور ایکدفعہ ایک مست ہاتھی اوسکے سامنے چھوڑدیا شیر افگن خان
اپنی قوت بازو سے جو انسان کی طاقت سے باہر تھی اون دونون بلاون سے
سلامت رہا آخر کار جہانگیر نے ایک امیر کو جسکا نام قطب تھا صوبہ بنگالہ کا
اس شرط پر کیا کہ وہ شیر افگن خان کو کسی لڑائی مین قتل کروا ڈالے پھر بھی
چالیس قاتل جو اس صوبہ دار نے شیر افگن خان کو قتل کرنیکو روانہ کیے تھے

اوسنے مار کر بھگا دیے آخر کو صوبۂ بنگالہ فوج لیکر اوسپر چڑھا اوس وقت بھی شیر افگن خان نے بڑی شجاعت کی اور قطب الدین کو جو ایک ہاتھی پر سوار تھا مع چند اور سرداروں کے اپنے ہاتھ سے مارا پر جس وقت چار طرف سے تیروں کی بوچھاڑ اوسپر ہونے لگی تب لاچار ہو کر مارا گیا۔

نورجہان جسکے دل مین پادشاہ کی بیوی بننیکا شوق تھا اور حکومت کی تشنہ تھی چھٹے سن جلوسی جہانگیر مین اپنے خاوند کے مرتے ہی پادشاہی محل مین داخل ہوئی مگر پادشاہ کو اوسکے خاوند کو مروا ڈالنے کی ایسی ندامت تھی کہ چار برس تک اوس عورت کی خبر کبھی نہ پوچھی جب چار برس کے بعد دفعتًا ایک روز پادشاہ کی نظر نورجہان پر پڑی تو فورًا اوسکا عشق جوش کر آیا اور محبت پیدا ہوئی آیاز یعنی نورجہان کا باپ وزیر اعظم ہوا اور اوسکے دونون بھائی بڑے بڑے عہدون پر سرفراز کیے گئے اور انکو سلطنت مین اختیار کلی اونھین دیا گیا مگر جبتک کہ ایاز جیتا رہا تب تک اوسکی نیک ذاتی سے کسی کو اپنی حق تلفی کی شکایت نہوئی بلکہ اوسکی وزارت مین ہر ایک اپنی حق کو پہونچتی تھی مگر ایاز کی وفات کے بعد بہت فتنے برپا ہوئے جنکا تدارک بڑی دشواری سے ہوا چنانچہ شاہزادہ خرم عرف شاہجہان نے باغی ہوکر پہلے اپنے بھائی خسرو کو قتل کیا پھر صوبۂ دکن مین باپ پر لشکرکشی کی اور شکست کھائی اور خود گرفتاری سے بچ کر کئی برس تک آوارہ و پریشان پھرا کیا۔

نورمحل یا نورجہان اپنے باپ کے مرتے ہی سلطنت مین خلل رسانی لگی کرنے فرمانون پر نورجہان کے حکم ہوتے تھے آپ دربار کرتی تھی پادشاہ مثل دیوانون کے اوسکی صورت پر عاشق و محو رہتا تھا جو فرمان کہ حسب الحکم نورجہان بیگم کے لکھے جاتے تھے اونپر یہ طغرا لکھا جاتا تھا حکم علیہ عالیہ مہد علیا نورجہان بادشاہ اور اوسکی مہر پر یہ شعر تھا شعر

نورجہان گشت بحکم الہ	ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ

اگرچہ خطبہ بیگم کے نام کا نہین پڑھا جاتا تھا مگر روپیہ اشرفی کو سکہ نورجہان کا بیضرب ہونا شروع ہو گیا تھا شعر

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور	بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر

اور جہانگیر کا سکہ ہر ایک شہر مین مختلف تھا چنانچہ اکبر نگر مین سنہ [illegible] ہجری مین یہ سکہ رائج کیا شعر

روی زر را ساخت نورانی بہ رنگ مہر و ماہ	شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر پادشاہ

اور جب بعد وفات اکبر پادشاہ کے آگرہ مین تخت پر بیٹھا تو یہ سکہ جاری ہوا شعر

سکہ زد با آگرہ شاہی بہ بدر و مہر و ماہ	شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر پادشاہ

ایضاً

سکہ زد در شہر آگرہ خسرو گیتی پناہ	شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر پادشاہ

اور شہر لاہور مین درمیان سنہ [illegible] ہجری کے یہ سکہ مضروب ہوا شعر

بدہر باد روان تا فلک بود دور	بنام شاہ جہانگیر سکہ لاہور

احمد آباد میں یہ سکہ سنہ ۱۸ ہجری میں مطبوع ہوا شعر

سکہ زد در احمد آباد از عنایات الٰہ	شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

اور شہر برہانپور میں یہ سکہ رائج کیا شعر

سکہ زد در شہر برہانپور شاہ دین پناہ	شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

یہ سب روپیے جہانگیر کے سکہ کے مولف نے بچشم خود دیکھے ہیں
اور ایک روپیہ پر جو برہانپور کا سکہ ہے اس طور پر لکھا ہوا دیکھا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ برہانپور

محمد نور الدین جہانگیر پادشاہ غازی ضرب

شاہجہان جس وقت باغی ہو کر پادشاہ سے مخالف ہو کر لڑا تھا تو مہابت خان کی جوانمردی بہت کام آئی تھی اور اس لیے جہانگیر نے اوسکو اپنی عنایت سے سرفراز کیا تھا مگر نور جہان بیگم جو کسی کو نہ دیکھ سکتی تھی اور پادشاہ کے مزاج پر بالکل قابض تھی اوسنے مہابت خان جیسے خیر خواہوں کو جدا کروا دیا شاہجہان نے جو بغاوت کی تھی اوسکی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ بڑا بیٹا تھا اور سلطنت کا مستحق تھا اور نور جہان بدل چاہتی تھی کہ کسی طرح میرزا شہریار جو اوسکے شکم سے تھا تخت پر بیٹھے مگر شاہجہان تماموں سے زیادہ لیاقت رکھتا تھا اور فتوحات دکن کی جو اوسنے کی تھیں اونکے سبب سے اوسکی شہرت ہو گئی تھی

اور بڑا نام ہو گیا تھا اور بڑی قدرت اور قوت اوسکو حاصل ہو گئی تھی تخت کی
لالچ مین اس شاہزادہ شاہجہان نے اپنے بڑے بھائی خسرو کو جو ابتدای سلطنت
جہانگیر مین خلل انداز ہوا تھا اور اب بعد دس برس کے اوسنے رہائی پائی تھی
اور بادشاہ کو اوسکی غور و پرداخت منظور تھی قتل کیا چنانچہ خسرو کی بیچاری
بیوی ایک روز صبح کو جو اوسکے خیمے مین گئی تو کیا دیکھتی ہی کہ وہ خون مین
لوٹ رہا ہی اس عورت نے بڑی زور و شور سے واویلا کی تمام لشکر مین اوسکی
آواز سنکر دھوم پڑ گئی کہ کیا ہوا شاہجہان اوس جگہہ گیا اور بظاہر ایسا
غمگین الم اوسکی شکل تھا کیونکہ راجپوت لوگ مقابلہ پر سے بچکر بھاگ اور تمام آدمیونکو
ثابت ہوا کہ شاہجہان سے اوسکا ایسا لگا
جہانگیر کا اس نازک وقت مین صرف مہابت خان اوسکا سپہ سالار بڑا مددگار تھا
اس سردار نے اوسکو نہایت استقلال سے سلطنت پر قائم رکھا اور بسبب شجاعت
کی پادشاہ کا طرفدار ہو کر شاہجہان کو بارہا شکستین دین بلکہ جسوقت شاہجہان
فوج کی فراہم کرنے کے واسطے گجرات یا بنگالہ کو گیا تو اس بہادر آدمی نے
شاہزادہ مذکور کا ایسا تعاقب کیا کہ اوسکو ذرا فرصت نہ دی الغرض اس
پادشاہزادے کو مہابت خان ہی نے پست ہمت کر دیا تھا مگر جب بتوقع انعام
اور مرحمت سلطانی کے مہابت خان دار الخلافہ مین آیا نور جہان سے جو
پادشاہ کے حق مین بدی کا فرشتہ تھی مزاج جہانگیر کا مہابت خان سے برگشتہ کر دیا

اور یہ سمجھا دیا تھا کہ مہابت خان شاہجہان سے ملگیا ہے اور حضور والا کو تخت سے
اتارنے کا ارادہ رکھتا ہے جب یہ حال مہابت خان کو معلوم ہوا اپنی جان
بچانے کو اپنے قلعہ رنتھم کو مراجعت کر کے چلا گیا پادشاہ کی دربار سے
خفگی کے فرمان صادر ہونے لگے آخر کو وہ قلعہ مستحکم کہ جسکی حکومت پر
مہابت خان تعین تھا نورجہان بیگم کے کسی آدمی کو سونپا گیا اور مہابت خان
کو حکم پہنچا کہ جلد اپنی تعین جگہ سلطانی میں حاضر ہو اگرچہ مافی الضمیر
پادشاہ کا اس حکم سے ظاہر تھا لیکن مہابت خان اپنی بیگناہی کی بھروسے پر
بے اندیشہ حضور میں حاضر ہوا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پانچ ہزار آدمی
ہمراہ تھے اور پادشاہی لشکر کابل کو جاتا تھا جب
ہوا کہ فوج شاہی جہلم دریا سے اوتر گئی اور نورجہان بیگم ہمراہ اپنے بھائی
آصف خان کے جو وزیر اعظم تھا دریا پار چلی گئی ہے صرف پادشاہ معہ چند
امیروں کے خیمہ میں پیچھے رہ گیا اوسوقت مہابت خان نے یہ دلیری کی کہ
راجپوتوں کو لیکر آگے بڑھا اور پل کا بندوبست کر کے گھوڑے سے
سوار ہو کر پادشاہ کے خیمے میں گھس گیا اور اسنے کچھ بتایا کہ پادشاہ دشمنوں کے
قابو میں ہے جیسا کہ جب تم خود ہو گئے مہابت خان نے شمشیر کی تلاش کی پھر
پادشاہ کو نہانے کے خیمے میں پایا پادشاہ نے مہابت خان کو دیکھتے ہی کہا
کہ مہابت خان تمہارا کیا ارادہ ہے اوسنے جواب دیا کہ دشمنوں کی سازش سے

جو بندی کی خون کی پیاسی ہین حضور کی حمایت مین آیا ہون بادشاہ نی پوچھا کہ یہ
فوج مسلح تمہارے ساتھ کسواسطے ہی اوسنے جواب دیا کہ میری جان کی حفاظت
اور کینہ کا بدلا چاہتی ہی جہانگیر نی کہا کہ مجکو تیری جان مارنی کا خیال ہرگز
نہین تھا اور کلمات نوازش آمیز فرمانے لگے مہابت خان نی بادشاہ کو راجپوتون کی
پہرہ مین سپرد کیا نورجہان بیگم نی چاہا او تر گئی تھی جسوقت یہ خبر سنی کیسی غصہ
ہوئی اور کیسی گھبرا گئی کہ بیان کرنا اوسکا بیفائدہ ہی غرضکہ بعد مشورہ کے
یہ صلاح ٹھہری کہ مہابت خان پہ پادشاہ کی رہائی کی واسطے حملہ کرنا چاہیے اور اگرچہ
دریا سے اوترنا مشکل تھا کیونکہ راجپوت لوگ مقابلہ پر تھے پھر بھی نورجہان نے
فوج کا دل بڑھانے کے واسطے سب سے اول ہاتھی دریا مین ڈالدیا اور چار
ترکش تیرون کی خالی کیے اس بیگم کے چار پیلبان بھی مارے گئے اور اوسکی بیٹی کی
بھی بازو پر زخم لگا جبکہ فوج شاہی کنارہ پر آگئی راجپوتون نے پے درپے
حملے کرکے اونکو شکست دی پھر فوج کثیر بسر کردگی بہادر امیرون کی اطراف
سے آگئی اور مہابت خان کی پچھلی فوج پر حملہ کیا یہ فوج اگرچہ قریب پادشاہ کی
خیمی کی پہونچ گئی تھی اور تیرباران ہو رہا تھا مگر صرف پادشاہ نے ڈھالین ڈالدی
تھین اسلیے وہ بچ رہا تھا آخرکار مہابت خان نے فتح پائی نورجہان لاہور
کی طرف بھاگ گئی مگر پادشاہ نے اوسکو خط لکھکر لشکر مین بلوا لیا مہابت خان
نے نورجہان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور پادشاہ سے بھی جبراً اوسکے قتل نامہ

دستخط کرے پاس عقلمند بیگم نے یہ کہا کہ اب تو میں ماری جاؤنگی مجھکو میرے
مالک حضرت ظل الٰہی سے مل لینے دو مہابتخان نے اجازت دی مگر اس شرط پر کہ میرے روبرو
ملاقات ہووے چنانچہ پادشاہ کے خیمے میں وہ داخل ہوئی اور اپنے خاوند کے
روبرو خاموش کھڑی رہی جہانگیر بھی اوسکے حسن اور خوبصورتی اور غم کو دیکھکر
رونے لگا اور لاچار ہوکر مہابت خان سے منتیں کرکے اپنی بیوی کی جان بخشی
کروائی غرضکہ مہابت خان نے اوسکی جان بخشی کی بعد ازاں مہابت خان
پادشاہ کو کابل میں لے گیا اور نہایت ادب سے پیش آیا اور تمام چاؤس شاہی
قائم رکھا آخرکار بعد عفو کرانے قصور کے اپنا اختیار سب چھوڑ دیا پادشاہ کا
شغل سابق اختیار ہو گیا پر اوسنے ایسی حرکت نہ کی تھی جو چین سے بیٹھنا اوسکو
نصیب ہوتا پادشاہ جہانگیر کا مزاج تو البتہ ایسا تھا کہ وہ اوسکے جرم کو معاف
کر دیتا اگر وہ دل میں بھی رہتا لیکن نورجہان کے دل میں جو بغض تھا وہ بغیر مقتول
ہونے مہابت خان کے ہرگز رفع نہیں ہو سکتا تھا تب مہابت خان بھاگا
نورجہان نے فوراً اوسکا مال ضبط کیا اور مشتہر کر دیا کہ جو کوئی شخص مہابتخان کا
سر کاٹ کر لاویگا بڑا انعام سرکار سے پاویگا تمام ضلع میں اوسکی تلاش
ہوئی آصف خان وزیر اعظم جو بجائے خود پادشاہ تھا اپنی بہن نورجہان کے
ظلم اور ان حرکات ناشائستہ سے جو وہ پادشاہ کو بہکا کر کیا کرتی تھی بہت
ناراض تھا پر لاچار تھا ایک روز شام کے وقت جب اندھیرا ہو گیا آصف خان کو ۱۲۷

اوسکو اندر دکن سے اطلاع دی کہ ایک شخص آپ سے بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہے اوسکی دل میں رحم آیا سامنے بلوایا جب اوسنے دیکھا کہ وہی شخص مہابت خان ہے جو ابھی مالک تمام ہندوستان کا تھا اوسکو خلوت میں لے گیا اور آصف خان نے خود اپنی بہن کے ظلم اور جہانگیر کی بیوقوفی کا اقرار کیا تب مہابت خان نے یہ صلاح بتلائی کہ سب سے بہتر تدبیر انتظام ملک کی واسطے یہ ہے کہ شاہجہان تخت نشین کیا جاوے آصف خان نے تامل کی بعد اس امر کو پسند کیا اور اوسی وقت سے خط کتابت شاہجہان سے شروع ہوئی لیکن چند موانع کی باعث سے اس تجویز کا اظہار نہوسکا اسی عرصہ میں بادشاہ کو دمہ کی بیماری بسبب اقامت ملک کشمیر کے بہت بڑھ گئی اور نوین تاریخ ماہ نومبر سنہ ۱۶۲۷ع کو مطابق سنہ ۳۶ ہجری کے انتقال کیا اوسکی تاریخ وفات یہ ہے

تاریخ وفات جہانگیر بادشاہ

شہنشاہ جہان شاہ جہانگیر — کہ دست عدل وی بر آسمان رفت
چو نور الدین محمد بود نامش — ازان از رفتنش نور جہان رفت
ازین ماتم سرا چون رخت بربست — جہان غمگین شدہ او از جہان رفت

چو تاریخ وفاتش جست کشفی
خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت

شہر لاہور مین شاہدرہ مین مدفون ہوا اسی پادشاہ کی وقت مین سر طامس رو
سفیر جیمس اول شاہ انگلنڈ دربار شاہی مین حاضر ہوا اور اوسکو سورت مین کوٹھی
بنانی کی اجازت ملی تھی یہ پادشاہ نیک مزاج اور رحم دل تھا مگر ایسا متلون المزاج
تھا کہ اوس سی انتظام ایسی بڑی سلطنت کی ہو رکا نہو سکتا تھا طامس رو صاحب
لکھتا ہی کہ اگر یہ پادشاہ بدمزاج ہوتا تو بہتر ہوتا بہ نسبت اور لوگون کی حد و نیہ
اور سست فقیرون سی بہت خوش تھا اور باونسی صحبت گرم رکھتا تھا ٭

شاہجہان بادشاہ

جہانگیر ابن اکبر کی دو لڑکے یعنی شاہجہان اور شہریار اوسکی وفات کی بعد باقی تھی
اگرچہ بروقت وفات کی جہانگیر نے یہ وصیت بسبب بہلانے نورجہان بیگم کی
کی تھی کہ شہریار جو نورجہان کی لڑکی سی منسوب تھا اور یہ لڑکی اوسکی شیر افگن سی تھی
تھی بعد اوسکی والی تخت و تاج ہو پر مہابت خان اور آصف خان وزیر
اعظم نے اگرچہ وہ بھی بھائی نورجہان بیگم کا تھا شہریار کو لایق نہ سمجھکر تدبیر
واسطی تخت نشینی شاہجہان کی کی اور شہریار قبل پہنچنے شاہجہان کے کہ وہ
اون ایام مین دکھن مین تھا شکست کھا کر اسیر اور اندھا کیا جا چکا تھا
جبکہ شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا تو اوس سی نہایت عمدہ تدبیرین
انتظام سلطنت کی نسبت وقوع مین آئین ٭

شہر یار کو اور پھر اوسکی اولاد کو قتل کیا اور تیمور کی اولاد مین سب مردون کو یہان تک کہ بچون کو بھی زندہ نہ رکھا سب کو چن چن کر قتل کیا ۔

باوجود اس احتیاط کی رقیب سلطنت ایک اور شخص ظاہر ہوا یعنی ایک شخص مسمی بہ لودھی جو اپنے تئین افغانی خاندان سے بتلاتا تھا جسوقت کہ شاہجہان دکن مین سرفساد تھا اس امیر کو پادشاہ جہانگیر نے اوسکے مقابلہ کیواسطے روانہ کیا تھا وہ جہانگیر کی وفات کی خبر سنکر شاہجہان کی تخت نشینی کا مانع ہوا شاہجہان نے اوسکو کہلا بھیجا کہ اگر تو متابعت کریگا تو تیرے حق مین اچھا ہوگا وہ راضی ہوگیا اور اوسکو صوبہ بالا عطا ہوا بعد ازان حسب الحکم شاہجہان کے دارالخلافہ مین آیا اور دربار مین گیا وقت سابقہ کو بدستور پایا بلکہ اہلکاران شاہی کو تدبیر گرفتاری مین پایا یہ دیکھکر اوسکے بیٹے عظمت خان نے دربار مین تلوار کھینچ لی اور لودھی اپنے مکان کو جلد بھاگ آیا ایک سو آدمی اوسکے ہمراہ تھے سب اوس مکان مین محصور ہوگئے مگر چونکہ دشمنون مین گھر گیا تھا اور موت کا سامنا تھا اس لیے طرح طرح کی خدشے اوسکے خیال مین گذرتے تھے ۔ اسی عرصہ مین گھر سے آواز رونے کی آئی لودھی فوراً اندر گیا دیکھا تو تمام عورتین خون مین لوٹ رہی ہین معلوم ہوا کہ ان عورتون نے بپاس عزت اور ناموس کے بدین خیال کہ مبادا دشمنون کے ہاتھ مین اسیر اور قید ہوجائین اپنے ہاتھ سے

اپنے اپنے شکم مین خنجر مار لیے لودھی یہ دیکھکر گویا دیوانہ ہو گیا — الغرض وہ دونون
بیٹون کو ہمراہ لیکر گھوڑے پر سوار ہوا اور نقارے بجاتا ہوا اسکان سے نکلا اور
پکار کر کہتا جاتا تھا کہ ظالم بادشاہ کو ان نقارون سے اطلاع دیتا ہون کہ مین
جاتا ہون اور دوبارہ آن کر اوسکی جان پر مصیبت برپا کرونگا اگرچہ اوسکا
تعاقب فوراً کیا گیا پر وہ لشکر کو اپنے پاس نہ آنے دیتا تھا افسوس کہ دریاے چنبل جو بسبب
برسات کے باعث سے طغیانی پر تھا اوسکا سد راہ ہوا مگر پھر بھی اوسنے بہادری
کی کہ فوج کے قریب آتے ہی گھوڑے دریا مین ڈالدیے اور اگرچہ عظمت خان اوسکا پیارا
بیٹا اور اوسکے ہمراہی مارے گئے مگر وہ پار ہو گیا اور دکھن مین جا کر اوسنے
علم سرکشی افراختہ کیا اور علاوہ جمع کرنے اپنے رفیقون کے حاکم گولکنڈہ اور
بیجاپور کو بھی بادشاہ سے باغی کر دیا کیونکہ یہ لوگ شاہجہان سے آزردہ خاطر
بہت تھے — شاہجہان ایسا ڈر گیا کہ اوسکو بدون جنگ کرنے کے اور کچھ چارہ
نسوجھا اور چونکہ تمام فوج پر اوسکو بھروسا بہت تھا اسلیے علیحدہ علیحدہ
فوج بسر کردگی ارادت خان اور اور سردارون کے مختلف مقامون پر واسطے
تنبیہ مفسدون کے روانہ کی مگر فوج بادشاہی پر ہرگز غالب نہوئی سب نے شکست پائی
آخر کار شاہجہان نے آصف خان کو تمام فوج کا سپہ سالار مقرر کیا آصف خان کا نام
سنتے ہی دشمن پراگندہ ہو گئے پھر لودھی قسمت آزمائی کے ارادے سے لڑا تا آخر کو
شکست کھائی گولکنڈہ کا بادشاہ مطیع ہو گیا اور چونکہ لودھی کی طرفداری

بھی شرط ہو گئی تھی ایسلیی وہ اپنی ملک سی نکل گیا اور اگرچہ بادشاہ نی تمام رستی بند کردیی تھی مگر وہ شجاعت سے مع اپنی رفیقون کی مالوہ مین پہنچا۔ شاہجہان نی فوراً عبداللہ کو مع دس ہزار سوار لودھی کی تعاقب کی واسطی متعین کیا لودھی اس باعث سی کہ اوسکو اتفاق حملون کا اثنای راہ مین پڑتا تھا بہت شکستہ حال ہو گیا تھا جب اوسنی دیکھا کہ فوج کثیر قریب آ گئی ہی اور اوسکا بڑا بیٹا بھی مارا گیا صرف تیس آدمی ساتھ رہ گئی ہین اور یہ بھی گھر گئی ہین تب دشمن پر حملہ کیا ناگہان ایک گولی اوسکی چھاتی مین ایسی لگی کہ جانبر نہوا اور ہمراہی بھی اوسکے ساتھ اوسی کھیت مین رہی۔ مہابت خان سپہ سالار اور آصف خان وزیر اعظم شاہجہان کی دربار مین پیش ہوئی اور بادشاہ نی اون دونون کی مشورہ پر بعضی وقت ظلم اور ستم ہی سی نہیں دست کشی کی بلکہ اور بہت اچھی کام کیی چنانچہ راجہ بندیل کھنڈ کی جان بخشی کی اور پھر اوسکو اوسی کی ملک پر بحال کر دیا اگرچہ بادشاہ مذہب اسلام مین متعصب نتھا مگر ابتدا مین ہندؤن کی بیہودہ باتین دیکھکر اونسی بہت برہم ہوا اور اونکو سخت ایذا دی جب دیکھا کہ ہندو لوگ اپنی بتون کی پرستش اور واہیات رسوم سی باز نہین آتی لاچار ہو کر مسلمان اور ہندو دونون کو یکسان سمجھنی لگا اور پھر کسیکو ایذا نہ دی اسکی وقت مین ہند کی سلطنت بہت درست ہو گئی تھی قندھار اور بلخ پر بھی اوسنی چڑھائی کی اگرچہ بسبب انتظام شاہ عباس کی کامیاب نہو سکا مگر ملک دکن مین راجہ اور نواب کی

بنسبت سابق کی اوسکے زیادہ مطیع تھی ہندوستان مین شاہجہان بادشاہ نے
بڑی بڑی رونق اور مکانات بنائے چنانچہ دہلی نو کو شاہجہان آباد خطاب دیکر
اپنا مسکن مقرر کیا اور قلعہ سنگ سرخ کا ایسا تحفہ ہوا کہ پادری ہیبر صاحب
فرماتے ہین کہ مین نے اپنی زندگی مین ایسا تحفہ قلعہ کہین نہین دیکھا جامع مسجد
جو اس شہر مین بنوائی نہایت عالیشان ہی اوسکے برابر تمام ہندوستان مین
کہین کوئی مسجد نہین ہی روضہ تاج محل جو اگرہ مین اس بادشاہ نی اپنی پیاری بیوی
کی واسطی بنایا تھا تمام عمارتون سی عمدہ ہی یہ روضہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے
اور ایک سو نوی گز مربع مین بنا ہی بڑی قیمتی پتھر اوسمین لگے ہوئی ہین قطر گنبد کا
۲۴ گز ہی اور گرد اوسکے بڑا دلچسپ باغ بنا ہوا ہی اس روضہ کی تعمیر مین ۵۵
لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہی بیس برس تک شاہجہان کی سلطنت امن سی رہی
جب آصف خان اور مہابتخان جو رکن اعظم اوسکی سلطنت کی تھی مر گئے
تو بادشاہ کو امور سلطنت مین زیادہ مصروف ہونا پڑا اور اوسنی تمام خلق کو
اپنی سی راضی کیا۔ اس بادشاہ کی چار بیٹی بڑی خوش نصیب اور قابل حکمرانی
کی تھی ان لڑکون مین اور باپ مین باہم بدرجہ کمال ارتباط تھا اونکو بڑی بڑی
عہدونپر بادشاہ نی مقرر کر دیا تھا مگر جبکہ وہ جوان ہوئی تو اون مین بڑی
دشمنی پیدا ہوئی کیونکہ اونمین سی ہر ایک دعوی تخت شاہی کا رکھتا تھا۔ داراشکوہ
بڑا بیٹا بادشاہ کو بہت عزیز تھا ہمیشہ بادشاہ کی ساتھ رہتا تھا اوسکے واسطے

ولیعہدی کی تجویز تھی یہ لڑکا اگرچہ نیک اور علم دوست اور عیش و عشرت سے متنفر تھا پر عاقبت اندیش نہ تھا اور اوسکی مزاج مین جلدی بہت تھی +

دوسرا بیٹا شجاع عباس رحم دل اور رولا اور تھا ملک بنگالہ پر حکومت کرتا تھا +

تیسرا مرزا مراد جلیل القدر اور دلیر اور جنگجو تھا یہ بادشاہزادہ گجرات مین حکمرانی کرتا تھا +

چوتھا بیٹا ان سب بھائیون بلکہ باپ سے بھی الگ ایک خصلت رکھتا تھا اس شاہزادہ کا نام اورنگ زیب تھا وہ نرم مزاج تھا مگر سرد مہر تھا اور اگرچہ بیدار مغز اور صاحب احتیاط تھا لیکن ساتھہ ہی اسکے پر فن تھا اور توڑ جوڑ مین لگا رہتا تھا اسباب مین اوستاد تھا کہ باطن مین کچھہ تھا ظاہر مین کچھہ اگرچہ تیز ہوش اور زیرک تھا لیکن تیرہ باطن تھا ہمیشہ اس فکر مین رہتا تھا کہ دشمن موافق ہون اور دوست پیدا ہون مگر باوجود ان سب باتون کے شجاع تھا اور فن سپاہگری مین ہوشیار اور خوبصورت اور وجیہ تھا اور شرفاء واہل دربار سے الطاف اور مہربانی سے پیش آتا تھا اوسکی تقریر دلپذیر اور فصیح تھی مگر جملہ امور مین نمائش اوسکی مزاج مین اس درجہ تھی کہ اوسکی مذہب کی معاملات مین بھی ریا کا ظن کیا گیا ہی اور اگرچہ اوسنے مذہب کو اپنی تدبیر ملکی کا ایک آلہ بنایا ہو لیکن حقیقت مین وہ اپنے مذہب مین صادق تھا اور متعصب بھی تھا حتی کہ ایک مرتبہ ترک دنیا کا اظہار کیا اور تمام زندگی بھر اپنے مذہب پر ایسا قائم رہا کہ بعض اوقات ایسے معاملات مین بھی کہ جو اوسکی

غرض کی نہایت منافی تھا اپنے مذہب کے عقائد کا پابند رہا نماز اور تلاوت قرآن
مین مصروف رہتا تھا اور مباحثۂ مذہبی کیا کرتا تھا طبیعت مین اوسکی انکسار تھا
اور بخشش مین تحمل اور مصیبت مین تسلیم اوسکی خو تھی سب سے زیادہ علامت
غلو مذہب کی یہ تھی کہ بت پرستی اور کفر کو دبانے اور اپنے مذہب کے فروغ دینے مین
ہمیشہ دل سے ساعی رہتا تھا باوجود اسکے حریص و طماع ایسا تھا کہ اپنے مطلب کے
استعمال مین مذہب و اخلاق کا لحاظ نرکھتا تھا۔ اور چونکہ اوسنے مدت تک
دکن کی فوج پر سپہ سالاری کی تھی تو وہ بنسبت اپنے بھائیون کے زیادہ تجربہ کار
اور فن سپاہگری مین بڑا قاعدہ دان ہو گیا تھا۔ اس اثنا مین شاہجہان
ایسا بیمار ہوا کہ بیحس و حرکت کئی دن تک پڑا رہا۔ داراشکوہ بمجرد لاحق ہونے
اس بیماری کے حسب الحکم اپنے باپ کے بادشاہ ہوا اور سلطنت کا کاروبار کرنے لگا اور
بھائیون سے اس طرح پیش آیا جس سے رشک اور خیال برائی کا صاف پایا جاتا تھا
کیونکہ اوسنے حکم قطعی دیا تھا کہ کسی طرح کا خط یا اخبار اونکے پاس کوئی روانہ نکرے
اور سب اون تمام امرا کو جو اونکے خیرخواہ تھے جلاوطن کر دیا ان حرکتون سے اوسکے
بھائیون کے دلون مین جو پہلی ہی سے اوس سے رنجیدہ تھے کینہ کی آگ زیادہ
بھڑک گئی اور اب توقف کرنے کا کوئی عذر نرہا باوجود اسکے بندوبست اوس
سڑک کے لوگون کو اونکو اپنے باپ کی بیماری کی خبر برابر پہونچتی تھی بلکہ اونکو اوسکے
مرنے کا شک بھی پڑ گیا تھا اونھون نے بھی ایسا طور اختیار کیا جس سے

یہ ثابت ہوتا تھا کہ اپنی جان کی محافظت کر رہے ہیں مرزا شجاع جو بنگالہ میں
تھا اوس نے وہان سے حرکت کی اور دار الخلافہ کو چلا - اوسکی تھوڑے دنون کے بعد
مرزا مراد نے گجرات سے تمام حقیقت حال اورنگ زیب کو لکھی اور اوسکو لکھا کہ
ہم تم دونون مجتمع ہو کر دارا شکوہ پر چڑھائی کریں اس رای کو اورنگ زیب نے بھی پسند
کیا اس عرصہ میں بادشاہ نے صحت کلی پائی دارا شکوہ نے نہایت فرمانبرداری
سے امور سلطنت سے دست بردار ہو کر پھر اختیار سلطنت اپنے باپ کو دیدیا -
اور مرزا شجاع کو لکھا گیا کہ چونکہ تمنے فوج کشی بخیال مرنے شہنشاہ کی تھی اب
لازم ہے کہ ایسی باتون سے تم دست بردار ہو لیکن چونکہ اوسے حرص و طمع و آرزوے
سلطنت و ملک گیری بہت تھی اس خبر کو اوسنے غیر معتبر خیال کیا بلکہ شہنشاہ نے
اپنے ہاتھ سے جو نامے لکھے تھے اونکو بھی اوسنے جعلی تصور کیا اسلیے مرزا سلیمان ابن
دارا شکوہ نے گنگا کے کنارے پر اوسکو جا کر شکست دی اور وہ بھاگ کر مونگیر کے
قلعہ میں متحصن ہوا سلیمان کی فوج نے اوس قلعہ کا محاصرہ کر لیا ایک اور طرف کہ
جنوب کیطرف یہ ہوا کہ اورنگ زیب نے فوج جمع کر کے حسب الطلب مرزا مراد کے
بہت جلد کوچ کیا پر شاہزادہ مراد کو ایسے کلمات لکھے جنسے اوسکو یقین ہوا
کہ اورنگ زیب میرا مطیع رہیگا چنانچہ اورنگ زیب نے یہ لکھا کہ میں صرف تم ہی کو لائق
تخت ہندوستان کا جانتا ہون اور رعایا بھی تمھارے بادشاہ ہونے سے
خوش ہے اور میں تمھاری مدد کرونگا اور میرے دل کی آرزو یہ تمنا ہے کہ گوشۂ عبادت میں

بیٹھکر اپنی زندگی یاد الٰہی مین بسر کرون یہ لکھا دیکھکر مراد فریب مین آگیا
دونون بادشاہزادون نے فوج لیکر کوچ کیا نربدا ندی کے کنارے پہنچے بعد عبور
دریای مذکور کے جسونت سنگہ راجپوت کو جو بادشاہ کی طرف سے ایک فوج کثیر سوارون
کی لیے ہوئے مقابلہ کو گیا تھا شکست فاش دی +

شاہجہان یہ واردات سنکر بہت حیران اور ہراسان ہوا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا
کہ انجام کار اوسپر کچھ مصیبت پڑیگی یہ سوچ کر شہنشاہ نے ارادہ کیا کہ داراشکوہ کیطرف
ہوکر مین بھی میدان جنگ مین جاؤن پر داراشکوہ کی بدقسمتی کے سبب سے
وہ باز رہا اور سلیمان ابن دارا کو حکم ہوا کہ شجاع سے صلح کرکے اس دشمن خوفناک پر
چڑھائی کرو اور داراشکوہ کو حکم دیا کہ تاوقتیکہ سلیمان شکوہ نہ آجاوے دشمن سے
لڑائی کا ارادہ نہ کرنا داراشکوہ ایک لاکھ سوار لیکر دریای چنبل کے کنارے سے
جہان سے آگرے کو بآسانی مراجعت ہوسکتی تھی مورچہ بندی کرکے پڑا رہا اورنگ زیب
اور مراد جب قریب آئے تو شاہی فوج دیکھکر بہت متعجب ہوئے مرزا مراد نے صلاح دی کہ مورچا
توڑ دو اورنگ زیب نے عاقبت اندیشی اور ہوشیاری سے یہ بات بعید جانی
اوسے معلوم ہوا کہ ایک راہ پہاڑون مین سے سیدھی آگرے کو جاتی ہے اسلیے اپنے
لشکر کو اوسی جگہہ چھوڑ کر فوراً آگرے کو روانہ ہوا مرزا شجاع کو اب سوای چھوڑنے
دارالخلافت کے یا لڑنے کے چارہ نہ رہا اوسکی گرم مزاجی نے اوسکو آمادۂ جنگ کیا
غرضکہ لڑائی ہوئی اور دونون طرف کی فوج بھاگ جانے کے بعد اورنگ زیب کے پاس

ایک سو سوار رہ گئی اور دارا کی پاس ایک ہزار اوسوقت اورنگ زیب
مایوس ہو گیا تھا اتفاق سہی بسبب صلاح ایک نمکحرام امیر کی دارا شکوہ ہاتھی پرسے
اوترکر گھوڑی پر سوار ہو گیا فوج مین تہلکہ پڑ گیا اسلیے ساری فوج متفرق و
پراگندہ ہوئی دارا کی سپاہ بھاگ گئی اور اوسکو شکست ہوئی تفصیل اسکی
یہہ ہی کہ ان دونوں شاہزادوں کی فوج کی دو حصہ تھی ایک حصہ پہ مرزا مراد ۔
دوسری پر اورنگ زیب حکمران تھا جس حصہ کا سپہ سالار مراد تھا اوس پر دارا نے
بڑی تیزی اور زور سے حملہ کیا یہانتک کہ صف سپاہ کی ٹوٹ گئی اور مرزا مراد
زخمی ہوا بلکہ اوسکی جان پر خطرہ تھا اورنگ زیب نے یہ چالاکی کی کہ اوسی عرصہ مین
بڑھی سینہ دری سی مقابلہ کرکی اوس فوج کو جو اوسکی مقابل تھی بھگا دیا اور اوسی وقت
دوسری طرف کی فوج کی مدد کو گیا اور فتح پائی اب دونوں شاہزادوں کی فوج
مل کر آگرے کو آئی اور چونکہ مراد زخمی ہو گیا تھا اس لیے اورنگ زیب کو خوش طالعی سے
تمام فوج کا اختیار حاصل ہو گیا پہلے ہی ہیل و سنی سلیمان شکوہ کی پاس ایلچی
بھیجکر اوسکو اپنی سے ملا لیا بعد ازان اپنی باپ شاہجہان کو قابو مین لانے کی
فکر مین ہوا مگر یہ امر اوسکو بہت نازک اور دشوار معلوم ہوتا تھا کیونکہ قلعہ
بہت مضبوط تھا اور اس خبر کی سننے سے کہ شہنشاہ کو اورنگ زیب نے قید کر لیا ہی
لوگ بہت بپھر جاتی اور فساد پڑ جاتا اور شاہجہان ایسا بھی نہ تھا کہ اوسکی فریب مین
آجاتا غرضکہ فریب سے باپ کو قابو مین کرنے کی تجویز کر کی ایک ایلچی شاہجہان

کچھ مدت مین ادا کیا اوسنے بادشاہ کی خاطر جمع کی اور محبت اور سعادتمندی کا
اظہار کیا شاہجہان سمجھ گیا کہ یہ سب اوسکا فریب ہی ہر چند کہ شہنشاہ نے فرمایا کہ اگر اوسکے
دلمین کچھ فریب نہین اور سعادتمند لڑکا ہی تو کسواسطے یہان آکر حاضر نہین ہوتا
اورنگزیب نے سنکر اپنے بیٹے محمد کو بھیجدیا اوسنے جاکر دیکھا کہ قلعہ مین سپاہی سوا
کمینگاہ مین اورنگزیب کی گرفتاری کے واسطے کھڑے تھے اسلیے محمد نے عرض کی
کہ اس سپاہ کے یہان جمع ہونے سے شک پڑتا ہی اگر سپاہ نرہی تو میرے والد حاضر ہون
بادشاہ نے سپاہ کو حکم دیا کہ چلی جاویں اس طرح سے محمد مرزا نے قبضہ قلعہ آگرہ پر کرلیا
شاہجہان بہت عجز و انکسار کرتا رہا کچھ نہوا +

اب صرف مرزا مراد سے اورنگزیب کو فیصلہ کرنا باقی ہا سو اوسکی یہ صورت ہوئی کہ اوسکو
کہلا بھیجا کہ آج کی شب کو آپکی ضیافت ہی مرزا مراد خوشی سے آیا اورنگزیب نے
خوب ناچ اور راگ رنگ کروائے اور بڑی دھوم سے ضیافت کی تیاری کی مرزا مراد
جب بدمست ہوگیا اور ساری رات کو اوسی جگہہ پڑا رہا اوسوقت حسب الحکم
اورنگزیب کے اوسکو باندھ لیا اور حکم دیا کہ اگر وہ میری تابعداری مین ذرا بھی
قصور کرے تو فورًا مار ڈالو غرضکہ وہ بھی مقید ہوگیا اب کیا ہوسکتا تھا +

چونکہ اورنگزیب پہلے سے بڑا عالم اور متقی تھا اور روزہ نماز اور گوشہ نشینی اور نفرت
دنیا کا بھرتا تھا اور ارادہ حج کا مشہور کر رکھا تھا اسواسطے اب یکایک دعوی
شہنشاہی کا کرنا خلاف انکی وضع کی پاکر اس امر کا طالب ہوا کہ لوگ اوسکو سمجھا دین

کہ آپ خلق اللہ کے انصاف اور رعایا پر رحم کرنے کے لیے ارادہ حج کا دور کیجیے اور پادشاہت اختیار کیجیے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعد تھوڑے عرصہ کے اپنی دلی مطلب کے بر لانے کو مستعد ہو گیا اور تخت نشین ہوا اگرچہ اوسنے تمام عمر اپنے باپ کو قید مین رکھا پر ہمیشہ اوسکی عزت کرتا رہا +

حال اورنگزیب کا اور زوال سلطنت مغلیہ کا

سنہ ۱۶۵۸ع مین اورنگزیب جسکا لقب عالمگیر تھا تخت ہندوستان پر جلوس فرما ہوا اور یہ خیال کیا کہ جبتک دارا شکوہ اور مرزا شجاع کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے نہ مٹجائیگا تب تک میری سلطنت مستقل نہو گی کیونکہ دارا شکوہ کو خود شاہجہان نے تخت پر بٹھا دیا تھا اور اوسکی اوصاف حمیدہ ایسے تھے کہ رعایا کی طبیعت اوسکی طرف بہت مائل تھی اسلیے اورنگزیب نے اول اوسی شاہزادے کی استیصال کی فکر کی دارا شکوہ لاہور کو مراجعت کر گیا اور وہان پہونچکر اوسنے دشمن کی جمعیت سے زیادہ فوج جمع کر لی مگر بدین سبب کہ اوسکی فوج نئی تھی اور اورنگزیب کی سپاہ آزمودہ کار تھی مقابلہ کرنا مناسب نجانکر دریای سندھ کی پار چلا گیا اور اس سفر مین بہت تکلیف اوٹھائی اور اوسکی فوج کے آدمی رفتہ رفتہ کم ہو گئے یہان تک کہ بہت تھوڑے آدمی تک حلال اوسکے ہمراہ رہے اسی اثنا مین اورنگزیب کو یہ خبر پہونچی کہ مرزا شجاع اوسکا دوسرا بھائی بنگالہ سے فوج لیکر اوسکے مقابلہ کو چلا ہے اسلیے

دارا شکوہ کا تعاقب چھوڑ کر بنگالہ کیطرف لڑنے کو چلا الہ آباد مین اوسکو دیکھا کہ
بڑی بھاری فوج لیکر پڑا ہے جسونت سنگہ راجپوت کہ اورنگ زیب کے ہمراہ اثنای
راہ مین ہو گیا تھا اوس سے جدا ہو کر اوسکی عقب مین حملہ آور ہوا اورنگ زیب
پر بھی وقت واقع ہوئی سامنی دشمن سے مقابلہ تھا اور عقب مین ایک اور دشمن
ناگہانی پیدا ہوا اوسوقت بادشاہ حیران ہوا پر بڑی دلاوری سے اپنی ہاتھی پر
جما ہوا ہتھیار چلاتا رہا اسی کارزار مین اورنگ زیب کی ایک سوار نے بڑھکر میرزا شجاع کے
ہاتھی کو زخمی کیا اور جانب مخالف سے ایک امیر نے اپنا ہاتھی آگے بڑھا کر
اورنگ زیب کے ہاتھی کی پاس لاکر ایسی ٹکر لگوائی کہ بادشاہ کا ہاتھی گھٹنوں کے بل
بیٹھ گیا بادشاہ حواس باختہ ہو کے چاہتا تھا کہ ہاتھی سے اوترے اتنے مین ایک سردار
مسمی میر جملہ نے جو عہدہ وزارت پر معزز تھا پکار کر کہا کہ ہاتھی سے نہ اوترنا اس وقت
آپکا ہاتھی سے اوترنا گویا تخت سے اوترنا ہے یہ سنکر اورنگ زیب کو ذرا ڈھارس
ہوئی اور ہاتھی کی پیر مین زنجیر ڈلوا دی پر وہی غلطی جو دارا سے ہوئی تھی
اور اورنگ زیب بھی جسکو کرتے کرتے بچ گیا تھا مرزا شجاع سے وقوع مین آئی
یعنی ہاتھی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہوا فوج نے ہودہ خالی پاکر ہمت ہار دی
اور بھاگنا شروع کیا میدان اورنگ زیب کے ہاتھ آیا شجاع بنگالہ کو بھاگ گیا
اور قلعہ مونگیر مین متحصن ہو گیا اس اثنا مین خبر آئی کہ دارا شکوہ نے دوبارہ دریا
سندھ سے عبور کیا ہے اور بعد قطع کرنے ریگستان اور مشقت زحمت سہکر گیا اور سفر

صدمے کے گجرات مین داخل ہوگیا اور صوبہ دار گجرات کو جسکی بیٹی مرادسے منسوب تھی اپنا رفیق اور ہمدم بناکر فوج کثیر ہمراہ لیکر راجپوتانہ کو روانہ ہوا اور قریب اجمیر کے جودار الخلافہ اوسکا تھا ایک مقام مستحکم حاصل کیا اسلیے مرزا شجاع کا تعاقب چھوڑکر بادشاہ وہان جلد پونہچا اور اوسکا لشکر ایک زمین بلند پر پڑا ہوا دیکھکر ڈرگیا اور فوراً تیاری لڑائی کی جارا کو سخت سست لکھنا شروع کیا تاکہ میدان مین آکر لڑائی شروع کرے پیا اوسنے کچھ خیال نکیا تب ایک فریب اوپر نگ زیب نے اور کیا وہ یہ تھا کہ دو سرداروں کی طرف سے اسمضمون کا خط لکھوایا کہ ہمسے بڑا قصور ہوا جو آپ کی رفاقت سے جدا ہوئے اگر دروازہ قلعہ کا آپ فلان وقت پر کھلا رکھین تو ہم مع اپنے رفیقون کے حضور مین حاضر ہوکر جو حکم ہو بجالا وین ہر چند بسین عقلمند لوگون نے صلاح دی کہ اسمین فریب پایا جاتا ہی مگر دارا شکوہ اپنی نادانی کے سبب سے نہ سمجھا بلکہ برخلاف اسکے اوسکے دماغ مین یہ سمایا کہ ان سردارون کے ملنے سے فوج کی کثرت ہوجائیگی چنانچہ اوسنے وقت معین پر دروازہ کھولدیا سردار مذکور داخل ہوئے اور اونکے پیچھے تمام فوج بادشاہی اندر گھس گئی اوسوقت اوسکو معلوم ہوا کہ یہ فریب تھا مگر پھر بھی بہت شجاعت اور مردانگی سے لڑا اور آخرکار ناکامیاب ہوا اور تھوڑے آدمیون کے ہمراہ گجرات کیطرف بہ یہخیال کہ وہان پھر اوسکو پناہ ملیگی بھاگا لیکن حاکم گجرات نے اوسکو پناہ ندی اور مرہٹون نے جو اوسکی باقیماندہ سپاہ تھی اوسکا تمام اسباب لوٹ لیا

اب دارا بے سر و سامان ریگستان کی جانب بھاگا اور جسقدر ہمایون پادشاہ پر
تکلیفین گذری تھیں اوس سے زیادہ اوسکو برداشت کرنی پڑین غرضکہ چند ہمراہی
لیکر ٹھٹھہ مین پونہچا اور یہان سے اگر چاہتا تو ایران کو جہان اوسکی بہت
خاطرداری اور تواضع ہوتی چلا جاتا مگر اوسوقت اوسکی پیاری بیوی نادرہ بانو
جان بلب ہو رہی تھی اور وہ اوسکی مفارقت حالت نزع مین گوارا نکی قریب اس
موضع کی سردار جیونخان کا مقام ریاست تھا اوسنے چاہا کہ وہ بہرِ مسافر
مہمان نوازی کا طریق بجالائے یہ سردار بڑا ظالم اور خونریز تھا اور اوسکے
قتل کے لیے شاہجہان بادشاہ نے دو دفعہ حکم دیا تھا مگر داراشکوہ کی شفاعت
سے دونون دفعہ اوسکی خطا معاف ہوکر جان بچ گئی تھی اس توقع پر دارا کو
خیال تھا کہ وہ مجھسے کچھہ حسن سلوک کریگا مگر بجائے اسکی اوس محسن کش نے
اسکا تعاقب کیا جبکہ دارا اپنی بیوی سے رخصت ہوکر چاہتا تھا کہ کسی طرف کو
نکل جاوے سپاہیون نے اوسکو آگھیرا اور پکڑ کے خانجہان کے حوالہ کیا وہ دارا کو
بکمال ذلت و خواری دہلی مین لایا اور عالمگیر کے سپرد کرکے لاہور کی طرف
روانہ ہوا راہ مین خانجہان کو کسی نے قتل کر ڈالا بادشاہ نے چند قاتلونکو
تجویز کرکے حکم دیا کہ جاکر داراشکوہ کا سر کاٹ ڈالین چنانچہ ایسا ہی ہوا +
اب صرف ایک بھائی مرزا شجاع بادشاہ کی نظرون مین خار تھا اور فقط
اوسکی جانب سے ایک خطرہ اوسکو تھا کیونکہ اوسنے فرصت پاکر بہت فوج

جمع کر لی تھی اسواسطے پادشاہ نے اپنے بیٹے شاہزادہ محمد سلطان کو ہمراہ میر جملہ اپنے
وزیر کے شاہ شجاع کے مقابلہ پر روانہ کیا یہان عجب ماجرا گذرا مرزا محمد سلطان ایام
طفلی مین اپنے چچا مرزا محمد شجاع کی لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا اور اس فساد کے سبب سے
جو اوسکے باپ اور چچا مین تھا اگرچہ اوسکا عشق فرو ہو گیا تھا مگر ایک خط جب
اوس لڑکی نے اپنے باپ کی سفارش مین مرزا محمد سلطان کو لکھا تو خط کے پڑھنے سے
عشق کی آگ پھر بھڑک اوٹھی اسلیے وہ فوراً اپنے چچا سے جا ملا مرزا شجاع نے
اوسکی بڑی خاطرداری کی اور اپنی لڑکی سے اوسکی شادی کر دی اور بعد رسوم
شادی اور خوشی کی لڑائی مین مصروف ہوئے چونکہ مرزا محمد سلطان کو یہ گمان
تھا کہ مجھکو دیکھکر تمام سپاہ اورنگزیب کی میری ہمراہ ہو جاوے گی اسلیے
وہ سب سے اول صف مین کھڑا ہوا اور جب اوسنے دیکھا کہ دشمن کی سپاہ اوسکی
طرف بڑھی تو اوسنے نادانی سے یہ خیال کیا کہ یہ لوگ ہمسے شریک ہونے کو آتے ہین
مگر جسوقت اونھون نے سخت حملہ کیا اوسوقت اوسکی آنکھین کھلین اور چچا
اور بھتیجے دونون خوب لڑے مگر چونکہ بنگالہ کی فوج بزدل تھی اور میر جملہ کی
فوج کارآزمودہ تھی میدان جنگ میر جملہ کے ہاتھ آیا اب اس شاہزادہ
محمد سلطان کو بڑا خوف ہوا اور سمجھا کہ باپ کے فریب سے اب مین نہ بچ سکونگا
اسی اثنا مین اورنگزیب نے ایک خط مرزا محمد کے نام اسطور پر لکھا گو یا اوسکو
خط کا جواب دیتا ہی اور اوسمین مضمون تھا کہ تم اپنے سسر کی رفاقت چھوڑ دو

اور اوس خط کو اس طرح پر روانہ کیا کہ شجاع کے ہاتھ آجاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا
شجاع نے جب وہ خط پڑھا تو اوسکو شک پیدا ہو گیا کہ وہ اپنے باپ سے ملا ہوا ہے
ہر چند اوسنے اظہار صداقت اور صفائی کا کیا پر اوسکو ایسا شک پیدا ہوا کہ
پھر اوسکا رفع ہونا محال ہو گیا اور اورنگ زیب کا بھی اوس خط کے لکھنے سے
یہی مطلب تھا سو وہ بن پڑا چنانچہ مرزا شجاع نے حکم دیا کہ تم اپنی بیوی کو لیکر
بنگالہ سے چلے جاؤ ٭

اب مرزا محمد سلطان کو کوئی جگہ امن کی نظر نہ آئی کیونکہ تمام ہندوستان میں
عملداری اوسکے باپ اورنگ زیب کی تھی ناچار اوسنے اپنے باپ کی طرف رجوع کی
اور اوسنے فوراً گرفتار کرکے گوالیار کے قلعہ میں اوسکو قید کیا جہاں وہ سات برس کے
بعد رنج و مصیبت اوٹھا کے فوت ہوا اور مرزا شجاع اراکان کو بھاگ گیا
وہاں کے راجہ نے اوسکو مع اوسکے عیال و اطفال کے دغا سے پکڑ کے مار ڈالا
شاہجہان زوال سلطنت کے بعد آٹھ برس قید رہا مگر عالمگیر نے
اوسکی عزت اور توقیر قید میں بھی بہت کی اور اوسکی سخت و سست باتوں کی برداشت
بہت کی جب اوسکو خبر ہوئی کہ میرے باپ شاہجہان کے مرنے کا وقت قریب ہے تو اوسکو
اتنی جرأت نہوئی کہ وہ باپ کے سامنے جاوے اسلیے اپنے بیٹے شاہ عالم کو بھیجا
مگر وہ اوسکے پہونچنے سے پہلے ہی مر چکا تھا شاہجہان کی وفات
سنہ ۱۶۶۶ عیسوی میں ہوئی ٭

تاریخ وفات شاہجہان بادشاہ

جمال خلد با شاہجہان گفت	پئے تاریخ نقاش چون گہر سفت

سلیمان شکوہ جو دارا شکوہ کا بیٹا اور اورنگ زیب کا بھتیجا تھا وہ اپنی جان بچانی کو کوہ ہمالیہ مین پھرتا تھا اوسکو راجہ سری نگر نے حسب الحکم اورنگ زیب کے پکڑکر ۲۳ جنوری سنہ ۱۶۶۱ع مطابق گیارھوین جمادی الاول سنہ ۱۰۷۱ ہجری مین دہلی کو روانہ کردیا اوسوقت اوسکو ہاتھی پر سوار کرکے شہر مین تشہیر کیا بعد ازان بادشاہ کے سامنے لائی پاؤن کی بیڑیان کاٹ ڈالی گئین لیکن ہاتھون مین ہتھکڑیان پڑی ہوئی تھین حضار دربار اوسکا یہ حال دیکھکر رونے لگے اور اورنگ زیب نے بھی رنج کی شکل بظاہر بنالی سلیمان شکوہ نے عرض کی کہ اس تکلیف اور عذاب سے کہ ہر روز مجھکو بیفائدہ دوائین پلائی جاتی ہین یہی بہتر ہی کہ ایک دفعہ مین قتل کیا جاؤن بادشاہ نے نرم آواز سے فرمایا کہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا جائیگا مگر یہ عہد پورا نہونے پایا تھا کہ سلیمان شکوہ اور اوسکا بھائی سپہر شکوہ اور مرزا مراد کا چھوٹا لڑکا یہ سب گوالیار مین تھوڑی ہی عرصہ مین مرگئے اور بادشاہ کا بیٹا سلطان محمد جو کہ اوسی قیدخانے مین محبوس تھا کئی برس تک بند رہا لیکن آخر کار اوسکو حکم رہائی کا مل گیا ؛

مرزا مراد کا یہ حال ہوا کہ سلیمان شکوہ کے مقید ہونے کے چند مہینے کے بعد اس بادشاہزادہ کو

قلعہ کی شہر پناہ سے ایک رسّی لٹکا کر بھاگ جانے کا ارادہ کیا تھا اور ایسا ہی ہوا
نیچے ایک ہندو عورت رہتی تھی اوس سے اوسنے اجازت بھی لے لی تھی وقت لٹکنے کے
جس وقت کمند سے کود کر وہ نیچے اوترا وہ عورت ایسی چلائی کہ نگہبانون کو خبر ہوگئی
اور اونکو معلوم ہو گیا کہ وہ بھاگنا چاہتا ہے اور نگ زیب نے خبر پاکر دل میں خیال کیا
کہ جبتک میرا بھائی مراد زندہ رہیگا تب تک مجھکو بیشک بڑا خطرہ ہے آخر اوسکو
پھر قید کیا اور ایک ایسا لڑکا تلاش کیا جسکے باپ کو مراد نے بحالت حکومت
گجرات کے قتل کیا تھا اوسکو سمجھایا کہ تو مراد پر خون کا دعوی پیش کر چنانچہ
ایسا ہی ہوا اور اوسکے مقدمہ کی تحقیقات کے بعد قصاص کا حکم دیا اور مراد کو
اپنے روبرو طلب کرکے قتل کروا ڈالا اب کچھ اندیشہ اس بادشاہ کو نہ رہا سب
بھائیون اور بھتیجون کو اپنے باپ شاہجہان کی طور پر قتل کرکے ہندوستان کا
خود مختار بادشاہ ہوا — اس بادشاہ کے عہد میں شاہ عباس بادشاہ ایران سے
ایکدفعہ کچھ بدلطفی ہو گئی تھی اوسکا باعث میر منشی کا قصور تھا جسنے غلطی سے
نامہ پر لکھا تھا کہ شہنشاہ جہان گیر کیطرف سے یہ نامہ والی ایران کو پہونچے
شاہ عباس یہ دیکھتے ہی برہم ہوا اور فوراً آمادہ جنگ ہوگیا ہر چند اس امر سے
اورنگ زیب کو بڑا تردد ہوا مگر بہت استقلال سے کام کیا اور اپنے امرا اور وزرا سے
بہت آشتی کی اور سب سے عہد اور اقرار لیے لیکن اسی اثنا میں شاہ عباس
بقضاے الٰہی فوت ہوگیا اور اوسکی جگہ شاہ صفی اوسکا پوتا تخت نشین ہوا

نے اپنا ملک سے انتظام پایا اور اسلیے غیر ملک پر عزم کیا پھر جانبین مین
صلح ہوگئی — اسی بادشاہ کے عہد مین ایک عورت مسماۃ بستا سیونو اور وہ ہش
اور خلق اپنا دکھلا کر میوات کے ضلع سے بیس ہزار آدمی کا لشکر جنمین جتی اور فقیر
اور جوگی اور سنّی شامل تھے جمع کر کے اس بادشاہ پر چڑھائی کی اور آگرے تک
فتح کرتی ہوئی چلی آئی اور یہ مشہور ہو گیا کہ اس عورت نے ایسی قسم کا کھانا تیار
کیا ہے کہ جب اپنے لشکر کو کھلا دیتی ہے بوقت جنگ وہ دکھلائی نہین دیتے
اور وہ ساحرہ ہے اسلیے اورنگ زیب کے لشکر پر خوف چھا گیا ہرچند اورنگ زیب
سپاہ کو سمجھاتا تھا پر وہ اعتقاد باطل انکے دل سے نہ جاتا تھا اسلیے اوسنے چند تعویذ
لکھوا کر اپنے جھنڈون پر لٹکوائے اور سپاہ کو کہدیا کہ اب اوس عورت کا جادو
کچھ اثر نہ کریگا اسطرح خوف اونکے دل سے دور ہوا اور دشمن پر اوسکی سپاہ غالب
آئی اور سبکو تہ تیغ کیا — اسی کے عہد مین ایک فساد کابل مین پیدا ہوا مگر اوسنے
اپنی حکمت سے جلد دفع کر دیا اگرچہ اوس ملک کو اپنے قبضہ مین رکھ سکا اوسکو
گولکنڈہ اور بیجاپور کے مسخر کرنے کی بڑی آرزو تھی اگرچہ بادشاہان سابق
اور خود اورنگ زیب نے بھی کئی بار ان شہرون کو فتح کیا تھا اور لشکر وہان کا
تباہ کر دیا تھا مگر پھر بھی اونکو بہت زور حاصل تھا چند در چند فساد اور دقتون
کے باعث سے یہ مہم ملتوی رہی پھر سنہ ۱۶۸۶ع یعنی بائیسوین سال جلوس مین
اورنگ زیب نے لشکر شاہی کو تین حصہ کر کے تسخیر دکھن کو روانہ کیا اول شاہ عالم

جو ولیعہد تھا گولکنڈہ کو جاکر محاصرہ کیا بعدازان بادشاہ نی خود مع تمام فوج کی
بیجاپور پر چڑھائی کی آخرکار تھوڑی کی باعث سی بہت سی شرائط اور اقرار کی بعد
وہان کی رعایا نی اطاعت منظور کی سکندر علی شاہ جو وہان کی سلاطین مین
پچھلا بادشاہ تھا مقید ہوا بعدازان گولکنڈہ پر چڑھائی کی اور سات مہینی کی
محاصرہ کی بعد کئی لڑائیون مین فریب و دغا سی اس شہر کو فتح کیا اور اس شہر کی
حاکم ابوالحسن کو بہت ذلت اور رسوائی سی قید کیا جسکی بعد کوئی بڑا حاکم باقی
نہ رہا اسی اثنا مین ایک نئی قوم ہندوستان مین قوت پکڑنی لگی یعنی مرہٹی اسی
بادشاہ کی عہد مین غالب ہوئی یہ قوم گجرات سی کنارا اٹک تک کوہی مین بستی
تھی اونمین سی ایک شخص سیواجی بڑا صاحب حوصلہ پیدا ہوا سیواجی مسلمانون
سی بڑا عناد اور دشمنی رکھتا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ اورنگ زیب عالمگیر نی
ہندوون کو بزور شمشیر مسلمان کرنا شروع کردیا تھا اسلیے مرہٹی اور بہت سی
قومین اونکی دشمن جان ہوگئی تفصیل یہی بار سلطنت مغلیہ کی ضعف کا باعث ہوا
سیواجی کی ہمراہ پہاڑی قوم بہت تھی جو جنوبی کوہستان مین رہتی ہین
یہ لوگ شہرون کو لوٹتی اور روپیہ جمع کرتی تھی کہ بیجاپور کی حاکم نی اونکی مطیع کرنی
کیواسطی ایک لشکر جرار افضل خان کو دیکر سیواجی پر چڑھائی کرنی کو روانہ کیا
سیواجی نی یہ کہلا بھیجا کہ مجھی اطاعت منظور ہی لیکن ایک ملاقات آپ سی تنہا
کرنا چاہتا ہون اوسنی منظور کیا سیواجی نی اپنی سپاہ گھاٹ مین چھپادی

اور کہدیا کہ جسوقت بگل کی آواز سنو فوراً دشمن کی فوج پر آپڑنا افضل خان
پندرہ ہزار آدمیون کو جنکو وہ اپنے ساتھ لایا تھا الگ کر کے تنہا مقام معین پر
گیا سیواجی بھی دمین تا ہوا چار طرف سے ہوشیار ہو کر ایک ایک قدم پر
پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتا ہوا اوس مقام معین پر پہنچا جاتے ہی افضل خان سے بغلگیر ہوا
اور وہین افضل خان کے پیٹ مین خنجر مارا افضل خان نے تلوار نکالی اور
سیواجی کے سر پر ماری مگر چونکہ اوسکی پگڑی کے نیچے خود تھا اسواسطے وہ
بچ گیا اور وار خالی گیا اوسنے دوسرا خنجر مارا خان مذکور کا کام تمام ہو گیا
جب فوج کا سردار مارا گیا لشکر متفرق ہو گیا اس فتح سے بہت سی لوٹ
مرہٹون کے ہاتھ آئی اور سیواجی کا بڑا نام ہوا اور اوسنے ملک مین بہت
دور تک لوٹ مار کی یہانتک کہ بیجاپور کے قریب تک اوسنے تمام ملک لوٹ لیا
کئی دفعہ حاکم بیجاپور نے اسپر چڑھائی کی مگر وہ مغلوب ہوئے آخر کار صوبہ پہاڑ پر
متصرف ہو گیا اور پچاس ہزار پیادے اور سات ہزار سوار رکھنے کی طاقت اوسکو
حاصل ہو گئی بعد ازان اورنگزیب نے ایک فوج بسرکردگی شایستہ خان کے
روانہ کی اوسنے کئی لڑائیان ماریں مگر ایک خاص موقع پر گھر جانے کے سبب سے
شایستہ خان کا بیٹا مارا گیا اور ایک اونگلی اوسکی بھی کٹ گئی اور وہ
کھڑکی سے کودتے ہوئے زخمی ہوا بعد ازان اوسنے مراجعت کی درخواست
کی اور چندروز مرہٹون سے لڑائی موقوف رہی ۔

سیواجی نے فرصت پاکر شہر سورت کو لوٹا اور مرہٹون کا لشکر یکایک سورت مین گھس گیا اہل انگلنڈ اور ڈچ اپنی اپنی کوٹھیون کے اندر رہے اور یہ فوج مرہٹون کی تین دن تک لوٹتی پھری اسکی جواہرات بیش بہا اور اجناس قیمتی ایک کرور روپیہ کے انکی ہاتھ آئی اورنگ زیب یہ حال دیکھکر بہت افروختہ ہوا اور ایک بڑی فوج بسرداری راجہ ناہر اوسکی تنبیہ کو روانہ کی وہ اوسکو دہلی مین پکڑ لایا اور یہ شرط کی کہ تیرا اعزاز و اکرام بدستور قدیم کیا جائیگا مگر یہان وہ مقید ہوگیا اور پھر ایک فریب کی چال چلا یعنی وہ اور اوسکا بیٹا دونون دو ٹوکرون مین بیٹھ گئے اور اونکے اوپر مٹھائی رکھکے چلوائی اونکو باہر لائے اس طور پر مخلصی پاکر متھرا پہنچا اور وہان سے جگناتھ کو گیا اور حسب دستور سابق قزاقی اختیار کی عالمگیر نے جو اوسکی گوشمالی مین دیر کی اسکی دو وجہ تھین ایک تو یہ کہ شیفتہ ایسا دغاباز اور مکار تھا کہ عالمگیر کو اس سے نفرت ہوگئی تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اوسوقت شاہ ایران کے مقابلہ کی تجویز ہو رہی تھی اور پٹھانون کی شورش و فساد مین کہ دکن مین بھی بادشاہ مصروف تھا اس سبب سے سیواجی کو جو فرصت ملی تو اوسنے تمام اضلاع مغربی کو لوٹ کر تباہ کر دیا اور سورت کو پھر دوسری دفعہ غارت کیا اور اگرچہ تیسری دفعہ اوس شہر مین داخل نہوا لیکن بہت سا روپیہ وصول کرکے لگیا قلعہ سنگ تو جو دکن مین واقع ہے اپنے قبضے مین لاکے اپنا لقب چھتر پتی مقرر کیا اور سکہ بھی اپنے نام کا

جاری کر دیا اور اپنے برابر سونا تول کر برہمنون کو دیا اور ہمیشہ دان پن کرنے لگا اس سے اوسکا نام اور زیادہ ہو گیا۔

پھر سیواجی نے گولکنڈہ پر بارہ ہزار سوار سے حملہ کیا وہان کی رعایا نے بہت سا روپیہ دیکر شہر کو تاراج ہونے سے بچایا اور سیواجی نے شہر مذکور مین شاہانہ دربار کیا اور گولکنڈہ کا راجہ مشہور ہوا اور رعایا سے چوتھ لیا اور بیجاپور مین اپنی فوج متعین کی اور مدراس اور سرنگاپٹم تک سب ملک فتح کر لیا پھر جنجی پر حملہ کیا مگر غالب اسکا غصہ تریپن برس کی عمر مین گھٹنے کی سوزش مین مبتلا ہو کر بتاریخ پنجم اپریل سنہ ۱۶۸۰ء مین وفات پائی اگرچہ اورنگزیب اوسکی وفات کی خبر سنکر خوش ہوا مگر عطوفت و کرم شاہانہ کو کام فرمایا اور اوسکی دلاوری اور جرات کی تعریف کی ٭

سیواجی کی وفات کے بعد اوسکا بیٹا سنبھاجی گدی پر بیٹھکر کچھ دنون تک مغلون سے مقابلہ کرتا رہا آخر کو پکڑا گیا اور مسلمان ہونے سے انکار کیا اس لیے سنہ ۱۶۸۹ء مین قتل کیا گیا اوس سال اورنگزیب نے ارکان اور چاکنا کو فتح کیا اوسکے بعد بیجاپور اور گولکنڈہ فتح کرکے پٹھانون کی بغاوت کا مزہ اونکو چکھایا اور ستارا تک جو مرہٹون کی دارالحکومت تھی اپنے قبضہ مین لایا لیکن مرہٹے پھر بھی بڑھتے جاتے تھے اور ہر طرف لوٹتے پھرتے تھے اور اورنگزیب اونکے ہاتھ سے بہت تنگ تھا۔

القصہ بعد مراجعت کی مہم بیجاپور و دکن سے احمد نگر مین پہونچ کر اورنگ زیب نے
قیام کیا عمر اوسکی اوس زمانہ مین قریب ۹۰ سال کی تھی اور ضعف قوی بسبب
امراض مزمنہ کے مستولی ہوتا جاتا تھا اوس زمانہ مین دو لڑکے اوسکے ایک اعظم شاہ
الملقب عالیجاہ و محمد کام بخش پسر خورد اوسکے ہمراہ تھے بادشاہ نے ان لڑکون کو
کسی مشورہ کیلیے طلب کرکے اپنے ساتھ رکھا تھا مگر باہمی نفاق کی خبر پا
دفع فساد کیلیے محمد کام بخش کو بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۱۸ ہجری خدمت
صوبہ داری بیجاپور و حیدرآباد کی عطا فرمائی اور اعظم شاہ کو فتنہ و فساد گھر کا
دور کرنے کے واسطے اوجین کو روانہ کیا۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ
بادشاہ نے کام بخش کو حکم دیا کہ بعجلت تمام دکھن مین پہونچے اور اعظم شاہ کو
تین دن بعد اوسکے روانہ کیا اور حکم دیا کہ پانچ کوس سے زیادہ کسی دن نہ چلے
اور ہر منزل پر دو روز مقام کرے اوسی مہینے مین ۲۸ تاریخ کو بادشاہ نے
رحلت کی تمام لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا بدمعاشون نے دست غارتگری دراز کیا
اور رعایا کی امن و عافیت مین خلل واقع ہوا اگرچہ اورنگ زیب شجاع
متقی دانا اور معاملات ملکی مالی و جنگی مین بہت کارآزمودہ تھا مگر اوسکی
عین حیات ہی سلطنت کی استحکام مین فرق آچکا تھا اس امر سے حیرت
ہوتی ہے کہ اوسکی سلطنت کا انتظام اچھا کیون نہین ہوا ظاہرا وجہ اسکی
یہی معلوم ہوتی ہے کہ اوسکا دل اچھا نہین تھا اور ملازمون سے اوسکی بدگمانی

کی باعث شوق سے خدمت کرتے تھے عہدہ دارون کی نسبت خفیہ تحقیقات ہوتی تھی
ایک دوسرے پر نگران رکھا جاتا تھا تاہم کبھی کبھی بادشاہ کے ساتھ اوسکے ملازمون نے
اتنی دغا کی۔ ایسی بری طرح سے خدمت کی جسطرح عالمگیر کے ملازم اوس سے
کرتے تھے مذہبی معاملات مین وہ بڑا متعصب تھا اور ہندوؤن سے دلی تنفر اور
عناد قلبی رکھتا تھا اس تعصب کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو اوس سے باغی ہو گئے اور سلطنت
مغلیہ کے استحکام مین تزلزل کی بنا اسی وجہ سے اوسکے عہد مین پڑی اگر دربار
مین کوئی رسم اس قسم کی جاری تھی اوس سے ہندوؤن کے مذہب کی پابندی
پائی جائے تو موقوف کردی جاتی تھی مگر باوجود تعصب کے مذہب کے باب مین
وہم اس بادشاہ کی طبیعت مین نہ تھا ہندوؤن سے تو اوسکو قلبی نفرت تھی
مگر اوسنے مسجدون وغیرہ پر روپیہ بہت سا صرف کیا دین کے خادمون کو
بدل نہین مانتا تھا اور فقیرون اور درویشون کی ساختہ بزرگی سے نفرت کرتا تھا
القصہ فوراً بروز وفات بادشاہ زیب النسا بیگم دختر اورنگ زیب نے
باستعجال تمام قاصد محمد اعظم شاہ کے پاس روانہ کیا اور اوس حادثہ کی اطلاع اوسکو دی اور
لکھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہان پہونچ جاؤ۔ یہ خبر سنتے ہی فوراً اعظم شاہ
لشکر شاہی مین داخل ہوا چند روز اورنگ زیب کی وفات کا غم کیا اور
مراسم ماتمداری ادا کرکے دسوین تاریخ ذی الحجہ بروز عید قربان تخت پر
جلوس کیا لشکر اور رعیت کی استمالت و خاطرداری کرنی شروع کی خزانہ جو لشکر مین تھا

اوسپر قابض ہوا امرا کو حکم دیا کہ دربار عام مین بار یابین ہر ایک پر اوسکی رتبہ کے
موافق نوازش کی آصف الدولہ اسد خان بہادر بدستور بعہدۂ وزارت پر
معمور ہوا اور اوسکا بیٹا ذوالفقار خان جیسا کہ سابق مین سپہ سالار تھا
اوسی طرح برقرار رہا محمد معظم ملقب بہادر شاہ جو اعظم شاہ سے بھی بڑا تھا اوس
زمانہ مین ہمرہ ایران پہ کابل مین تھا۔ محمد معز الدین جہاندار شاہ خلف اکبر
بہادر شاہ ملتان مین بعہدۂ صوبہ داری معمور تھا۔ اور عظیم الشان خلف
دوم بہادر شاہ بنگالہ کا صوبہ دار تھا۔ سلطان معظم شہر کابل مین تھا اور اوسکا
بڑا بیٹا عظیم الشان بنگالہ سے عالمگیر کی شدت بیماری کا حال سنکر اکبر آباد کی طرف چلا
اور جب اثنای راہ مین سلطان معظم بہادر شاہ نے سنا کہ پادشاہ کا انتقال ہوگیا
تو اوسنے اول تاریخ ماہ محرم روز سہ شنبہ ۱۱۱۹ ہجری مین اوسی مقام پر
جلوس فرمایا اور محمد اعظم شاہ کو لکھا کہ چونکہ ملک دکھن وسیع ہے تمکو مناسب
ہے کہ بموجب وصیت والد کی اوسپر اکتفا کرو اور ملک ہند کی سلطنت میرے حوالہ کرو
اور جنگ سے صلح بہتر ہوتی ہے اور اس سے فواید بیشمار ظاہر ہوتے ہین اعظم شاہ
چونکہ اپنے بھائی کو کچھ نہ سمجھتا تھا اوسنے صرف اسی قدر جواب دیا کہ دو بادشاہ
در اقلیمی نہ گنجند یہ سنکر معظم شاہ نے اپنے بھائی پر چڑھائی کی محمد معز الدین
حاکم ملتان بہت لشکر اور سامان فراوان لیکر بمقام لاہور اپنے والد کی خدمت
مین حاضر ہوا اور وہان سے ملکر دونون اکبر آباد کو گئے اور بنگالہ کی طرف سے

عظیم الشان بھی جو فوج جرار اور بہت سا خزانہ اور سامان لیکر آیا تھا اکبرآباد
مین پونہچا بعض تواریخ سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ آٹھ کرور روپیہ لیکر آیا اور
اوسکو اثنای راہ مین ایک کرور روپیہ سے زیادہ ہاتھ آیا اور مختار خان صوبہ دار
اکبرآباد کو جو شاہزادہ بیدار بخت کا خسر اور اعظم شاہ کا خیرخواہ تھا پکڑ کر
قید کیا اور تمام خزانہ اور اسباب سلطنت پر جو اکبرآباد مین بافراط موجود تھا
قابض ہو گیا مگر قلعہ اوسکے ہاتھ اسوقت نہ آیا کہ قلعہ دار نے یہ عذر کیا کہ شاہ
عالمگیر کے تین بیٹے سلطنت کے وارث ہین ابھی تک اون مین سے کوئی تخت پر
نہین بیٹھا جبکہ ایک شخص اون مین سے تخت نشین ہو جاویگا اسوقت قلعہ
اوسکا ہوگا بالفعل مین قلعہ کسیکو سپرد نہین کرونگا چونکہ عظیم الشان کو
سوای قلعہ گیری کے اور امور کا انتظام بھی ضرور تھا اس سبب سے اس
مشکل کیطرف اوسنے کچھ توجہ نکی یہانتک کہ اوسکا باپ معظم شاہ اون خزانون کو
دیکھکر نہایت خوش ہوا کیونکہ اوسکی سپاہ بسبب قلت روپیہ کے اور ضرورت
خرچ کی بہت تنگ تھی اور اوسنے نہایت شکر خدا کا کیا بہت
خاطر سے سپاہ کی ضرورت رفع کی اعظم شاہ نے خبر آنے بادشاہ کی بطرف آگرہ
سنکے بقصد مقابلہ اپنے مقام سے کوچ کیا اور پہلے گوالیار مین آکے
اسد خان کو مع دیگر امرا ساتھ لیکر دھولپور مین آیا اور شاہ عالم نے
اوسکے دھولپور جانے کی خبر سنکے خود بھی اوس طرف کوچ کیا اور مقام حاجو

کی قریب قیام کا قصد تھا ہنوز خیمی بھی نہ ایستادہ ہوئی تھی کہ بیدار بخت پسر اعظم شاہ مع چند امرای نامدار مثل ذوالفقار خان وغیرہ کی آپڑا دکھنی لوگ جو اوسکی ساتھ تھی اونھون نے لوٹ مار شروع کی اور خیمون مین آگ لگادی۔ لوگون نے عظیم الشان خلف بہادر شاہ کو اس دست درازی کی خبر کی وہ بھی مع اپنی فوج کی مستعد مقابلہ وکارزار ہوا ہنگامہ جدال وقتال گرم ہوا قریب تھا کہ عظیم الشان کی طرف شکست ہو مگر بہادر شاہ اور جہاندار شاہ عین موقع پر کمک کی لیے پہونچ گئی۔ آخر کو اعظم شاہ کی دونون لڑکی اوس لڑائی مین کام آئی اس حادثہ سی جہان اعظم شاہ کی نظر مین تیرہ وتار ہوگیا اور اونہی قصد کیا کہ خود بھی جسطرح ہو میدان کارزار مین جاکی مرجائی۔ بڑی شجاعت اور استقلال سی فوج مین ہاتھی پر سوار لڑتا رہا مگر چونکہ موت اوسکی قریب تھی اور اقبال تنزل پر تھا بہت ہمراہی اور رفیق اور بہادر اوسکی طرف کی مارے گئی آخر کو مخالف کی فوج سی کسی شخص کی بندوق کی گولی اوسکے ماتھی پر لگی اور فورًا ہاتھی سی گر کر جان بحق تسلیم ہوا۔ بہادر شاہ نے بعد حصول فتح اپنی بھائی کی لاش کو دیکھا اور بکمال افسوس سی اوسے دفن کراکی خود بلا مزاحمت غاصب تخت شاہی پر جلوس کیا۔

محمد معظم بہادر شاہ بادشاہ

سنہ ۱۷۰۷ عیسوی سے سنہ ۱۷۱۲ عیسوی تک

اس بادشاہ نے تخت پر بیٹھتے ہی چاہا کہ اوسکی قلمرو میں امن و صلح رہے اور کوئی کسی پر ظلم نکرنے پائے
چنانچہ اسی لیے اوسنے راجپوتوں سے بھی ایک اقرارنامہ اس مضمون کا لکھوا لیا کہ وہ بادشاہ
کی تابعدار رہیں گے اور کچھ فساد اور لوٹ اوسکی ملک میں نکرینگے اگرچہ یہ باعث صرف اونکی علم
تھی مگر پھر بھی اوسنے اپنے ملک کو اچھی اچھی زرخیز صوبوں کو مرہٹوں کی لوٹ اور بربادی سے
بچایا اور اونکو چوتھ لکھدی یعنی ملک کے خراج سے چوتھائی آمدنی اونکو دینی منظور
کرلی تاکہ رعایا اس سبب سے اور مرہٹوں کی ظلم اور لوٹ مار سے آرام و چین حاصل ہو
دوسری موقع پر اس بادشاہ نے یہ بھی دکھلا دیا کہ میں فن جنگ میں بھی مہارت
کامل رکھتا ہوں اور جنگ کرنے سے بھی عاری نہیں ہوں اور یہ طاقت
اس بادشاہ نے بمقابلہ سکھوں کے دکھلائی قوم سکھ کا ظہور بابر شاہ کی وقت میں
ہوا تھا اوس وقت میں یہ نیا فرقہ مشہور ہوا تھا اس فرقہ کا بانی گرونانک
رحمدل اور عقیل و نرم مزاج آدمی تھا اوسنے اپنے دل میں یہ منصوبہ باندھا کہ ہندوستان
میں دو قوموں کے بہت آدمی بستے ہیں مسلمان اور ہندو کوئی عبادت ایسی تجویز
کرنی چاہیے جس میں یہ دونوں قومیں شامل ہو جاویں چنانچہ اوسنے
دونوں قوموں کی کتابوں سے وہ مسائل اور اعتقادات جو دونوں کی نزدیک

مسلم تھے چن کر ایک اپنا گرنتھ بنایا اور اپنی تابعین کو اونکے مسائل سکھلائے
اور روضہ انبیا اور حج اور سفر اکا پایا نا ثابت کیا چہ مسائل کہ دونوں فرقون کے
معتقد علیہ تھے صرف وہی اوسنے لیے تاکہ اوس سے کوئی انکار نکرے اسلیے
بہت لوگ جا بجا مین کو اوسکی مذہب مانی لگے مگر چونکہ اکبر بادشاہ کیوقت تک
یہ قوم کچھ طاقت نرکھتی تھی اور مثل فقیرونکی تھی اور رعایا کی مانند رہتی تھی
اسواسطے ایام سلطنت اکبر بادشاہ مین کوئی انسے متعرض نہوا مگر جب اورنگ زیب نے
جہاد پر کمر باندھی اور ان لوگون کو تکلیف دی تو اوسوقت سے یہ قوم خاندان
مغلیہ کی سخت دشمن ہوگئی چنانچہ اورنگ زیب نے تیغ بہادر کو جو اوسکے زمانہ
مین اس قوم کا گرو تھا پکڑوا کر مروا ڈالا گرو گوبند سنگہ جو گرو تیغ بہادر کا
بیٹا تھا اپنی تمام عمر اس خون کا عوض لینے مین صرف کی اور اوسکی قوم کے
لوگ فقیری ترک کر کے سپاہی اور شہسوار ہوگئے اور بڑے دلیر اور سخت لوٹیرے
ہوگئے پھر اورنگ زیب کی کارآزمودہ فوج کے سامنے انکی کیا حقیقت تھی
لڑائی مین متفرق ہوگئے اور گوبند سنگہ کے دو بیٹے پکڑے گئے اور قتل کیے گئے
اور اوسکو جلا وطن کر دیا وہ اسی غم مین مرگیا اور جو کچھ کہ اوسنے اپنے تابعین کو
یہ وصیہ تھا کہ متفق ہو کر لڑے اور دشمنی کو وہ اپنے ہاتھ سے
انتظار کر رہے تھے کہ اورنگ زیب نے رحلت کی اور انکو خبر پہنچی اور سب
اونکو صوبجات شمالی کی قریب پاکر انہون نے لوٹ مچا دی اوسوقت انکا سردار بندا نامی

ایک سکھ تھا جو گرو گوبند سنگہ کا چیلا اور گدی نشین تھا اور جسنے اپنا نام بھی گرو گوبند سنگہ رکھا تھا اوسنے سرہند پر قبضہ کیا اگرچہ اوسنے سنا کہ شاہ عالم بہادر چڑھائی کر کے چلا ہی ہوا اوسی وقت ابر کے قلعہ مین جو کوہستان مین واقع ہی بھاگ گیا بادشاہ نے وہ قلعہ بھی لے لیا پر بندا جان بچا کر پہاڑون کی راہ سے بھاگ گیا۔

تمام بادشاہان سابق سے شاہ عالم بہادر رحمدل اور لائق بادشاہ گذرا ہی وہ بڑا فیاض تھا اور ہمیشہ مہمات عظیم کو سر کرنے کی کوشش کرتا تھا اگرچہ یہ بادشاہ بڑا دیندار مسلمان تھا اور بہت خوب اسلام کی حقیقت اوسکی روح اور خون مین پیوستہ تھی مگر پھر بھی اوسنے اپنے ایام حکومت مین مثل اور بادشاہون کے کسی مذہب کے لوگون کو بسبب تعصب کے نہین ستایا یہ بادشاہ شہر لاہور مین سنہ ۱۷۱۲ء مین فوت ہوا۔

معز الدین جہاندار شاہ

سنہ ۱۷۱۲ء سے سنہ ۱۷۱۳ء تک

بہادر شاہ کی وفات کے بعد اوسکے چارون بیٹون مین تخت کے واسطے باہم لڑائی ہوئی مگر چونکہ بڑے بیٹے معز الدین کا طرفدار نواب ذوالفقار خان تھا جو کہ اوس وقت مین ایک بڑا طاقتور رئیس تھا اس سبب سے معز الدین کو فتح ہوئی اور باقی تینون بیٹون کی شکست ہوئی اور لڑائی مین مارے گئے

معزالدین جب تخت پر بیٹھا تو اوسنے اپنا لقب جہاندار شاہ مقرر کیا مگر بڑا نالائق پادشاہ نکلا سید عبد اللہ اور سید حسین نے جو قوم کے سید اور آپس میں بھائی تھے فرخ سیر کو جو بہادر شاہ کا پوتا تھا پادشاہت کیواسطے برانگیختہ کیا فرخ سیر نے ملک بنگالہ میں علم بغاوت بلند کر کے جہاندار شاہ اور نواب ذوالفقار خان کو شکست دی اور وہ دونون مارے گئے اور فرخ سیر ہندوستان کا پادشاہ ہوگیا جہاندار شاہ نے صرف ایک برس بادشاہت کی ۔

فرخ سیر

سنہ ۱۷۱۳ع سے سنہ ۱۷۱۸ عیسوی تک

اس پادشاہ کے وقت مین سیدون کا بڑا زور ہوگیا تھا چنانچہ فرخ سیر کو سید عبد اللہ اور سید حسین جنھون نے اوسکو تخت دلوایا تھا اپنا غلام تصور کرتے تھے اور اپنی مرضی کے موافق تمام قلمرو مین احکام جاری کرواتے تھے اور بڑی قوت پکڑی تھی اس پادشاہ کے [illegible] نام سکھ پھر پہاڑ سے نیچے اوترا اور دریای اٹک کے کنارے پر [illegible] نے [illegible] شکست دی اور مار ڈالا سید عبد اللہ اور سید حسین کی حکومت [illegible] اور امرا کو رشک ہوا اور آپس مین اسکا چرچا پھیلا اور تمام امرا اون سیدون کی حکومت و اختیار سے جلنے لگے اور پادشاہ کو بھی اونکی تابعداری ناگوار

معلوم ہوئی اور اوسنے چاہا کہ اب انکی اطاعت نہ کرے مگر بادشاہ کی یہ
سازش انپر کھل گئی اسلیے اونھون نے بادشاہ ہی کو مار ڈالا پھر ان سیدون نے
اورنگزیب کے پرپوتی کو تخت پر بٹھایا مگر پانچ مہینے کی حکومت کے بعد وہ
مر گیا پھر اونھون نے اوسکے بھائی کو تخت پر بٹھایا جس نے صرف تین ہی
مہینے بادشاہت کی بعد ازان روشن اختر کو جو بہادر شاہ کا پوتا تھا
تخت نشین کیا اور اوسکا لقب محمد شاہ مقرر کیا گیا +

محمد شاہ بادشاہ

سنہ ۱۷۱۹ء سے سنہ ۱۷۴۸ء تک

اس بادشاہزادہ نے پہلے پہل تو بلا عذر سیدون کی خاطرداری اور عزت
بدستور قدیم کی مگر آخر کو اونکی قتل کے درپے ہوا کہ اس عرصہ میں ان دونون
بھائیون یعنے سید عبداللہ اور سید حسین اور نظام الملک حاکم مالوہ میں
کچھ نا اتفاقی ہو گئی اور یہ صلاح ٹھہری کہ بادشاہ مع سید حسین کے اوس سرکش
حاکم مالوہ پر چڑھائی کرین چونکہ سید حسین کے مار ڈالنے کی یہ سازش پہلے ہو چکی
تھی اسلیے اوسکو راہ مین چاکرنے مار ڈالا سید عبداللہ نے یہ خبر پاکر ایک نیا
بادشاہ قائم کر دیا اور اپنے بچاؤ کی صورت پیدا کر لی مگر اوسکو شکست ہو گئی
اور قید کیا گیا +

محمد شاہ نے ابھی بہت دنون حکومت بھی نہ کی تھی کہ اوسکی نالیاقتی ظاہر
ہوگئی اور یہ دریافت ہوا کہ وہ بادشاہت کے لائق نہیں ہے کیونکہ اوسکی اوضاع
اور اطوار ایسے خراب تھے کہ اوسکی دو بڑی لئیق وزیر ایک نظام الملک اور دوسرا
سعادت علیخان اوس سے منحرف ہوگئے اور مستقل حاکم ہوگئے نظام الملک نے تو
اپنی حکومت ملک دکھن مین قائم کرلی اور سعادت علیخان نے ملک اودھ مین
علاوہ برین اس نازک وقت مین مرہٹون نے بھی سر اوٹھایا اور ملک کو لوٹ لیا
اور سلطنت لینے کے واسطے کئی لڑائیاں لڑے چنانچہ صوبہ مالوہ ور گجرات کو لوٹ کے آگرہ
کے دروازے تک جا پہونچے یہ حال دیکھکر سعادت علیخان نواب اودھ نے کوچ کیا
اور اونے مرہٹون کو ایسا مغلوب کیا کہ اگر بادشاہ اوسکو نہ روک دیتا تو وہ
مرہٹون کا زور بالکل توڑ دیتا مگر بادشاہ نے اوسکو حکم دیا کہ آپ مرہٹون سے
نہ لڑین کیونکہ بادشاہ اپنے وزیر خاص کو مع سردارون کے اونکے مقابلہ کیواسطے
روانہ کریگا یہ حکم پاکر سعادت علیخان اپنے وطن کو ذلیل ہوکے پھر گیا مرہٹون کو
جو فرصت ملی اونھون نے دہلی پر حملہ کیا اور بہت سا مال لوٹکر مالوہ کو چلے گئے
اور سوا اسکے تمام قلمرو مین کئی جگہہ لوٹ مار کرنی شروع کردی ÷

علاوہ برین ایک اور بڑا حادثہ ہندوستان مین واقع ہوا جسکا حال
بیان آیندہ بھی ظاہر ہوگا ملک فارس مین جبکہ خاندان صفوی کو زوال ہوا
تو وہان افغانون نے حملہ کیا اور اصفہان کو جو کہ پارس کا دارالسلطنت تھا

چھین لیا اور شاہ حسین کو جو اوس ملک کا بادشاہ تھا قتل کر ڈالا اور اوسکی اولاد کو
مار ڈالا اوسکی نسل مین سی ایک لڑکا جسکا نام طہماسپ باقی رہا تھا اس لڑکے نی کدریون
مین جاکر پناہ لی اونھون نی اوسکی بڑی حمایت کی اون سردارون مین سے
کئی شخص خود بخود حاکم ہو گئی تھی ایک سردار کا نادر نام تھا اوسنی اپنا نام
طہماسپ قلیخان رکھا اور اپنی کوشش اور لیاقت سی سپہ سالار ہو کر پھر صفہان کو
افغانون سی لے لیا اور اونکو ملک سی نکال دیا اور سپاہ کی رضا و رغبت سے
بادشاہ بن گیا اور نادر شاہ اپنا لقب مشہور کیا ۞

نادر شاہ نی افغانستان پر حملہ کیا اور کابل اور قندہار کو مطیع کر کے
ہندوستان کی حدود پر آ پہنچا اتفاق سی اوسکے ملک کا کوئی آدمی
ہندوستانکو بھاگ آیا تھا نادر شاہ نی ایک قاصد روانہ کیا اور کہلا بھیجا
کہ یہ آدمی میری حوالہ کیا جاوی وہ قاصد جسوقت جلال آباد مین پہنچا تو وہانکے
باشندون نی اوسکو قتل کر ڈالا اور اس ظلم کا انصاف محمد شاہ بادشاہ ہند
نی کچھہ نکیا اسلیے نادر شاہ نے اٹک دریا سی اوتر کر ایسا جلد کوچ کیا کہ چار روز کا
راستہ دہلی تک رہ گیا اور محمد شاہ کو اوسکے آنی کی خبر تک نہوئی غرضکہ
جھٹ پٹ فوج تیار کی گئی اور نواب سعادت علیخان لڑنے کو بڑھے پر انھون نے
بالکل شکست پائی اور اسیر ہوئے تب نواب سعادت علیخان نی ایک عہدنامہ
نادر شاہ کو اس مضمون کا لکھدیا کہ دو کروڑ روپیہ لیکر اپنی ملک کو پھر جایئے

نادر کا ارادہ تھا کہ پھر جائے مگر محمد شاہ کی بیوقوفی سے نظام الملک مع محمد شاہ کے نادر شاہ کے
قبضہ مین آگئے اسلیے نادر شاہ آگے بڑھکر دہلی مین آیا اور تخت دہلی پہ بیٹھکر بادشاہ
دہلی ہوگیا دو روز تک تو بڑا انتظام اور چین رہا دوسرے روز رات کو افواہ اوڑا
کہ نادر شاہ مارا گیا یہ خبر سنکر ہندوون نے اوسکے کئی سپاہی مار ڈالے جب نادر شاہ نے حال سنا تو
اوسکو ایسا غصہ آیا کہ اوسنے قتل عام کا حکم دیا رات کو یہ حکم دیا تھا دوپہر تک دہلی کے
کوچون مین خون کی ندیان بہ گئین تب حکم دیا کہ اب قتل موقوف ہوا اوسیوقت
قتل عام موقوف ہوگیا اور پینتیس دن تک شہر کے لوٹنے کا حکم جاری رہا اس عرصہ
مین جو لوٹ کا مال جمع ہوا تھا تین کرور بیس لاکھ روپیہ کا تھا جس مین سے
قریب نصف کے تو ہیرے اور باقی جواہرات تھے یہ سلطنت مغلیہ کی برسون کی
کمائی تھی نادر شاہ نے ہندوستان کو اپنے قبضہ مین رکھنے کی کچھ خواہش نہ کی بلکہ
کابل اور قندھار اور اون صوبجات کو جو دریای اٹک کی مغرب کیطرف واقع ہین
اپنے قبضہ مین رکھنا مناسب جانکر محمد شاہ کو پھر تخت پر بٹھا کر ۱۷۳۹ء مین ہندوستان
سے کوچ کیا اور اپنی فوج کا کوئی سپاہی ہند مین نہ رکھا ہندوستان سے کوچ کرنے
کی تاریخ سے آٹھ برس کے بعد نادر شاہ بمقام مشہد خراسان مین مارا گیا اور اوسکا
ملک کئی حصون مین منقسم ہوگیا احمد ابدالی جو قوم کا افغان اور ایک افسران
نادر شاہ سے تھا یہ حال دیکھکر گھر کو گیا اور وہان جاکر اپنے شہر کا بادشاہ بن بیٹھا
جب اوسنے دیکھا کہ میرا ملک پنجاب میرے قبضہ مین ہوگا اور کچھ اندیشہ نہیں ہے اوسوقت

اوسکو بھی نادرشاہ کی جہات کا لالچ آیا چنانچہ سنہ ۱۷۴۸ء میں اوسنے دریای اٹک سے عبور کرکے شہر سرہند کو آکر غارت کیا اور وزیر کو جو اوس سے لڑنے کو گیا تھا شکست دی اور وہ لڑائی میں مارا بھی گیا اس واقعہ کے بعد محمد شاہ بادشاہ مرگیا اور اوسکا بیٹا احمد شاہ بجای اوسکے تخت پر بیٹھا ؛

احمد شاہ بادشاہ

سنہ ۱۷۴۸ء سے سنہ ۱۷۵۴ عیسوی تک

اس بادشاہ کے عہد میں بار بار بڑا ہنگامہ اور فساد رہا کرتا تھا کیونکہ احمد شاہ بادشاہ اور اوسکے وزیر صفدر جنگ میں خانگی رنجش ہمیشہ چلی جاتی تھی چونکہ صفدر جنگ وزیر نے ایک خواجہ سرای شاہی کو جسکو بادشاہ بہت چاہتا تھا مار ڈالا تھا اسلیے بادشاہ اوس سے بہت ناراض تھا چنانچہ اوسنے باعانت امیر الامرا غازی الدین خاں کے جو نظام الملک کا پوتا تھا صفدر جنگ کو اپنے دربار سے نکلوا دیا اور غازی الدین کو وزارت دی غازی الدین پہلے وزیر سے بھی بدتر نکلا اسلیے بادشاہ نے اوسکے نکلوانے کی بھی تجویز کی مگر غازی الدین نے بمدد ہلکر ملہار مرہٹہ کے احمد شاہ کو پکڑکر قید کیا اور اوسکی آنکھیں نکلوا ڈالیں اور جہاندار شاہ کے ایک بیٹے کو جسکا خطاب عالمگیر ثانی مشہور ہے تخت پر بٹھا دیا ؛

عالمگیر ثانی

سنہ ۱۷۵۴ء سے سنہ ۱۷۵۹ عیسوی تک

اس بادشاہ کی وقت مین تمام قلمرو مین تہلکہ پڑگیا تھا افغانون نی پنجاب پر حملہ کرکے ملتان اور لاہور پر قبضہ کرلیا اور اوسی نواح مین سکھونکی بھی طاقت اور تعداد بڑھنی شروع ہوگئی اور جاٹون اور روہیلون نی جابجا لوٹ مچادی اور مرہٹی بھی ڈاکہ مارتی پھرتی تھی یہانتک کہ روہیلکھنڈ کی شہر بھی اونھون نی لوٹ لیے ایسے وقت مین غازی الدین نی پھر پنجاب کے فتح کرنی کا ارادہ کیا چنانچہ ایک عورت کو جو قوم کی پٹھانی تھی اور جسکو احمد شاہ ابدالی لاہور کی حکومت سپرد کرگیا تھا غازی الدین نی گرفتار کرلیا یہ خبر سنکر احمد شاہ ابدالی پھر تیسری دفعہ ہندوستان پر چڑھکر آیا اور بڑا لشکر لایا اور دہلی مین پہونچکر سنہ ۱۷۵۶ء مین اوس شہر کو ایسا غارت اور برباد کیا جیسا کہ نادر شاہ کی ہاتھ سے سنہ ۱۷۳۹ء مین ہوا تھا عالمگیر ثانی نی احمد شاہ ابدالی سے درخواست کی کہ کوئی شخص بطور محافظ کی اپنا یہان مامور کرتے جائیے تاکہ غازی الدین جو میرا وزیر ہے آپکے جانی کے بعد مجھسے نہ پیش آئے چنانچہ اوسنے عالمگیر کی حفاظت کیواسطے قوم روہیلہ کا ایک سردار دہلی مین متعین کردیا تاکہ وہ غازی الدین کی قوت کو بڑھنی نہ دے غازی الدین نے احمد شاہ ابدالی کی جانی کی بعد مرہٹون کی مدد سے نوراً بادشاہ کو بھی پکڑ لیا اور دار السلطنت پر بھی اپنا قبضہ کرلیا اور بادشاہ کو مار کر جمنا مین اوسکی لاش پھینک دی مگر اوسوقت اوسکو اپنی جان بچانی دشمنون سے مشکل ہوگئی اور

ہر ایک طرف کا فتنہ و فساد دفع کر سکا اس لیے جاٹون مین جاکر اوسنے پناہ لی
اب افغانون اور مرہٹون مین لڑائی ہوئی مرہٹون نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے
اور کوئی اونکا حریف نہین دکھائی دیتا تو اونھون نے ملک کا دعوی کیا اور چاہا
کہ ہم ہندوستان کے مالک بنجاوین چنانچہ سکھون سے مدد لیکر دہلی اور آگرہ اور
ملتان اور لاہور اونھون نے فتح کر لیے اور افغانون کو مار کر دریای اٹک کے
پار اوتار دیا یہ خبر سنتے ہی چوتھی دفعہ احمد ابدالی بڑا لشکر لیکر ہندوستان پے
حملہ آور ہوا اور پانی پت پر ایک جنگ عظیم احمد شاہ ابدالی اور مرہٹون سے
ہوئی جس مین مرہٹون نے شکست پائی اسی ہزار آدمی مرہٹون کا مارا گیا اور
واسد ہیا اونکا سپہ سالار میدان مین کام آیا افغانون کی طرف شجاع الدولہ
صوبہ دار اودہ اور حافظ رحمت خان اور دوندی خان روہیلے تھے اور دوسری
لڑائی سکندرہ کے قریب ہلکر سے ہوئی اوسنے ایسی تباہی اور مصیبت اوٹھائی
کہ اوس میدان سے چند ہمراہیون کے ساتھ وہ خود تو بچ کر بھاگ گیا مگر
سب فوج میدان مین کام آئی ابھی یہ سال پورا نہونے پایا تھا کہ مرہٹون نے
ایک فوج ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی کی جمع کی اور اس فوج کا افسر سداشیو راو
مرہٹا پیشوا کا بھتیجا تھا اوسنے وزیر سے ملکر اور جاٹون کو ہمراہ لیکر دہلی کیطرف
کوچ کیا احمد شاہ ابدالی دریای جمنا سے پار ہوکر دشمن کے مقابلہ کو گیا اگرچہ اوسکی
فوج دشمن کی فوج کے سامنے کچھ حقیقت نہ رکھتی تھی پر مرہٹون کو جو

سامنے آوین مگر پانی پت کی مورچون پر اونھون نی اگرچہ اپنی تئین چھپایا احمد ابدالی
نے اونکا تعاقب کیا پر کچھ فائدہ نہوا پھر میدان کی لڑائی ہوئی مرہٹون کی فوج
متفرق ہو گئی اور بائیس ہزار قیدی اور پچاس ہزار گھوڑی اور بہت مال غنیمت کا
احمد ابدالی کی ہاتھ آیا نوین ماہ جنوری سنہ ۱۷۶۱ع کو احمد شاہ ابدالی نی دہلی کو چھوڑ کر ولایت کو
کوچ کیا اور عالمگیر ثانی کی بڑے بیٹے عالی گوہر کو جسکا لقب شاہ عالم تھا اور جسکو
غازی الدین نی بروقت مارڈالنی عالمگیر ثانی کی سنہ ۱۷۵۹ع مین تخت پر بٹھا دیا تھا
برای نام بادشاہ کر دیا۔

شاہ عالم ثانی

سنہ ۱۷۵۹ع سی سنہ ۱۸۰۶ع عیسوی تک

شاہ عالم مرہٹون کی مدد سی پھر دہلی پر قابض ہوا لیکن تھوڑی روز کے بعد
غلام قادر ایک روہیلہ نی بادشاہ کی آنکھین نکلوا ڈالین اور جب سیندھیا مرہٹون
کی سردار نی دہلی کو فتح کیا تو اوسنی شاہ عالم کو قید مین رکھا اور جبکہ سنہ ۱۸۰۳ع مین
دہلی انگریزون کی قبضہ مین آئی تو اونھون نی ایک لاکھ روپیہ ماہواری تنخواہ
بادشاہ کی مقرر کر دی چنانچہ اوس تاریخ سی اس خاندان مین بادشاہون کی جان
بچی جایا کو اس ملک کی ترقی ہوئی آبادی بڑھ گئی علم ہندوستان مین پھیل گیا
پھینک دیے ہو گئین مرہٹون اور جاٹون اور روہیلون اور سب دشمنون کی

سرکوبی ہو گئی سرکار کمپنی بہادر کی عملداری کا خاتمہ ہوئی اور جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا دام ملکہا کی حکومت کے شروع ہونے تک یعنی ۱۸۵۸ء تک گدی نشینان مغلیہ کی ایک لاکھ روپیہ ماہواری بخشش تنخواہ جاری رہی شاہ عالم ثانی نے انیس برس تخت پر بطور یادگار شاہان سابق کے رہا۔

اکبر شاہ ثانی

۱۸۰۶ء سے ۱۸۳۷ء تک

اوسکا نام ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ہے بیٹا شاہ عالم ثانی کا بتاریخ ماہ رمضان ۱۱۷۳ ہجری مطابق ۱۷۶۰ء کے شب چارشنبہ کو پیدا ہوا اور اپنے باپ شاہ عالم کی وفات کے بعد ۸ رمضان ۱۲۲۱ ہجری مطابق ۱۸۰۶ء روز چارشنبہ کو تخت نشین ہوا اکتیس برس چھ مہینے اکیس دن صرف اوس قلعہ کی حکومت کی بروز جمعہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۵۳ ہجری مطابق ۱۸۳۷ء کو وفات پائی مدت عمر اس بادشاہ کی ۷۹ سال ۹ ماہ اکیس یوم وفات کے بعد بستی قطب صاحب واقع جنوب دہلی میں مدفون ہوا اگرچہ اس بادشاہ کے وقت میں کمپنی بہادر کی حکومت پنجاب کے حدود تک بخوبی ہو گئی تھی اور فوجداری اور دیوانی صاحبان انگریز بہادر کے سپرد تھی الا مقدمات شہزادگان قلعہ کو بادشاہ خود فیصل کرتے تھے اور لقب پادشاہی اور شاہانہ آداب چتر

اور تخت اور قلعہ بدستور سابق اوسکے قبضہ مین رہا +

سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ

۱۸۳۷ء سے ۱۸۵۷ء عیسوی تک

یہ آخر بادشاہ خاندان تیموری کا ہی جسپر اس خاندان کا نام بھی تمام ہو گیا اوسکی تاریخ پیدایش لفظ ابو ظفر سے نکلتی ہی ۱۱۸۹ ہجری مین پیدا ہوا تھا اوسکو شعر گوئی مین بہت دخل تھا چنانچہ اوسکے اکثر شعر ہندوستان مین ہر ایک آدمی کی زبان پر جاری ہین محفل رقص و سرود مین اوسکی غزلین اکثر گائی جاتی ہین اور محفل حال و قال صوفیان مین اوسکے شعرون پر رقت آتی ہی اس بادشاہ کی تمام عمر کتب تصوف کے مطالعہ اور شعر کہنے اور عیاشی مین صرف ہوئی یہ بادشاہ علم موسیقی مین بھی مہارت کامل رکھتا تھا اور اپنے دو بزرگون کی مانند برای نام بادشاہ تھا سرکار کمپنی نے اس خاندان کا نام قائم رکھنے کو کئی تجویزین بہت خوب کی تھین ایک تجویز یہ تھی کہ اس خاندان مین بڑا بیٹا گدی نشین ہوتا رہی اور علاوہ آمدنی (بیوتل) شاہی تنخواہ ایک لاکھ روپیہ ماہواری بھی برابر جاری رکھی جاوے بلکہ تجویز یہ تھی کہ چونکہ بادشاہ قرضدار ہی سوا لاکھ روپیہ اوسکو ماہواری دیکر قرضہ اوسکا ادا کیا جاوے اور سرکار کا ارادہ تھا کہ بادشاہزادونکو تعلیم علم کی جاوے

چنانچہ ایک رسہ شاہی مقرر ہونی والا تھا قسمت نے جو گردش کھائی تو فوج
انگریزی بسبب بلوہ کی جو ان کی افسرون سی کارتوس کاٹنی کی بابت واقع ہوئی
جسکا حال مفصل خاتمہ حکومت کمپنی بہادر مین لکھونگا منحرف ہو کر
اس بادشاہ کی پاس جاکر جمع ہوئی انگریزون نی دہلی کا محاصرہ کر لیا کئی
لڑائیان ہوئین انجام کار سپاہ مفسد کچھ ماری گئی کچھ بھاگ گئی اس لیے
اس بادشاہ کو انگریزون نی ملک برہما مین لیجاکر مقید رکھا اوسکی بیوی زینت محل اور
مرزا جوان بخت اوسکا چھوٹا بیٹا بھی اوسکی ہمراہ تھا یہ بادشاہ سنہ ۱۲۷۹ ہجری
مطابق ۱۱ تاریخ نومبر سنہ ۱۸۶۲ع کو فالج کی بیماری سی فوت ہوا سلسلہ خاندان تیموری
تمام ہوا یہ تاریخ کسی شاعر نی اس بادشاہ کے جلوس اور وفات کی کہی ہی

تاریخ جلوس و وفات سراج الدین ابو ظفر

سراج دین ابو ظفر سا فرو ہوئی جنت ہوا روانہ
کہ جسکے باعث ہر خوشی سی چمک رہا تھا ایاغ دہلی
چراغ دہلی جلوس کا سال ہو سو یہی مطابق اوسکی
۱۲۵۳ھ
سروش غیبی نی سال رحلت کہا بجھا ہی چراغ دہلی
۱۲۷۹ھ

فقط

تیسرا حصہ

اس میں حکومت انگریزی اور سلطنت شاہان لندن کا بیان ہے

باب اول

عملداری سرکار کمپنی بہادر کی سنہ ۱۸۵۸ عیسوی تک

باب دوم

ختم ہونا حکومت کمپنی بہادر کا اور ہو جانا سلطنت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کوئین وکٹوریہ بانو فرمانروای لندن کا

باب اول

ابتدای حکومت انگریزی سرکار کمپنی بہادر کی

سنہ ۱۶۰۰ عیسوی سے سنہ ۱۸۵۸ عیسوی تک

اگرچہ بہت سی لڑائیاں اس ہندوستان میں کمپنی کی ہوئی ہیں مگر اونمیں بعضی ایسی ہیں کہ جنکے وقت میں کوئی حادثہ قابل یادداشت نہیں گذرا اس لیے اونکا ذکر چھوڑکر صرف مشہور گورنر جنرل جنکا حال یاد رکھنا تاریخ کے سلسلہ کے واسطے ضرور ہے بیان کیا جاتا ہے ؀

وارن ہیسٹنگز صاحب لارڈ کارنوالس صاحب سر جان شور صاحب
لارڈ مارننگٹن صاحب لارڈ منٹو صاحب مارکوئیس آف ہیسٹنگز
لارڈ امہرسٹ لارڈ ولیم بینٹنگ لارڈ آکلنڈ لارڈ النبرا
لارڈ ہارڈنگ لارڈ ڈلہوسی لارڈ کیننگ لارڈ الجن صاحب کا
ذکر کیا جاتا ہی — ابتدا مین چند سوداگران باشندگان انگلستان نے ملکہ الیزبتہ صاحبہ سی جو اون ایام مین تخت شاہی انگلنڈ پر جلوس فرما تھین ایک سند سوداگری کی بدین مضمون حاصل کی کہ یہ لوگ پندرہ برس تک ہندوستان مین سوداگری کرین اور سوا انکی کوئی شخص باشندہ انگلنڈ کا اس امر کا مجاز نہو کہ وہ بھی وہان جا کر سوداگری کری یہ لوگ سنہ ۱۶۰۰ع مین سند لے کر ہندوستان کو آئی اور بعد انقضا چند مدت کی پھر سند حاصل کی غرضکہ اسی طرح انکا کام جاری تھا کہ سنہ ۱۶۹۳ع مین چند اور شخص بھی متفق ہو کر بادشاہ انگلستان سی ملتجی ہوئی کہ ہمکو بھی سند ہندوستان کی سوداگری کی مرحمت ہو چنانچہ اونھون نے بھی سند پائی دوسری کمپنی جب وارد ہند ہوئی تو ان دونون مین رشک اور نا اتفاقی ایسی بڑھی کہ ایک کمپنی دوسری کمپنی کی تخریب کی درپی ہوئی مگر بعد غور اور فکر کے اونکو یہ بات دریافت ہوئی کہ متفق رہنی سی اس کام کی رونق زیادہ ہوگی اور کوئی دشمن ہمپر زور نہ پا سکے گا اسلیے سنہ ۱۷۰۹ع مین دونون کمپنیان مل کر متفق ہو گئین چنانچہ اسی سطو انکا

لقب یونائیٹڈ ایسٹ انڈیا کمپنی (یعنی تجار کمپنی ہند) مقرر ہوا
سنہ ۱۶۱۲ ع میں باجازت نور الدین جہانگیر بادشاہ ابن اکبر بادشاہ کے اس کمپنی تجار
نے سورت احمد آباد کھمبایت میں چند کارخانجات تجارت کے مقرر کیے اور باجازت
راجہ مدراس کے ایک قلعہ درمیان مدراس کے تعمیر کر کے اوسکا نام فورٹ سینٹ جارج
رکھا جب چارلس دوم بادشاہ انگلستان کی شادی سنہ ۱۶۶۱ ع میں بادشاہ پرتگال کی
بیٹی کیتھرائن سے ہوئی تو بادشاہ پرتگال نے اپنی بیٹی کو جہیز میں بادشاہ چارلس دوم کو
جزیرہ بمبئی عنایت کیا اونھون نے یہ جزیرہ کمپنی بہادر کو مرحمت فرمایا
اسلیے کمپنی تجار ہند نے بمبئی کو اپنا دار الحکومت کر لیا پھر سنہ ۱۶۹۰ ع میں کمپنی تجار
ہند کو یہ امید آئی کہ کچھ زمینداری اور ریاست اس ملک میں حاصل کرنی
ضرور ہے اور اس خیال سے کہ فتح لوگون نے بہ نسبت سوداگری کے ملک گیری میں
زیادہ حاصل کیے ولایت سے تاکید ہوئی اور تحریر یہ حاصل کی تھی شاہزادہ
عظیم الشان ابن عالمگیر جو بادشاہ فرخ سیر کا باپ تھا اور ان ایام میں
بنگالہ کا صوبہ دار تھا اور اوسے روپیہ کی ضرورت تھی کلکتہ اور اوسکے مضافات
کی زمینداری خریدی اوس وقت میں انگریزون کی کوٹھی کلکتہ میں اور فرانسیسیونکی
چندن نگر میں اور ولندیزون کی چنسورہ میں تھی یہ تینون کوٹھیان دریاے ہوگلی کے
کنارے پر تھیں پھر سنہ ۱۷۱۵ ع میں کمپنی تجار ہند نے بارادہ حصول امر اہم
سفارت ایک ایلچی مع تحائف اور نذر بحضور شاہ فرخ سیر بادشاہ دہلی روانہ کیا

اوس ایلچی کی ہمراہ ایک ڈاکٹر مسمی ہیملٹن صاحب جو فن طبابت مین بڑی مہارت
رکھتا تھا وارد دارالسلطنت شاہ ہند ہوا یہان آکر اوسنے یہ خبر سُنی کہ بادشاہ
سخت بیمار ہی اور اوس بیماری کی باعث سے بادشاہ کی شادی جو راجہ جودہپور
کی لڑکی سے قرار پائی تھی جسکا بادشاہ نہایت مشتاق اور عاشق تھا ملتوی
ہوگئی اور ہندوستانی حکیم بادشاہ کی بیماری سے ناچار ہین ہیملٹن صاحب
نے علاج کی درخواست کی اور باشتیاق تمام منظور ہوئی آخرکار صحت کے بعد
بادشاہ بہت خوش ہوئے اور ارشاد کیا کہ اس علاج کے عوض جو تم مانگو مین دون
ہیملٹن صاحب نے اپنی غرض ذاتی پر توجہ نکرکے اپنی قوم کی بھلائی اور خوش اقبالی
مقدم سمجھکر عرض کی کہ حضور یہ جو کمپنی تجار انگلنڈ بادشاہ کی قلمرو مین آکر
کرتے ہین بندہ صرف یہ چاہتا ہی کہ اونکی اجناس کا محصول معاف ہوجاوے
اور کچھ زمین بکار سمت ہو تاکہ اپنی حفاظت کی واسطے مکانات تعمیر کرکے سپاہ
اور بہرہ رکھین چنانچہ یہ درخواست فوراً منظور ہوئی اسلیے انگریزون نے
ایک قلعہ کلکتہ مین تعمیر کرکے اوسکا نام فورٹ ولیم رکھا اور زمینداری اپنی
بہت بڑھائی فرانسیس لوگ پانڈی چری پر قابض تھے اونکی گورنر ڈوپلی
نے چاہا کہ نظام الملک مظفر جنگ کی پوتی کو صوبہ دار دکھن کا اور اوسکے رشتہ دار
حیدر علی کو نواب کرناٹک کا بناوین انگریزون نے اون دونون کو اپنے خلاف
پایا اور ناظر جنگ ابن نظام الملک کو اپنے سے ملاکر اوسکو کمپنی کا نواب بنانا چاہا

اور نواب محمد علی جو کرناٹک کا نواب تھا اوسی کو اپنی جگہہ پر بحال رکھنا چاہا
چنانچہ اس باعث سے کئی لڑائیاں فراسیسون اور انگریزون مین ہوئین
جنکا انجام یہ ہوا کہ فراسیسون نے شکست پائی اور اونکے کارخانہ جات
تباہ اور برباد ہوگئے ❖

جسوقت نواب سراج الدولہ کہ حریص اور عیاش اور ظالم تھا اپنے
نانا الہ وردیخان صوبہ دار بنگالہ کی بعد مسند نشین صوبہ داری بنگال کا ہوا
تو اوسنے بطمع زر کلکتہ پر حملہ کیا انگریز تاب مقابلہ نہ لا کر جہازون پر
چڑھکر بھاگ گئے پر ایک سو چھیالیس آدمی جو قلعہ مین رہ گئے تھے اونکو سراج الدولہ
نے گرفتار کر کے حکم دیا کہ انکو بحفاظت رکھین ہندو لوگ جو پہرے والے تھے
اونھون نے بسبب غلط فہمی کی ایسے ایک تنگ و تاریک مکان مین جہاں ہوا
بھی نہ جاتی تھی اونکو بطور اسباب کی بھر دیا اور صبح تک اونکو اسی مشقت
اور گرمی مین بند رکھا اسلیے صبحکو ایک سو تئیس آدمی مردہ نکلی جب خبر وحشت اثر
اون انگریزون کو پہونچی جو مدراس مین رہتے تھے اونھون نے کرنیل کلائو صاحب بہادر
اور میر بحر واٹسن صاحب کو کلکتہ کی فتح کرنے کے واسطے روانہ کیا چنانچہ
کلائو صاحب بہادر نے پھر کلکتہ کو فتح کیا اور چندر نگر بھی فراسیسون سے
چھین لیا اور نواب سراج الدولہ سے صلح ہوگئی مگر چونکہ کلائو صاحب بہادر کو
نواب سراج الدولہ کی اقرار اور عہد کا اعتبار کامل نتھا اسلیے اوسنے

میر جعفر سے جو الہ وردی خان کا بہنوئی تھا سازش کر کے نواب سراج الدولہ
پہ چڑھائی کی اور بمقام پلاسی ۲۳ جون ۱۷۵۷ع مین جنگ کر کے
فتح پائی اب انگریزون نے میر جعفر کو ملک بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا مگر بسبب
اسکے کہ وہ نالائق نکلا پھر اوسکو معزول کر کے قاسم علیخان اوسکے داماد کو
صوبہ دار بنایا قاسم علیخان نے اول تو رام نراین صوبہ دار پٹنہ کو قید کیا
اور اوسکا مکان اور خزانہ لوٹا اور پھر اوس بیگناہ کو قتل کروا ڈالا ٭

چونکہ سرکار کمپنی کے اجناس پر محصول معاف تھا اسلیے وہ انگریز بھی جو
کمپنی کے ملازم تھے اپنے مال اور اسباب کا محصول نہ دیا کرتے تھے اور اگر کبھی نواب کے
نوکر اونسے تقاضا کرتے تھے تو اونکو پکڑ کر لیجاتے تھے اور اونکی بری گت بناتے
تھے یہ حال دیکھکر نواب نے کئی بار کلکتہ کو لکھا پر کچھہ جواب نہ پایا اسلیے نواب نے
تنگ ہوکر ہندوستانی سوداگرون سے بھی محصول لینا معاف کردیا یہ بات
انگریزون کو ناگوار گذری کیونکہ اونکا اسمین نقصان تھا اسلیے نواب کو
اونھون نے لکھا کہ ہندوستانی سوداگرون سے محصول لینا معاف نکرو
نواب نے کچھہ جواب نہ دیا اور یہ امر لڑائی کا باعث ہوا فوراً جنگ برپا ہوئی
نواب نے شکست پاکر شجاع الدولہ صوبہ دار اودھ سے پناہ لی انگریزون نے
میر جعفر کو پھر مسند حکومت پر بٹھا دیا ۱۷۶۵ع مین نواب قاسم علیخان
نے چڑھائی کی اور نواب اودھ شاہ عالم بادشاہ دہلی کو اپنی کمک پر

چڑھا کر لایا یہ ابتدائی مقام کمپنی کے ہوئی انگریزوں نے فتح پائی اور شاہ عالم بھی انگریزوں کے بس میں آگیا ۔

وارن ہیسٹنگز اوّل گورنر جنرل

سنہ ۱۷۷۴ عیسوی سے ۱۷۸۵ عیسوی تک

یہ صاحب اوّل گورنر جنرل ملک بنگالہ کے مقرر ہوئے سنہ ۱۷۷۴ء میں ولایت سے ہندوستان میں آئے انھوں نے نواب حیدر علی والی میسور کو شکست دی مرہٹوں کو مغلوب کیا نواب اودھ سے روپیہ لیا راجہ بنارس کا [illegible] اسی گورنر جنرل کے وقت میں [illegible] کو جو قریب چندر نگر کے شہر [illegible] واقع ہے [illegible] وقت میں کمپنی بہت کم طاقت تھی [illegible] یہ گورنر اور [illegible] ۔

لارڈ کارنوالس دوم گورنر جنرل

سنہ ۱۷۸۶ عیسوی سے ۱۷۹۳ عیسوی تک

اس گورنر جنرل [illegible] ٹیپو سلطان [illegible] اور نظام حیدر آباد اور انگریزوں [illegible] کیا ۔ اور نواب لکھنؤ سے [illegible]

عہدنامہ لکھوایا - کئی لڑائیان سلطان ٹیپو سے اوسکی وقت مین ہوئین
انگریزون کو فتح ہوئی — سرنگاپاٹم دارالسلطنت ملک ٹیپو کو فتح کیا
سلطان ٹیپو نے نصف ملک اور تین کروڑ دو لاکھ روپیہ سرکار کمپنی کو
دیکر اور اپنے دو لڑکے بطور اوّل انگریزون کو سپرد کیے صلح کی اور
راجہ بیشنا اور نظام الملک جو انگریزون کی رفاقت مین تھے اونکو بھی کچھ
ملک دستیاب ہوا اس گورنر جنرل کے وقت مین قوانین مالی اور ملکی
ایجاد ہوئے یہ صاحب ۱۷۹۳ء مین انگلستان کو تشریف لے گئے ۔

سرجان شور سوم گورنر جنرل

۱۷۹۳ عیسوی سے ۱۷۹۸ء تک

جبکہ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ولایت کو چلے گئے تو سرجان شور صاحب ہوکے
ہندوستان کی گورنری پر ہوئے انہون نے اپنے وقت مین سب سے ملاپ
اور لڑائیون اور جھگڑون سے صلح کی ۔

لارڈ مارنگٹن چہارم گورنر جنرل

۱۷۹۸ عیسوی سے ۱۸۰۵ عیسوی تک

یہ صاحب ملک انگلستان آئرلینڈ کی بہی مشہور تھے جبکہ وہ ہندوستان کو روانہ ہوئے

ممتاز ہوئے تو ٹیپو سلطان نے پھر سر اوٹھایا اور از سر نو فساد برپا کر کے انگریزون
کے مقابلہ پر آیا فوج انگریزی نے اوسکو شکست دی اور سرنگا پاٹم کو فتح کیا
اور ٹیپو مارا گیا پر اوسکے خاندان کے لیے سرکار کمپنی نے کچھہ وظیفہ مقرر کر دیا
اور میسور کی ریاست وہان کے قدیم راجہ کو دیدی ۔ اور نواب اودھہ سے
پھر از سر نو عہدنامہ لکھایا گیا ۔ اسی عہد مین راجہ سیندھیا اور راگھوجی بھونسلا
راجہ برار سے کئی لڑائیان ہوئین دونون راجاؤن نے شکست پائی ۔ اس وقت
مین دہلی اور آگرہ اور صوبہ اوڑیسہ جس مین کہ مندر جگناتھہ کا واقع ہے
انگریزون نے مرہٹون کے قبضے سے چھوڑایا اور خود اوسپر حاکم ہوئے
اور تمام مشرقی حصہ گنگا کا اور مغربی حصہ گجرات کا احاطہ سلطنت کمپنی
بہادر مین داخل ہوا ۔ ایک لڑائی راجہ ہولکر سے بھی ہوئی جس مین
انگریز فتحیاب ہوئے مگر بعد صلح کے راجہ ہولکر کو اوسکا ملک سرکار نے
دیدیا سنہ ۱۸۰۵ع مین لارڈ لیک صاحب نے بھرتپور کا محاصرہ کیا اگرچہ
چار دفعہ بھرتپور پر چڑھائی کی پر ایک دفعہ بھی کامیاب نہوئے ⁂

کارنوالس گورنر سابق

سنہ ۱۸۰۵ عیسوی سے سنہ ۱۸۰۵ع تک

سنہ ۱۸۰۵ع مین کارنوالس صاحب پھر گورنر جنرل مقرر ہوکر ہندوستان مین

آئی مگر تھوڑی عرصہ کے بعد اونھون نی انتقال کیا اور بجاے اونکے
سر جارج بارلو صاحب قائم مقام مقرر ہوئے +

لارڈ منٹو پنجم گورنر جنرل

سنہ ۱۸۰۷ء سے سنہ ۱۸۱۳ء عیسوی تک

سنہ ۱۸۰۷ء مین لارڈ منٹو گورنر جنرل ہندوستان کو مقرر ہوکر آئی اونکے
وقت مین جزیرہ موریشس اور جاوا جو کہ فراسیسون اور ہالنڈیون کے
قبضہ مین تھے مفتوح ہوکر قبضۂ سرکار کمپنی بہادر مین آئی +

مارکوئیس آف ہیسٹنگز ششم گورنر جنرل ہند

سنہ ۱۸۱۳ء سے سنہ ۱۸۲۳ء تک

یہ صاحب ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۸۱۳ء کو گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہوکر
کلکتہ مین وارد ہوئی اسکے ایام حکومت مین راجہ نیپال سی لڑائی ہوئی
اور اوسکا تھوڑا سا ملک زیر حکومت انگریزی آیا - پیشوا باجی راو
اور راجہ ناگپور دونون برسر پرخاش ہوکر انگریزون کے مقابلہ کو
میدان مین آئی جنگ عظیم دونو میں ہوئی آخرکو دونون راجہ پکڑی گئی
اور مقید ہوئی اور اونکا ملک سرکار کمپنی بہادر کے قبضہ مین آیا اور اس کا

قلعہ اسی عہد مین مفتوح ہوا پنڈارون سے بھی انہین گورنر جنرل کی وقت مین
لڑائی ہوئی اور وہ قوم متفرق ہو گئی شہر بریلی مین ایک بلوہ بسبب مقرر کرنے
محصول چوکیداری کی ہوا اور اوسکا بانی مفتی محمد عوض تھا اسی وقت مین
۱۵ اپریل سنہ ۱۸۱۶ع کو اس بلوہ کو دفع کیا آخر ایک لڑائی ہوئی جسکی سبب سے
دو ہزار آدمی جانبین کے مارے گئے۔ راجہ ہولکر کے سردارون نے بھی سامان
لڑائی کا کیا پر آخر کو ہار گئے اور ملک بھی اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھے اور جب
صلح قرار پائی تو سرکار انگریزی نے ملک پونا اور کچھ مرہٹون کا ملک
تو رہنے دیا پر باقی ملک کے سب علاقے سیوا جی کی اولاد کو جو ملک ستارا کے
حاکم تھے بخشدیے اور بجای آپا صاحب راجہ ناگپور کے جو قید سے بھاگ گیا
تھا قدیم راجہ کے پوتے کو مسند ریاست پر بٹھادیا ان تدبیرون سے اکثر
اضلاع ہندوستان زیر فرمان کمپنی بہادر کے اسی گورنر کے عہد مین ہوگئے ۞

لارڈ آمہرسٹ ہشتم گورنر جنرل

سنہ ۱۸۲۳ عیسوی سے سنہ ۱۸۲۸ع تک

یہ صاحب سنہ ۱۸۲۳ع مین گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہوئے انکی وقت
مین برہما کی لڑائی ہوئی وجہ اسکی یہ تھی کہ باشندگان راکان یعنی قوم مگھ
بسبب ظلم و زیادتی خلیفہ برہما کے اپنا وطن چھوڑکر سرکار کمپنی بہادر کی

عملداری مین آبسے تھا سیلے پاچ برہما اور حاکم اراکان انگریزون سے
ناراض ہوگئے اور جزیرہ شاہ پوری پر جو کمپنی بہادر کی قبضہ مین تھا
برہما کی فوج نے حملہ کیا انگریزون نے اونکا مقابلہ کما ینبغی کیا یہ
لڑائی ۱۸۲۴ء مین ہوئی سرکار کمپنی کی فوج رنگون کو فتح کرکے
آوا تک جا پہونچی ایلچی والی برہما آسام اور اراکان اور تناسرم کے
صوبے سرکار کمپنی بہادر کے حوالے کیے اور ایک کرور روپیہ نقد دیا
تب صلح سرکار سے ہوئی اسی گورنر کے وقت مین قلعہ بھرتپور فتح ہوا تھا

لارڈ ولیم بینٹنک ہشتم گورنر جنرل

۱۸۲۷ء عیسوی سے ۱۸۳۶ء عیسوی تک

بعد ازان لارڈ ولیم بینٹنک گورنر ہوئے اونھون نے ایک رسم بد یعنی ستی ہونا
ہندوستان سے یک قلم موقوف کر دیا صرف راجہ کورگ نے سرکشی کی تھی
اوس نے شکست پائی اور قید ہوا اور ملک اوسکا سرکار کمپنی بہادر کے
ہاتھ آیا پھر یہ صاحب استعفا دیکر ولایت کو چلے گئے اور بتجویز ثانی
اونکی مقام پر سر چارلس مٹکاف صاحب عہدہ گورنری ہندوستان پر
مامور ہوئے اونھون نے ہندوستان کی اخبار نویسون کو اجازت دی کہ
جو بات واقع مین ظلم یا بے انتظامی کی کسی حاکم یا خود گورنمنٹ سے وقوع مین آوے

بشرطیکہ صحیح ہو درج اخبار کردیا اگرچہ اسوقت تک ان معاملات ہمت آزادہین۔

لارڈ آکلنڈ نہم گورنر جنرل

سنہ ۱۸۳۶ع سے سنہ ۱۸۴۲ع تک

۴ - جولائی سنہ ۱۸۳۶ع کو لارڈ آکلنڈ صاحب بہادر گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہوکر آئے اس عہد مین شاہ چین سے خصومت کی بنیاد پڑی اور بسبب اسکے کہ افواہ عام تھا کہ روسی لوگ ہندوستان پر حملہ کرینگے اور اس خیال سے بھی کہ حقدار کو حق ملے جنگ افغانستان شروع ہوئی چنانچہ اس لڑائی کا مختصر حال اس مقام پر لکھا جاتا ہے۔

جنگ افغانستان

شاہ شجاع کو جو ملک کابل و افغانستان کا بادشاہ تھا فتح خان وزیر نے تخت سے اوتار کر محمود شاہ برادر شاہ شجاع کو تخت پر بٹھایا اور خود تمام کار و بار سلطنت کا مالک و متصرف ہو گیا اسی اثنا مین ایک اور واقعہ یہ ہوا کہ حاکم ہرات شاہ ایران سے پھر گیا اور اوسنے محصول سالانہ بھی ادا نکیا اسلیے شاہ ایران نے ہرات کا محاصرہ کیا محمد شاہ بادشاہ جدید کابل نے جب یہ خبر سنی کہ میرے بھائی پر شاہ ایران نے چڑھائی کی ہے

اوسنے ایک فوج جرار بسر کردگی فتح خان اپنے وزیر اعظم کے ایرانیون کے مقابلہ پر
روانہ کی بعد مقابلہ سخت کے شاہ ایران نے شکست کھائی اور اوسکی
فوج پارس کو مراجعت کر گئی چونکہ فتح خان وزیر کابل طامع اور حریص
اور بدباطن تھا اوسنے ہرات مین داخل ہو کر بادشاہ کے بھائی کو گرفتار کیا
اور اوسکے مال و خزانہ پر قابض ہو کر بطمع زر کثیر محلسرا مین گھسکر سب
عورتون کو بے پردہ کر کے جواہرات اور زیور کی تلاش کی شاہزادہ کامران
ولد محمد شاہ والی کابل کو یہ بات بہت بری معلوم ہوئی کہ اس وزیر نامعقول نے
میری چچا کی ایسی بے عزتی کی کہ جسکے سننے سے شرم آتی ہے تب اوسنے موقع
پاکر اوس وزیر بدتدبیر کو قید کیا اور اوسکی آنکھین اوس جرم کی پاداش مین
نکلوا ڈالین اور محمد شاہ والی کابل نے بعد پانچ یا چھ مہینے کے اوسکو قتل کیا
محمد عظیم خان جو بڑا بھائی فتح خان وزیر مقتول کا تھا یہ خبر سنکر منحرف ہو گیا
اور اوسنے ارادہ کیا کہ شاہ شجاع کو پھر تخت پر بٹھلاؤن مگر بسبب اسکے
کہ ایکدن شاہ شجاع نے محمد عظیم کے کسی دوست کو پالکی مین بیٹھے ہوے
دیکھا تھا اور بسبب بے ادبی کے اوس سے بہت ناراض ہوا تھا محمد عظیم نے
پھر اوس سے ناراض ہو کر ارادہ کیا کہ کسی اور شخص کو تخت پر بٹھاوے +
ایوب شاہ برادر شاہ شجاع عظیم خان کے لشکر مین گیا اور کہا کہ مجھے کابل کا
بادشاہ کر دو مین صرف اپنے نام کا سکہ اور خطبہ اور روٹی چاہتا ہون مجھکو

بادشاہ بناد و اور حکومت خود کرو چونکہ اوسکی مرضی کی موافق یہ شخص ملگیا
اسلیے اوسنے اوسکو تخت پر بیٹھا دیا مگر سنہ ۱۸۲۳ء مین بعد انتقال
محمد عظیم خان کے اوسکے بیٹون اور بھائیون مین کئی لڑائیان
ہوئین انجام کار اونھون نے ملک آپس مین تقسیم کرلیا پر ملک ہرات
شاہ محمد کے قبضہ مین رہا چنانچہ اوسکا بیٹا کامران وہان کا بادشاہ
بدستور سابق رہا ❊

ایوب شاہ یہ حال دیکھکر کابل سے بھاگا اور رنجیت سنگھ کے پاس آیا
جسنے اوسکا کچھہ روزینہ مقرر کردیا یہ حال دیکھکر دوست محمد خان اپنے
برادر زادہ پر غالب آکر حاکم کابل ہوگیا شیر ولی خان قندھار پر
قابض ہوا سلطان محمد خان پشاور پر صوبہ بلخ اور کشمیر شاہ بخارا نے
چھین لیا کمال بدعملی اور بے بندوبستی ہوگئی ❊

چونکہ دوست محمد خان کمال ظلم اور زیادتی کرتا تھا اور جس شخص کے پاس
کچھہ مال یا اسباب پاتا تھا تہمت لگا کر چھین لیتا تھا اس لیے رعیت اوسسے
بہت بیزار تھی یہ حال رنجیت سنگھ نے دیکھکر پشاور پر ین ایک ور
اوسکو اپنی سلطنت مین ملا لیا اسی اثنا مین دوست سنی محصول سالانہ
ہوا کہ پنجاب پر حملہ کرے اور رنجیت سنگھ کا ارادہ اہ بادشاہ جدید
کرنے کا ہوا دوست محمد خان کو اونھون سے مدد لینے کہ لڑائی کی ہے

اور اونکو رعیتون سے اور شاہ شجاع الملک جو اصل مین مالک سلطنت کا تھا وہ بہت مظلوم تھا اوسکی مدد کرنی بھی سرکار کو ضرور تھی اسلیے گورنر جنرل بہادر نے واسطے حملہ کابل کے فوج جمع کی اور بہت سی تکلیفات اوٹھا کر فوج انگریزی قندھار مین پونہچی اور بدون مقابلہ کے شہر مین داخل ہوئی کیونکہ سردار لوگ شہر چھوڑکے بھاگ گئے تھے شہر قندھار مین شجاع الملک شاہ افغانستان مشہور کیا گیا سلامی توپون کی سر ہوئی اور بعد تخت نشینی کے ہر ایک نے نذر گذرانی ٭

۲۱ — جولائی کو سپاہ انگریزی قریب قلعہ غزنی کے پونہچی چونکہ قلعہ شکن توپین فوج انگریزی کی ہمراہ نہ تھین اسلیے سرکاری فوج نے ارادہ حملہ کا کیا تین بجے رات کو انگریزون نے قلعہ پہ حملہ کیا اور بارود کی تھیلیان دروازون مین لٹکا کر اوڑائین بارود کی تھیلیان اوڑتے ہی قلعہ کے دروازے گر پڑے فوج انگریزی داخل قلعہ ہوئی افغان بڑی بہادری سے لڑے لیکن بڑی خونریزی کے بعد قلعہ مذکور جو کہ تمام ایشیا دیکھا تھا اور بہت مشہور اور مضبوط تھا باسانی تمام فتح ہو گیا ٭

پھر اوسکے بعد کابل پر چڑھائی ہوئی ۶ — تاریخ اگست کو کابل مین پونہچے ایوب شاہ برادر شاہان اپنا اسباب وغیرہ چھوڑکر ہزارہ کی پہاڑون مین چھپ بادشاہ کرو وہ علاقہ مین بھاگ گیا اوسی وقت مین مہاراجہ رنجیت سنگھ نے

وفات پائی اہلی سکھون کی فوج جو کابل کو گئی تھی فی الشکستہ ہو گئی ٭
غرضکہ بعد فتح کابل اور قندھار اور تخت نشینی شاہ شجاع کی فوج انگریزی نے
درۂ خیبر اور پشاور سے ہندوستان کو مراجعت کی قوم افغان نے یہ مشہور کیا
کہ شاہ شجاع نے اپنی قوم کو فرنگیون کے ہاتھ بیچا ہی اور اوسنے اپنے
ملک کے آدمیون سے دغا کی اور دین محمدی چھوڑکر عیسوی مذہب اختیار
کر لیا ہی چنانچہ اسی باعث سے سید حسین حاکم قلعہ کونا نے بادشاہ کو
ایک خط گستاخانہ اس مضمون سے لکھا کہ رہیی لوگ اس طرف کو
آنے والے ہین ہین اونسے جا ملون گا یہ خط دیکھکے سر ڈبلیو میکناٹن صاحب
نے جو ایک حصہ فوج کا لیکر ہندوستان کو مراجعت کیا چاہتے تھے
اوس باغی کی سزا دہی کے واسطے کرنیل رچرڈ صاحب کو روانہ کیا
اس سپاہ نے راہ مین بہت تکلیف اوٹھائی بارش اشد بارت فوج پر ہوئی
اور برف اسقدر پڑی کہ سپاہیون کی ٹانگین بالکل سن ہو گئین
غرضکہ بعد برداشت کرنے تکلیفات بیشمار کے فوج انگریزی ۱۸ ماہ
جنوری سنہ ۱۸۴۰ع کو قلعہ کونا پر پونہچی اور اس قلعہ کو جو باغی سید حسین کا
مامن تھا فتح کیا ٭
اگرچہ دوست محمد خان حکومت کابل سے بالکل مایوس ہو گیا تھا مگر چونکہ
تمام رعیت شاہ شجاع الملک سے ناراض تھی اسلیئے دوست محمد خان نے

مسلمان جاکمون سے اسباب پر سازش کی کہ انگریزون کو ملک افغانستان سے نکالدینا چاہیے شاہ بخارا نے سب سے زیادہ اپنی تئین متعین دگار دوست محمد خان کا ظاہر کرکے اوسکو لکھا کہ میرے پاس تم چلے آو اور مطلب اوسکا یہ تھا کہ جب دوست محمد خان اوسکے پاس آجاوے تو جواہرات اور زیور جو اوسکے خاندان کے پاس ہے چھین لیوے مگر چونکہ دوست محمد خان عقیل تھا تن تنہا اوسکے پاس گیا اسلیے شاہ بخارا اوس سے بہت ناراض ہوا اور اوسکو قید کر لیا مگر بعد چند روز کے دوست محمد خان نے پہرہ والون کو رشوت دیکر قید سے نجات پائی اور کابل کو بھاگ آیا +

جبکہ دوست محمد خان شاہ بخارا کے پاس مقید تھا اوسوقت بلوچون اور انگریزون مین کئی لڑائیان ہوئین تھین مگر انگریزون کی فتح ہوئی پر تشنگی اور گرمی نے فوج انگریزی کو ناچار کر دیا تھا القصہ دوست محمد خان نے قید سے رہائی پاکر اور کابل مین آکر فوج جمع کی قلعات جسکو جنرل ولشائر صاحب نے فتح کیا تھا مہراب خان کے لڑکے نے چھین لیا قوم بلوچ ہر طرف منحرف ہوکر انگریزونکی تخریب کی درپے ہوئی دشمنون نے خبر آمد و رفت بالکل بند کردی اگرچہ کئی لڑائیان چھوٹے چھوٹے سردارون سے جو دوست محمد خان کے طرفدار تھے ہوئی تھین پر جبکہ یہ خبر پہنچی کہ خان موصوف نے مقام ... مین فوج جمع کی ہے اوسوقت کرنیل سالر صاحب تھوڑی فوج لیکر مقام ... کو کیطرف

روانہ ہوئے اور ایک لڑائی ہوئی جسمین ڈاکٹر لارڈ اور تین افسر مارے گئے اور بہت سے مجروح ہوئے ✣
اگرچہ دوست محمد خان کا ارادہ بالکل بھاگنے کا ہو گیا تھا پر شام کو سر ولیم مکناٹن صاحب
سے اسنے پناہ لی اسلیے خان موصوف کو پہلے پشاور کو اور وہان سے ہمراہ نو بیویون
اور باقی خاندان کے لودھیانہ کو بھیجدیا اب ہر حصے ملک کے آثار اچھے تھے
اور بندوبست بھی ہوتا جاتا تھا پر ایکناگہانی بلوی دوسری نومبر ۱۸۴۱ء کو
شہر کابل مین ہوا یہ تحقیق نہین ہوا کہ باعث اس بلوی کا کیا تھا بعضے کہتے ہین
کہ مسلمانون نے بسبب اختلاف مذہب یہ بغاوت کی تھی — بعضے کہتے
ہین کہ شاہ زمان اسکا بانی تھا بعضے بیان کرتے ہین کہ شاہ شجاع الملک خود
شریک تھا اور افواہ یہ ہے کہ اکبر خان بیٹا دوست محمد خان کا اس بلوی عام کا بانی تھا ✣
اسکا حال یہ ہے کہ ان باغیون نے سر الیگزنینڈر برنس صاحب اور تین اور افسران انگریزی کو
جو کہ دربار شجاع الملک سے پھر کر آتے تھے اثنای راہ مین مار ڈالا اور بعد ازان
بازار اور مکانات افسران انگریزی اور خزانہ شاہی کو غارت کیا اوس وقت سے
آخر ماہ دسمبر تک فوج انگریزی پٹھانون سے لڑتی رہی اور اکثر فتحیاب ہوئی
لیکن جبکہ انکو سب باتون سے تکلیف پہنچی اونھون نے یہ ارادہ کیا کہ افغانون کی
پناہ مین آوین اسلیے سر ولیم مکناٹن صاحب مع اور چار افسرون کے اکبر خان کے
پاس شرائط مصالحہ مقرر کرنے کے واسطے گئے پر اکبر خان نے صاحب موصوف
کی تقریر سے ناراض ہو کر اونکو قتل کیا غرضکہ بعد منعقد ہونے عہد و پیمان کے

فوج انگریزی پانچوین جنوری سنہ ۱۸۴۲ع کو جلال آباد کی طرف روانہ ہوئی لیکن
افغانون نے فوج انگریزی پر ایسا حملہ کیا کہ اونکو مراجعت کرنا گویا ایک لڑائی
تھی اسیلیے اس حالت مین انگریزون نے اپنی بیوی بچونکو محمد اکبر خان کی پناہ مین شہر
کابل کے اندر بھیجنا مناسب سمجھکر اونکے سپرد کردیا ۔
جبکہ اس بلوے کی خبر جرنیل ناٹ صاحب کو جو قندھار مین تھے پہونچی تو اونھون نے
کرنیل مکلارن صاحب کو مفسدون کی تنبیہ اور تادیب کے واسطے روانہ کیا اگر یہ فوج
کابل مین پہونچ جاتی تو یقین تھا کہ فوج انگریزی کو اسقدر تکلیف نہوتی اور
نہ اسقدر سپاہی تباہ ہوتی یہ فوج جب غزنی کے قریب پہونچی تو بسبب کثرت بارش
و شدت برف کے پھر قندھار کو مراجعت کی افغانون نے بعد فتح کرنے کابل
اور غزنی کے پھر قندھار پر حملہ کیا لیکن جنرل ناٹ صاحب نے اونکو شکست دی
اکثر لڑائیون مین افغانون نے شکست کھائی پھر کئی نامور افسران انگریزی
ان لڑائیون مین کام آئے ۔

لارڈ النبرا صاحب دہم گورنر جنرل ہند

سنہ ۱۸۴۲ عیسوی سے سنہ ۱۸۴۴ عیسوی تک

جنگ کابل ابھی ختم نہونے پائی تھی کہ آخر ماہ فروری سنہ ۱۸۴۲ع مین لارڈ النبرا صاحب
گورنر جنرل ہندوستان کے مقرر ہوکر وارد کلکتہ ہوئے انکے عہد مین ماہ اپریل ۱۸۴۲ع

مین ایک اور ایسا ہنگامہ کابل مین برپا ہوا کہ اوسمین شاہ شجاع بھی مقتول ہوا اور وقت
جنرل نات صاحب نے جو قندھار مین مقیم تھی غزنی کو پھر فتح کر کے تباہ اور برباد کر دیا
اور ایک جنگ عظیم کے بعد فوج انگریزی نے جانب ہند مراجعت کی پر اکبر خان نے
اون سب بیبیون کو جو اوسکے سپرد تھین اس شرط پر رہائی دینے کا اقرار کیا کہ اوسکے
باپ دوست محمد خان کو سرکار کمپنی بہادر رہا کر کے کابل کو بھجوا دے چونکہ سرکار کمپنی کو
افغانستان سے زیادہ علاقہ رکھنا آیندہ کو منظور نتھا اسلیے دوست محمد خان کو قید سے
آزاد کر کے کابل جانے کی اجازت دیدی چنانچہ وہ کابل مین آ کر سابق دستور
اس جگہ کا بادشاہ ہو گیا اور اوسی جگہ ابتک حکومت کرتا رہا اب ۲۶ مئی
سنہ ۱۸۶۳ء مطابق ۷ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۹ ہجری کو بیمار ہو کر مقام ہرات مین
اوس شہر کے فتح کرنے کے بعد جو اوسکے قبضہ سے نکل گیا تھا راہی ملک بقا ہوا

جنگ سندھ

جبکہ انگریزون نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو وہ فوج انگریزی جو احاطہ بمبئی سے
کمک کو آئی تھی اوسکو امرای سندھ نے اپنی ملک سے راستہ دینے سے انکار کیا تھا اور
وہ عہد و مواثیق جو مابین سرکار انگریزی اور نواب سندھ کے سابق مین کبھی
ہوے تھے اونکے ایفا مین بھی اونکو انکار تھا اسلیے سرکار کمپنی بہادر کی فوج نے
حیدرآباد سندھ اور کراچی پر حملہ کیا اور دونون شہرون کو فتح کر لیا

اس لڑائی مین انگریزون کی فتح ہونے سے امرای سندھ ایسے خائف ہوگئے
کہ تین لاکھ روپیہ چار ہزار سپاہ انگریزی کو دینا منظور کر لیا اور نصف
محاصل ملک کا بھی بطور خراج سرکار انگریزی کو دینا مان لیا چنانچہ لارڈ النبرا صاحب
بہادر نے سر چارلس نپیر صاحب کو فوج انگریزی کا افسر اول مقرر کر کے اوس ملک کے
انصرام اور انتظام کے واسطے روانہ کیا۔

اوسوقت مین میر رستم علی ایک امیر خیر پور کا جو سن رسیدہ اور تجربہ کار تھا اور
سرگروہ جملہ رؤسا کا تھا اوس نے یہ چاہا کہ اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد اپنی حین
حیات مین مقرر کر دے تاکہ وہ اوسکی وفات کے بعد اوسکا گدی نشین ہو یہ حال
دیکھکر اوسکے بھائی علیمراد نے سر چارلس نپیر صاحب بہادر کو لکھا کہ حسب دستور
ملک سندھ کے مین مستحق گدی کا ہون آپ میری مدد فرمائین نپیر صاحب نے
جنکا ارادہ یہ تھا کہ اس ملک کے حاکم کو انگریزون کا تابعدار رکھین اوسکی مدد کا
اقرار کر لیا اور میر رستم علی کو کہلا بھیجا کہ تم اپنے بھائی کے پاس چلے جاؤ چنانچہ
اوسنے ایسا ہی کیا پر چند روز کے بعد پچھتا کر مع اپنے خاندان اور ہمراہیون کے
بھاگا اور قلعہ ایمان گڈھ مین اوسنے پناہ لی نپیر صاحب بہادر نے تین سو
آدمیون کے ہمراہ قلعہ مذکور کو فتح کیا اور میر رستم علی سے وہان کی حکومت
چھین کر اوسکے بھائی کے حوالے کر دی اس سبب سے تمام بلوچ سرکار انگریزی
سے ناراض ہو گئے اور درپے فساد ہوئے چنانچہ جانبین مین ایک ہی سخت

لڑائی ہوئی جس مین ایک سو پچانوے سرکاری آدمی مجروح اور باسٹھ
مقتول ہوئے پر کہتے ہین کہ طرف مخالف کے پانچہزار آدمی ضائع ہوئے
علاوہ اسکے ایک اور لڑائی شیر محمد حاکم میرپور سے ہوئی تھی اس لڑائی مین بھی
کئی نامور انگریز مارے گئے تھے اور بہت سے مجروح ہوئے تھے غرض کئی لڑائیون
کے بعد ملک سندھ انگریزون کے قبضہ مین آیا اور کمپنی کے دشمن بالکل
پامال اور تباہ ہو گئے

جنگ گوالیار

جبکہ دولت راؤ سیندھیا راجہ گوالیار ۱۸۲۷ء مین بلا اولاد مر گیا تو اوسکی رانی بیوہ نے
سلطنت پر قبضہ کرکے پہلے تو اپنے خاندان سے کسی شخص کو مسند ریاست پر بٹھانا
چاہا لیکن جب وہ اس ارادہ مین کامیاب نہوئی تو لاچار ہو کر خاندان سیندھیا سے
ایک لڑکا گود لیا اور جب وہ بالغ ہوا تو کاروبار سلطنت کا خود انجام دینے لگا
کچھ تنازعہ اور فساد کے بعد اوس لڑکے نے جب اختیار کل حاصل کر لیا تو مہارانی صاحبہ
آگرہ کو چلی گئین مدت تک اس بات کا جھگڑا رہا کہ مہارانی صاحبہ کے خرچ
کے واسطے کسقدر روپیہ ماہواری مقرر ہونا چاہیے اور کونسا مکان اونکے
رہنے کے لیے تجویز کرنا چاہیے یہ سب باتین ابھی تک فیصل نہونے پائی تھین
کہ مہاراجہ گوالیار ۱۸۴۳ء مین ابھی نابالغ تھا فوت ہو گئے

مہاراجہ متوفی کی بیوہ نے جسکی عمر تیرہ برس کی تھی بصلاح ارکان سلطنت بھاگیرتھ
کو جو عزیز قریب مہاراج کا تھا گود لیکر گدی پر بٹھایا کرنیل سپیئیر صاحب نے یہ
چاہا کہ ماما صاحب کو جو ماموں راجہ متوفی کا تھا عہدہ وزارت کا عنایت ہو
چنانچہ بروز جلوس مہاراجہ بھاگیرتھ راو کے خلعت وزارت ماما صاحب کو عنایت ہوا
پر اکیسوین مئی ۱۸۴۳ء کو رانی صاحبہ نے وزیر موصوف کی شکایت ریزیڈنٹ
صاحب بہادر کو لکھی اور چند روز کے بعد عہدہ وزارت سے اوسکو معزول کر دیا
اور اوسکی جگہہ دادا خاصگی والا کو وزیر اعظم مقرر کیا وہ مہارانی صاحبہ کو ہر طرح کی
خراب صلاحیں دینے لگا اسوقت حقیقت مین بالکل اختیار فوج کے ہاتھہ مین تھا
فوج جو چاہتی تھی سو کرتی تھی یہ فوج دارالسلطنت مین دولت راو کے
عہد سے رہا کرتی تھی اور وہ تعداد مین چودہ ہزار آدمی تھی - جب اس کی
خبر گورنر جنرل کو پہنچی کہ دربار گوالیار نے ماما صاحب کو نکالدیا ہے اور ان
شخصونکو جو سلطنت انگریزی کی برخلاف عمل کرتے تھے اختیار حکومت کا
دیا ہے تو اونھون نے حکم دیا کہ قریب دریای چنبل کی فوج جمع کیجاوی اس عرصہ مین کہ
فوج وہان جمع ہوتی جاتی تھی گوالیار مین تنازع اور فساد بڑھتا گیا ؛
مہارانی نے ریزیڈنٹ صاحب کو جو بمقام دھولپور رخصت ہو کر چلے گئے تھے کئی بار
لکھا کہ تم یہان آؤ اونھون نے صرف یہ جواب دیا کہ جب تک دادا خاصگی والا گرفتار ہوکر
سپرد نہ کیا جائیگا یا جرمانہ دیکر شہر سے نہ نکالا جاویگا مین ہرگز شہر مین قدم نہ رکھونگا ؛

اسی اثنا میں گورنر جنرل صاحب بہادر نے ارادہ کیا کہ گوالیار کی طرف کوچ کیجیے اور وہ
فساد جو مدت سے درمیان سلطنت انگریزی اور مہارانی صاحبہ کے رہتا ہی رفع کیجیے
سیندھیا کی فوج نے واداخاصگی والہ کو قید کر کے انگریزون کے سپرد کر دیا اور ماہ
دسمبر میں گورنر جنرل صاحب بہادر بھی ملک سیندھیا میں جا پہونچے ایک
لڑائی مقام مہاراجپور میں درمیان انگریزون اور مرہٹون کے واقع ہوئی اگرچہ
اس لڑائی میں مرہٹے بہت بہادری اور دلاوری سے جم کر لڑے اور انگریزون کے
آدمی بہت ضائع بھی ہوئے پر آخر کو شکست کھائی +

سوا اوسکے دو اور لڑائیان ایک مقام چاندا پر اور دوسری موضع پنیر میں ہوئین
اور ان میں بھی مرہٹون نے شکست کھائی ان سب لڑائیون کے بعد رانی صاحبہ
نے صلح کی درخواست کی اور حسب مرضی انگریزون کے شرائط عہدنامہ مقرر ہوئی
اسوقت سے خاندان سیندھیا کی طاقت اور حشمت بالکل جاتی رہی اگرچہ راجہ
گوالیار جو بالفعل گدی پر ہین خاندان سیندھیا سے ہین اور اونہین کے نام سے
بالکل کاروبار سلطنت ہوتا ہی لیکن حقیقت میں ان مہاراج کو کچھہ اختیار نہین
اور نہ کسی ایسے شخص کو جو خلاف مرضی انگریزون کی ہو نوکر رکھہ سکتے ہین غرض کہ
اب سلطنت گوالیار کی برای نام ہی ہی +

چونکہ کورٹ آف دائرکٹرس اس انتظام میں لارڈ النبرا صاحب سے ناراض ہوئے
اور اونھون نے ان لڑائیون کو جو گورنر جنرل اور امرای سندھ اور مہاراجہ گوالیار

مین ہوئی تھین بہت نامناسب جانا اسلیے اونکو ملزم ٹھہرا کر ولایت کو طلب کیا اور اونکی جگہہ لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر کو ہندوستان کا گورنر جنرل مقرر کیا*

لارڈ ہارڈنگ یازدہم گورنر جنرل

سنہ ۱۸۴۴ عیسوی سے سنہ ۱۸۴۸ عیسوی تک

۲۳ - جولائی سنہ ۱۸۴۴ع کو یہ صاحب بعہدۂ گورنری ہند کلکتہ مین وارد ہوئے یہ گورنر نہایت عقیل اور مدبر اور کہنہ سال تھے اونکا دلی ارادہ یہ تھا کہ ہندوستان مین جاکر سب رئیسون اور امیرون سے صلح و آشتی پیش آوینگا اور کسی کی بربادی کے درپے نہونگا مگر مشیت ایزدی یون تھی کہ حکومت سکھون کی نیست و نابود ہونے کی بنیاد اس گورنر کے ہاتھ سے قائم ہو اسلیے پنجاب کا ہنگامہ برپا ہوا جسکا بیان آگے آتا ہے - اسی گورنر جنرل نے ایک قانون اس مضمون کا جاری کیا تھا کہ طلبای مدارس جو سرکاری مدرسون مین پڑھکر تیار ہون اونکو اور لوگون پر جو تربیت یافتۂ مدارس سرکاری نہون درباب عطای عہدہای جلیل ترجیح دینی مناسب ہے*

جنگ پنجاب

مہاراجہ رنجیت سنگہ کی ابتدا اور عروج کا بیان

چونکہ مقام بیان جنگ پنجاب کا ہی اسواسطے سلطنت پنجاب کے بانی یعنی مہاراجہ رنجیت سنگہ کا مختصر حال بیان کرنا یہان مناسب ہی تاکہ طلبا کو اوسکی اصل ونسل سے واقفیت پیدا ہو ایک شخص غریب کشتکار مسمی بیسو پنجاب کی کسی گاون مین رہا کرتا تھا اوسکے بیٹے مسمے نودہ سنگہ کا بیاہ ایک زمیندار مسمے گلاب سنگہ مجیٹھیہ کی بیٹی کی ساتھہ ہوا اوس سے تین لڑکے پیدا ہوئے جبکہ نودہ سنگہ نے ۱۷۵۰ء مین مرگیا تو اوسکی بڑی بیٹے چڑت سنگہ نے اپنی بھائیون دل سنگہ اور چودہ سنگہ کی اتفاق سے موضع گوجرانوالہ مین ایک گڑھی تعمیر کی چونکہ چڑت سنگہ گوجرانوالہ کی گڑھی پر قبضہ رکھتا تھا اس سبب سے اور سردار اوسکی تعظیم وتکریم کرتے تھے اور اوسکی خوش تقریری اور شیرین بانی سے بھی خوش رہتے تھے بعد ازان مہان سنگہ کو خطاب سرداری کا ملا یہ شخص مہاراجہ رنجیت سنگہ کا باپ تھا جبکہ مہان سنگہ نے وفات پائی مہاراجہ رنجیت سنگہ کی عمر اوسوقت صرف بارہ برس کی تھی لیکن آثار خوش اقبالی اوسکی پیشانی سے ظاہر تھی غرض کہ پانچ برس تک اوسکی ساس سدا کور اور اوسکی والدہ نے کاروبار ریاست کو انجام دیا لیکن ۱۷۹۳ء مین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اپنی والدہ کو مار ڈالا اور خود ریاست پر قابض ہوا ۱۷۹۶ء اور ۱۷۹۷ء مین شاہ زمان پسر شاہ تیمور متوفی حاکم کابل نے پنجاب پر حملہ کیا مہاراجہ رنجیت سنگہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر ستلج کے اس پار چلا آیا اور تاخت وتاراج کرنے لگا

شاہ زمان نی بعد فتح کرنے لاہور کی کابل کو مراجعت کی اور تین سکھ سرداروں یعنی چیت سنگھ مہر سنگھ اور صاحب سنگھ کو لاہور کا حاکم مقرر کر گیا مہاراجہ رنجیت سنگھ یہ خبر سنکر لاہور مین آیا اور اوس شہر کا محاصرہ کر کر ان تینون سرداروں سے جو کہ نالائق اور بیوقوف اور عیاش تھے شہر لاہور چھین لیا ؛

جبکہ شاہ زمان کابل کو لوٹ گیا تھا تو اوسکی چند توپین دریا مین گر گئی تھیں اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اون توپون کو دریا سی نکلوا کر شاہ موصوف کی پاس بھجوا دیا تھا اسلیے وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ سی ایسا خوش ہوا کہ اوسکو ایک سند لاہور پر قبضہ کرنے کے واسطے عطا کی ؛

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے لاہور پر قبضہ کر کے چار طرف اپنی حکومت پھیلانی شروع کی چنانچہ پشاور ملتان کشمیر امرتسر جو مسلمانون کی قبضہ مین تھے لے لیے اور ہر لڑائی مین افغانون کو شکست دی اوسکی پاس فوج بہت برجستہ و شائستہ تھی اور ایسا خوش اقبال تھا کہ اوس نے کبھی شکست نہین کھائی یہ مہاراجہ بہت عقلمند اور مدبر اور صاحب اقبال پنجاب مین گذرا ہی ۲۷ جون ۱۸۳۹ع کو اوسنی وفات پائی اور اوسکی نعش مع چند رانیون کی جلادی گئی ؛

بعد مرنے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے اس ملک کا انتظام خراب ہو گیا اور بڑی بے انتظامی پڑ گئی ؛

وزیر دھیان سنگھ نے جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کیوقت سے مدار المہام سلطنت پنجاب کا
تھا اور حقیقت میں مثل اپنے آقا کے عقلمند اور مدبر تھا کھڑک سنگھ
پسر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو گدی نشین کیا پر یہ مہاراجہ بڑا کم ہمت اور بے عزم تھا
اور چونکہ وہ ایک نالائق شخص مسمی چیت سنگھ کی صلاح پر عمل کرتا تھا بلکہ اوسکو
امور سلطنت میں دخیل کیا چاہتا تھا اس سبب سے وزیر دھیان سنگھ اور کنور نونہال سنگھ
کہ بیٹے کھڑک سنگھ کے تھے بہت ناراض ہوکر باہم صلاح کی اور اوس مکان میں جہاں
کھڑک سنگھ اور چیت سنگھ دونوں سوتے تھے جاکر چیت سنگھ کو قتل کر ڈالا
اوسوقت سے کھڑک سنگھ برائے نام راجہ رہ گیا اور حقیقت میں کنور نونہال سنگھ
بالکل کاروبار سلطنت کا انجام دیتا تھا اور جبکہ ماہ نومبر سنہ ۱۸۴۰ء میں کھڑک سنگھ نے
وفات پائی تو لوگوں کو یقین تھا کہ کنور نونہال سنگھ ایک وقت افرزندی کے
ہونگے اور موافق عہد مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پھر بندوبست اس ملک کا
ہو جائیگا اور سب بدانتظامی رفع ہوگی لیکن لوگوں کے اندیشہ کے برخلاف
کچھ اور ہی بات ظہور میں آئی یعنی اوس روز جبکہ کنور نونہال سنگھ اپنے باپ کو
جلاکر آتے تھے قلعہ کے دروازہ پر پہنچے تھے ہی ایک سنگی شہتیر قلعہ کے دروازہ کا
کنور نونہال سنگھ کے سر پر ایسے صدمہ سے گرا کہ کنور موصوف بھی راہی ملک بقا ہوا
اس حادثہ کے بعد راجہ دھیان سنگھ نے بذریعہ مہارانی کے ایک قاصد اپنے بھائی
راجہ گلاب سنگھ کے پاس بھیجا اور جلد کنور شیر سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بیٹے پاس

بھیجا اور کنور موصوف کو یہ لکھا کہ اگر آپ پنجاب کے راجہ ہوا چاہتے ہین تو ایکدن
رات کو لاہور مین تشریف لائیے سو وقت پر چند کنور جو والدہ کنور نونہال سنگھ
کی تھی خود سر حاکم ہونا چاہتی تھی سیلیے اوسکی یہ مرضی ہوئی کہ شیر سنگھ کو گدی نشین
نہونے دی اور خود کاروبار سلطنت پر حاوی رہی +

القصہ جب گلاب سنگھ لاہور مین آیا تو برخلاف توقع باشندگان شہر اور راجہ دھیان سنگھ
کی رانی صاحبہ کیطرف ہو گیا اور شیر سنگھ سے لڑنے کو تیار ہوا +

شیر سنگھ نے جب یہ سنا کہ رانی صاحبہ میری تخریب کے در پے ہین اوسنے اپنی
دار السلطنة پٹیالہ کو مراجعت کی لیکن تھوڑے عرصے کے بعد بصلاح جنرل ونتورا صاحب
پھر لاہور مین آیا مین ونتک شیر سنگھ اور گلاب سنگھ کی فوج سے چھوٹی چھوٹی لڑائیان
ہوتی رہین انجام کار وہ سکھ جو لاہور کی قلعہ پر متعین تھی اپنی پچھلی تنخواہ کے
نملنے کے سبب سے شیر سنگھ سے آملی اسطرح سے شہر لاہور پر شیر سنگھ کا قبضہ ہو گیا +

شیر سنگھ خود تو بڑا عیاش تھا پر تمام کاروبار سلطنت اوسکا وزیر کرتا تھا ایک روز
مہاراج شیر سنگھ سوارون کا جائزہ لے رہا تھا کہ اجیت سنگھ بہ بہانہ دکھلانے
ایک بندوق کی کنور شیر سنگھ کے پاس آیا اور اوسکو اوس بندوق سے ہلاک کیا
اور اوسی وقت بیٹا شیر سنگھ کا بھی مارا گیا اس طرح سے اس سلطنت مین پھر بد انتظامی
پڑ گئی وزیر دھیان سنگھ بھی اسی وزیر قاتلون کے ہاتھ سے مقتول ہوا چنانچہ اسیواسطے
اوسکے ایک بیٹے ہیرا سنگھ نے کیمپ مین جا کر مہاراجہ شیر سنگھ اور اپنے باپ کے قتل کا حال ظاہر کیا

اور سپاہیون سے کہا کہ اگر تم میری شریک ہو گے تو مین تمھاری تنخواہ مین اضافہ کرون گا فوج سکہ تخمیناً قریب پچاس ہزار کے تھی بمجرد سننے اس بات کے خوش ہوئی اور اوسکے ساتھ شریک ہونے پر مستعد ہو گئی چنانچہ ہیرا سنگہ نے فوج ہمراہ لیکر قلعہ لاہور پر حملہ کیا اور بعد ایک خفیف لڑائی کے شہر پر قابض ہو گیا اور اون مخالفون کو جنہون نے اوسکے باپ دھیان سنگہ وزیر کو اور مہاراجہ شیر سنگہ کو قتل کیا تھا تہ تیغ کر کے اونکی نعشون کو کوچہ بکوچہ گھسڑایا ۔

دلیپ سنگہ بیٹا مہاراجہ رنجیت سنگہ کا جسکو کہ مفسدون نے بعد قتل شیر سنگہ کے تخت پر بٹھایا تھا بدستور تخت سلطنت پر قائم رہا اور ہیرا سنگہ اوسکا وزیر ہوا لیکن والدہ مہاراجہ لاہور کی اور اوسکا بھائی جواہر سنگہ اس ہیرا سنگہ سے حسد رکھتے تھے اور ہمیشہ اوسکی تخریب کے ساعی رہتے تھے انجام کار فوج نے بھی اس بہادر کا ساتھ نہ دیا اور وہ مع اپنے چند ہمراہیون کے قریب لاہور کے لڑائی مین بھاگتا ہوا مارا گیا اب بجای اوسکے جواہر سنگہ وزیر اعظم ہوا لیکن یہ بڑا ہی عیاش اور کم ہمت آدمی تھا ۔

فوج سکھ با اضافہ تنخواہ ہر سپہ سالار سے ملجاتی تھی اور ہر انقلاب پر اضافہ تنخواہ کی درخواست کرتی تھی چنانچہ عہد سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگہ مین پیادہ کی تنخواہ صرف سات روپیہ تھی پر جواہر سنگہ کے وقت مین بارہ روپیہ ہو گئی ۔

اسوقت مین پشورا سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے بیٹے نے سلطنت کا دعوی کیا

اور فوج کثیر جمع کرنے لگا اور ہر سپاہی سے کہا کہ مین بروقت کامیابی اپنے
مقصد کے ہر ایک آدمی کو کنٹھے طلائی قیمتی ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپیہ کے عنایت
کرونگا جواہر سنگھ وزیر مہاراجہ دلیپ سنگھ کا یہ بات سنکر بہت گھبرایا اور
فوج سے کہا کہ تم باغی سے جاکر لڑو انھون نے کہا کہ ہم رنجیت سنگھ کے لڑکے سے
ہرگز نہ لڑینگے بلکہ بعضے انمین سے پشورا سنگھ کی مدد کیواسطے مستعد ہوگئے
جواہر سنگھ نے امداد فوج سے مایوس ہوکر کم ہمتی اور دغابازی کی اور ایک
خط رانی صاحبہ کیطرف سے کسی اپنے دوست کے ہاتھ پشورا سنگھ کے پاس
بدین مضمون بھجوادیا کہ تمھارے واسطے آمدنی ایک لاکھ روپیہ کی اضلاع شمالی سے
تجویز ہوگئی ہے اسلیے تمکو چاہیے کہ دعوی سلطنت سے دست بردار ہو جاؤ +
جبکہ کنور پشورا سنگھ اس خط کو کہ ملک الموت کا پیغام تھا ملاحظہ کرنے لگا
قاصد نے تلوار نیام سے کھینچکر اوسے قتل کیا جب فوج کہ ایک مہینے کی رخصت لیکر گئی
تھی یہ خبر سنکر طیش مین آئی اور بلا طلب خود بخود لاہور مین آکر میگزین
وغیرہ پر قابض ہوگئی اور مقام میا میر پر جمع ہوکر جواہر سنگھ کی طلبی کی
اور کہلا بھیجا کہ اگر وہ حاضر نہوا تو قلعہ پر حملہ کیا جاویگا اوسوقت رانی جنداں
کو اپنے بیٹے دلیپ سنگھ کیطرف سے نہایت خوف ہوا تھا اسلیے اونھون نے اپنے
بھائی کو سمجھایا کہ تم فوج مین جاؤ اگر نہ جاؤگے تو سپاہ قلعہ پر چڑھ آویگی
چنانچہ وہ مع مہاراجہ دلیپ سنگھ کے ہاتھی پر سوار ہوکر اور رانی صاحبہ کو بھی

ساتھ لیکر فوج کیطرف گیا وہان پہونچتے ہی فوج نے رانی صاحبہ کو ایک خیمہ
مین بٹھلا دیا اور راجہ صاحب کو ہاتھی سے اوتار کر اونکی مان کے پاس بھیجدیا اور
جواہر سنگھ سے پشورا سنگھ کے قتل کا باعث دریافت کیا یہ اجل رسیدہ کچھہ جواب
باصواب نہ دیسکا اسلیے فوج نے اوسکو مع اوسکے رفقا کے کہ اوسکے ہم پیالہ و
ہم نوالہ تھے قتل کیا اب مقام غور ہی کہ بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ کیسی ابتری
اور بے انتظامی اور خودسری ہوگئی تھی اور سردار لوگ کیسی بے ایمان اور عیاش
ہوگئے تھے۔ فوج کو اسقدر انعام دیا گیا کہ خزانہ خالی ہوگیا اور اوسوقت مین
امور ریاست کی ذمہ داری کرنا گویا اپنی موت کو آپ بلانا تھا +

جبکہ سلطنت کی یہ حالت تھی اور انتظام کی یہ صورت فوج سکھہ جسکی تعداد
مین اسّی ہزار تھی مع دو ضرب توپ کے دریای ستلج سے عبور کر کے ماہ اکتوبر
سنہ ۱۸۴۵ع مین بطمع نہب و غارت سرحد انگریزی پر حملہ آور ہوئی اور جبرًا
سرداروں کو بھی اپنے ہمراہ لے گئی دسوین دسمبر سے دسوین فروری سنہ ۱۸۴۶ع تک
چار بڑی لڑائیان سکھون اور انگریزون مین ہوئین چنانچہ ایک لڑائی مین
تو یہ حال ہوا کہ سکھہ اس بہادری اور جوانمردی سے لڑے اور اسقدر پای ثبات
میدان جنگ مین جمایا کہ دونون طرفون کو شکست کا خوف برابر تھا لیکن
بخوش اقبالی سے انگریزون کو فتح کلی نصیب ہوئی +

جنگ اول لڑائی مقام مدکی مین ۱۸- دسمبر سنہ ۱۸۴۵ع کو ہوئی

اور اوسمین سکھون کی شکست ہوئی اور اونکی چند ضرب توپ مین انگریزون کے
قبضہ مین آگئین اور اس مین بہت سی افسران نامور انگریزی کام آئے
اور بہت سے مجروح ہوئے *

جنگ دوم دوسری لڑائی مقام پہر شہر پر تاریخ ۲۱ دسمبر ۱۸۴۵ عیسوی
ہوئی اس لڑائی مین سکھون کی پاس کچھہ اوپر سو ضرب توپ تھی اور اونکی
آتشباری سی بہت سی انگریزی سپاہی ضائع ہوئی اور چونکہ انگریزون کے
پاس چھوٹی چھوٹی توپین تھین تو وہ کچھہ نکرسکے لیکن فوج سرکاری نے
یکبارگی اونپر حملہ کیا اور اونکے مورچون پر جا گری فوج انگریزی کی پہونچتی ہی
سکھہ بکمال شجاعت اور مردانگی سی لڑی اور اس سبب سی انگریز اونکی توپون پر
قابض نہو سکے جسوقت کہ آدھی رات گذری سکھون نے ایک توپ ایسی موقع پر
لاکر لگائی کہ اوس سی بہت سی افسران فوج انگریزی مجروح و مقتول ہوی لیکن
جبکہ فوج نے اونپر حملہ کیا وہ توپ چھوڑکر بھاگ گئی پر اسپر بھی جب چاندنی
کے اوجالے سے دشمن کو انگریزی فوج نظر آتی تھی ایک آدھ باڑھ مار دیتی تھی
اسی طرح پر فوج انگریزی نے بڑی مصیبت سی یہ رات بسر کی صبح ہوتے ہی
انگریزون نے حملہ کیا اور فتح حاصل کی اس لڑائی مین ۷۳ ضرب توپ قبضہ
سپاہ انگریزی مین آئی تھوڑی دیر گذری تھی کہ سردار تیج سنگھ تیس ہزار
سوار سے فوج انگریزی پر حملہ آور ہوا اور اس بہادری سی لڑا کہ فوج انگریزیکو

پس پاہو تا پڑا سکھون کی طرف سی برابر بڑھیں پڑتی تھیں اور چونکہ انگریزونکے
پاس گولہ باروت وغیرہ نہیں ہا تھا لہذا اونکی طرف سی ایک گولی بھی نکلتی
تھی اسلیے کمانڈرن چیف صاحب نے لاچار ہوکر سوارون کو حملہ کرنیکا حکم دیا
اور اونکے وسیلے سے سپاہی آگے بڑھے اور نتیجہ وسکا یہ ہوا کہ دشمن کی فوج بھاگ
نکلی اور فتح انگریزون کو نصیب ہوئی +

جنگ سوم تیسری لڑائی مقام الیوال پہ بتاریخ ۲۸ جنوری ۱۸۴۶ء
مین واقع ہوئی اسمین بہت سی عہدہ داران نامور انگریزی ضائع ہوے
اور اکثر مجروح ہوی گو کہ سکھہ اس لڑائی مین بھی کمال شجاعت سی لڑے لیکن
موافق اپنی عادت کی میدان جنگ سی اس جلدی سی بھاگی کہ اونکی بہت سے
آدمی دریای ستلج مین ڈوب کر مر گئے +

جنگ چہارم چوتھی لڑائی مقام سوبراون مین ۱۰ تاریخ فروری
۱۸۴۶ء کو ہوئی اسمین بھی سکھون کو شکست ہوئی اور انگریزی فوج
دریای ستلج سے عبور کرکے داخل پنجاب ہوئی بعد ازان درمیان سرکار انگریزی
اور مہاراجہ دلیپ سنگہ وارث سلطنت پنجاب کے صلح ہو گئی اور آیندہ کیواسطے
صلحنامہ جانبین سی لکھا گیا جسکا لکھنا اس جگہہ موجب تطویل بلا طائل ہی اور ایک
اقرار نامہ راجہ گلاب سنگہ سی لیکر ملک کوہستانی اوسکی سپرد کیا گیا کیونکہ
وہ موجب دفع فساد ہمدیگر اور باعث مصالحت و رفع شور و شر ہوا تھا

والی لاہور نے ایک کرور روپیہ کی عوض صوبہ کشمیر سرکار کمپنی کو دیا تھا اب
سرکار نے اوسی قدر روپیہ کو صوبۂ مذکور مہاراجہ گلاب سنگہ کی حوالی کیا جب
فوج مہاراجہ گلاب سنگہ کی واسطی دخل کشمیر کے گئی تو شیخ امام الدین صوبہ دار کشمیر نے
اوسکو دخل نہ دیا بلکہ اوسکی فوج کو کئی شکستین دین اسلیے کچھہ فوج سرکار لاہور کی
اور کچھہ فوج انگریزی واسطے تنبیہ اور تادیب شیخ مذکور کی روانہ کی گئی شیخ مذکور
نے فتح کشتی کا سامان دیکھکر ریزیڈنٹ کو لکھہ بھیجا کہ مین وزیر لال سنگہ کی بہکانے سے
منحرف ہو گیا تھا اور میرا اسمین کچھہ قصور نہین ہے چنانچہ اپنی کلام کی صداقت
کی واسطی تین خط دستخطی وزیر لال سنگہ کی اوسنے پیش کیے اس لیے واسطی تحقیقات
اس مقدمہ کی ایک کمیٹی مقرر ہوئی اور اسمین لال سنگہ ملزم ہوا اور اس سبب سے
سرکار نے وزیر مذکور کو مقید کر کے اکبر آباد کو روانہ کیا عہدہ وزارت سے راجہ لال سنگہ کی
معزول ہونے کی بعد اہالی دربار لاہور نے گورنمنٹ انگریزی سے واسطی حفاظت
مہاراجہ دلیپ سنگہ کے کہ ابھی خردسال تھے اور واسطے بند و بست ملک کے
کہ موجب آرام خلائق کا ہو درخواست کی اس لیے بنظر استدعا اون لوگون کے
۱۶ - دسمبر سنہ ۱۸۴۴ع کو کچھہ شرائط جدیدہ بترمیم صلحنامہ مورخہ ۹ - مارچ سنہ ۱۸۴۶ع
سرکار کمپنی بہادر اور دربار لاہور کی قرار پائی جسکا ذکر کرنا موجب تطویل ہے +
جس وقت سے کہ رانی چند کور صاحبہ سے اونکا ہمراز راجہ لال سنگہ جدا ہوا تھا وہ
بہت شکستہ خاطر اور رنجیدہ تھین بلکہ اسی سبب سے ارکان سلطنت سے ناحق

کشیدہ خاطر رہا کرتی تھین جب کسی شخص کو کسی صورت سے وہ مضرت پونہچا سکین
تو مہاراجہ دلیپ سنگہ کو برخلاف ارکان سلطنت کی ورغلان کر برہم کر ڈالین
چونکہ یہ بات انتظام حکومت کی برخلاف اور خطرناک تھی ایلچی گورنر جنرل صاحب
بہادر نی باتفاق رای ممبران دربار لاہور کے یہ تجویز کی کہ رانی صاحبہ کو مہاراجہ
دلیپ سنگہ سی علیحدہ رکھنا مناسب ہے چنانچہ بیسوین تاریخ ماہ اگست سنہ ۱۸۴۸ع
کو انہین وطن چھوڑنا پڑا اور قلعہ شیخوپورہ مین جو اونکے رہنے کے واسطے مقرر ہوا تھا
اور شہر لاہور سی ۲۵ میل دور ہے رہنا پڑا یہ واقعات ایام حکومت لارڈ
ہارڈنگ صاحب بہادر گورنر جنرل مین ظہور مین آئی

لارڈ ڈلہوسی صاحب دوازدہم گورنر جنرل

سنہ ۱۸۴۸ عیسوی سے سنہ ۱۸۵۶ عیسوی تک

ماہ جنوری سنہ ۱۸۴۸ع مین لارڈ ڈلہوسی صاحب گورنر جنرل مقرر ہو کر آئی انکے
ایام حکومت مین رانی چندہ صاحبہ نی باتفاق رای چند سرداران لاہور مثل
گنگا رام منشی رانی صاحبہ اور کاہن سنگہ وغیرہ یہ تجویز کی کہ جسقدر انگریز
لاہور کی چھاونی مین تھی مین انکو زہر دیکر مار ڈالنا چاہیے چنانچہ یہ تجویز
اس طرح پختہ کی کہ جملہ خدمتگاران اور خانساماں بسکوٹ گھر اور اکثر حکام
کے طعام دعوت کو جو بسکوٹ مین ہو زہر آلودہ کر دین اپنی سی متفق کر کے

بہت سارو پیہ انکو دینے کا وعدہ کیا اور نقد روپیہ پیشگی اس کام کیواسطے
نوکرون کو تقسیم بھی کر دیا اور تجویز یہ ٹھہری کہ جس روز صاحب لوگون کا
کوئی بڑا کھانا سکوٹ گھر مین ہو اوس روز سب کو زہر دو بعد پوری ہونے
اس کام کے تمکو سوا اس نقد روپیہ کے جاگیرین اور انعام کثیر مرحمت ہوگا پر یہ راز
پیشتر آنے روز موعود کے کھل گیا اسلیے گنگا رام اور کاہن سنگھ مع جملہ
خدمتگاران اور خانسامان کے جو کہ اس تجویز اور منصوبہ مین شریک تھے
پھانسی ہوئی اور رانی صاحبہ کو بنارس مین رہنے کا حکم ہوا چنانچہ رانی صاحبہ
کاشی جی کو روانہ کی گئین چند ماہ وہان رہ کر ایک روز پوشیدہ ہو گئین اور
ڈاک مین بیٹھ کر راجہ نیپال کے پاس بھاگ گئین اور وہان کئی برس تک رہین
اور ان ایام مین یعنی ۱۸۶۱ء مین حسب خواہش مہاراجہ دلیپ سنگھ کے وہ
انگلستان مین رہنے مین ولایت کو تشریف لے گئین تھوڑے دنون وہان رہکر
۱۸۶۳ء مین رانی صاحبہ نے وفات پائی ٭

جنگ ملتان

یہ لڑائی بھی لارڈ ڈلہوسی صاحب کے وقت مین ہوئی اور اسکا اصل حال
یہ ہے کہ دیوان مولراج قوم کا کھتری باشندہ قصبہ اکال گڑھ کا تھا جو ضلع
گوجرانوالہ کا ایک قصبہ ہے وہ بجای اپنے باپ کے دربار لاہور کیطرف سے صوبہ ملتان کا

منتظم تھا چونکہ اوسکے وقت مین کسی طرح کی بد انتظامی ظہور مین آئی تھی اسلیے
دربار لاہور نے اوس سے استعفا طلب کیا اور اوسنے بخیال اسکے کہ صرف دھمکی ہے
میرا استعفا منظور نہوگا فوراً استعفا لکھکر روانہ کیا وہ استعفا یہان منظور ہوگیا
اور دربار لاہور نے بجای اوسکے صوبہ ملتان کا ناظم ایک سکھ مقرر کرکے
قلعہ ملتان کی کاروبار اور کنجیون کی دلانے کے واسطے دو انگریزون یعنی ایک
وینس اگنیو صاحب اور دوسرا لفٹنٹ اینڈرسن صاحب کو اوسکے ہمراہ ملتان کو
روانہ کردیا دیوان مذکور کو یہ بات بہت بری معلوم ہوئی اسلیے اوس نے
اون انگریزون کو مار ڈالا اور باغی ہوکر برسر فساد ہوگیا جب یہ خبر انگریزونکو
پہونچی تو اونھون نے فوج کشی کی اور نواب بھاولپور سے مدد طلب کی نواب نے
بھی فوج کی کمک دی اور ایک بڑی بھاری لڑائی بسرکردگی کپتان
ایڈورڈ صاحب ۱۸ جون ۱۸۴۸ء کو ہوئی ملتان کی فوج بھی کمال
بہادری اور جوانمردی سے لڑی صبح سے دو بجے تک لڑائی ہوتی رہی آخرکار
ملتان کی فوج شکست کھاکر بھاگ نکلی اور کئی ضرب توپ سرکار کمپنی کے ہاتھ آئین
یکم جولائی سنہ صدر کو قلعہ ملتان کی فصیل کے نیچے ایک اور لڑائی ہوئی
اس لڑائی مین مولراج بذات خود لڑتا رہا لیکن اتفاق سے ایک گولہ اوسکے
ہاتھی کے ہودہ مین جو لگا تو اوسکے صدمہ سے وہ ہاتھی پر سے نیچے گر پڑا اور
ایک گھوڑے پر سوار ہوکر ملتان کو بھاگ گیا یہ لڑائی چھ گھنٹہ تک رہی

اگرچہ ملتانی لوگ کمال شجاعت سے لڑے پر انگریزی فوج کے سامنے زیادہ نہ ٹھہر سکے
اٹھوین اگست سنہ صدر کو فوج انگریزی نے دیوان مولراج پر حملہ کیا اور
ایک گانون سے جہان اوسکا لشکر پڑا تھا اوسکو مار کر ہٹا دیا اور اس گانون پر
فوج انگریزی قابض ہوگئی دشمن کی فوج ایک باغیچہ مین کہ اوس گانون کے قریب تھا
بھاگ کر مقیم ہوئی اور وہان سے دن بھر گولہ اندازی کرتی رہی آخر فوج انگریزی نے
پھر کر اوس باغ پر حملہ کیا اور ڈیڑھ گھنٹے تک وہان لڑائی رہی عہدہ داران انگریزی
جو جنگہای سابق پنجاب میں شریک تھے یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمنے سکھون کو ایسی
جوانمردی سے لڑتے ہوئے کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ کبھی اونکی توپین ایسی جلد جلدی
چلتی تھیں اس لڑائی میں کئی افسران انگریزی مجروح و مقتول ہوئے بعد ازان
فوج سرکاری نے قلعہ ملتان کا محاصرہ کیا اور یقین تھا کہ قلعہ جلد فتح ہو جاتا
لیکن چونکہ راجہ شیر سنگہ مع اپنے ہمراہیون کے کہ قریب دس ہزار کے تھے مولراج سے
ملگیا تھا اسلیے فوج سرکاری کو اولٹا ہٹنا پڑا اور قلعہ کے فتح ہونے مین بھی
کمال توقف ہوا شیر سنگہ چند روز تک ملتان مین رہا اور پھر بسبب اسکے کہ
مولراج سے اور اوس سے کچھ رنج ہو گیا تھا نوین تاریخ کو ہزارہ کیطرف
اپنے باپ چتر سنگہ کے پاس چلا گیا*
اٹھائیسوین اکتوبر ۲۸ سنہ ۱۸ء کو ایک بلوہ مقام پشاور مین ہوا چنانچہ
میجر لارنس صاحب اور لفٹننٹ بوئی صاحب وغیرہ وہان سے بہ وقت تمام بھاگ نکلے

پر مفسدون نے ان سبکو گرفتار کر لیا انکا حال آگے بیان کیا جائیگا ٭
ماہ نومبر کی چھٹی اور ساتوین تاریخ کو فوج مولراج اور انگریزی سپاہ مین قریب ملتان کی ایک لڑائی ہوئی اور بہت سی کشت و خون کی بعد سرکار انگریزی کی فتح ہوئی اور کئی توپین سرکار کی ہاتھ آئین اسوقت ملک پنجاب مین بڑا فساد برپا تھا ہر ایک سکھ اپنی تئین پادشاہ خیال کرتا تھا ہر جگہہ بلوے کا خوف تھا تجارت مسدود تھی راستے لٹتے تھے رعیت کو اپنی جان اور مال کی بچانے کی بڑی فکر تھی ستائیسوین دسمبر کو جبکہ انگریزون کے پاس سندھ اور بمبئی اور فیروزپور سے کمک آگئی تب مولراج پر ایک اور حملہ ہوا اور انجام کار یہ ہوا کہ دشمن بھاگ گئے اور اونکا مقام انگریزی فوج کے قبضہ مین آیا اس لڑائی مین قریب چار سو سپاہی اور بیس عہدہ دار اونکے مجروح و مقتول ہوئے ٭
اسی دسمبر کو اتفاقاً ایک گولہ انگریزی توپ کا مولراج کی میگزین کی بارود مین جا کر پڑا اور اوسکے صدمہ سے جنوبی دیوار قلعہ کی بالکل منہدم ہو گئی اور سوا اسکے اور بہت سا نقصان ہوا بعد ازان فوج سرکاری نے شہر پر حملہ کیا اور اگرچہ مولراج کی فوج مقابلہ کرتی رہی پر یہ مزاحمت کارگر نہوا آخر شہر پر قبضہ کر لیا اور لوٹ کا بہت سا مال فوج سرکاری کے ہاتھ آیا اس لڑائی کے بعد بھی دونون طرف سے بارہ گولہ چلتا رہا اور پھر انگریزون نے

قلعہ کے اوڑانے کی تدبیر کی اور سرنگ بنانی شروع ہو گئی مگر ۲۲ جنوری ۱۸۴۹ء کو مولراج نے بغیر کسی شرط کے اپنی تئین خود حوالہ سرکار انگریزی کے کر دیا اور تین ہزار آدمیون نے جو اوسکے ہمراہ تھے ہتھیار ڈالدیے دیوان مولراج کو لاہور مین لے گئے اور بعد تجویز کونسل کے حکم ہوا کہ کلکتہ کو بھیجا جاوے اتفاق سے اثنای راہ مین بنارس پہونچکر اپنی موت سے مرگیا بعضے کہتے ہین کہ ہیرے کی کنی یا کچھ زہر کھا کر جان بحق ہوا ✽

اب یہ بات قابل بیان کے ہے کہ شیر سنگھ جب ملتان سے گیا تو اوس نے قلعہ اٹک اور حسن ابدال کو فتح کیا اور اوس نواح مین لوٹ مچادی یہ حال دیکھکر فوج انگریزی قریب چالیس ہزار کے بارادہ جنگ اوس جانب کو روانہ ہوئی اور سکھو نپر حملہ کیا اس لڑائی مین بہت ساکشت وخون ہوا اور جنرل کیورٹن جو نامور سپہ سالاران انگریزی مین سے تھا مقتول ہوا یہ لڑائی دریای چناب کے کنارے پر ہوئی تھی ✽

ایک اور لڑائی ۳ دسمبر ۱۸۴۸ء کو مقام سعد اللہ پور مین ہوئی وہان سے سکھ شکست کھا کر رسولپور کیطرف بھاگے بعد ان ایک لڑائی مقام چلیانوالہ مین ہوئی اگرچہ فوج انگریزی نے دشمن کو بسپا کر دیا تاہم نقصان سرکار انگریزی کا بہت زیادہ ہوا اور بہت آدمی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے ✽

اخیر لڑائی مقام گجرات پر ۲۱ - فروری سنہ ۱۸۴۹ء کو ہوئی اسمین سکھونکی بالکل ہمت
ٹوٹ گئی اور کئی ہزار آدمی زخمی ہوئے اور مارے گئے سکھ لوگ ایسے بیدل ہوکر
بھاگے کہ سوا ڈیرے اور خیمہ کے ساٹھ ضرب توپ بھی انگریزونکے ہاتھہ آئی
اکرم خان خلف دوست محمد خان بھی اسی لڑائی مین مارا گیا +

بعد ازان فوج سرکاری زیر سرکردگی کپتان گلبرٹ صاحب حریف کا ایسا تعاقب
کیا کہ سکھ لوگ تنگ ہوگئے اور آٹھوین مارچ سنہ حال کو جمیع سرداران صاحب
موصوف کے پاس آکر پناہ چاہی اور اکیس ۲۱ ضرب توپین صاحب موصوف کی حوالہ
کین اور میجر لارنس صاحب مع اپنی بیوی اور لفٹنٹ بوئی اور لفٹنٹ ہربرٹ
اور ہاسٹن صاحب کو مع انکی بیوی کی جو کہ انکی قید مین تھے رہا کیا اور چودھوین
مارچ کو سردار چتر سنگہ اور راجہ شیر سنگہ نے مع سولہ ہزار سپاہ اور اکتالیس ضرب
توپ کی اپنی تئین میجر گلبرٹ صاحب کے حوالہ کیا صاحب موصوف بعد ازین پشاور و
اٹک کو جسپر افغانون نے قبضہ کر لیا تھا روانہ ہوئے اور بدون مقابلہ کی اوسپر
قابض ہو گئے اسطرح پنجاب کی لڑائی ختم ہوئی اور پھر صورت امن و امان کی
دکھلائی دینے لگی جبکہ پنجاب مین اسطرح امن ہوگیا تو ایک دربار مقام لاہور مین
ہوا اسمین ریذیڈنٹ لاہور اور بہت سے اور عہدہ داران جلیل القدر
اور سکرٹری گورنر جنرل صاحب بہادر کے اور اہالیان دربار لاہور کے اور مہاراجہ
دلیپ سنگہ جمع تھے اول وہ عہد نامہ جو کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین لکھا گیا تھا

دربار مین پڑھکر سنایا گیا بعد ازان ایک اشتہار اس مضمون کا کہ ملک پنجاب ممالک
مقبوضہ کمپنی بہادر مین شامل کیا گیا حاضرین مجلس کو سنایا گیا اور سر اپر مہاراجہ صاحب
اور اراکین سلطنت اور جملہ صاحبان عالیشان کے دستخط کرائے گئے اور مہاراجہ دلیپ سنگھ کا
چار لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا گیا اور اون سردارون کی جاگیرین جو خیرخواہ
سرکار رہے تھے بحال رہین اور مہاراجہ دلیپ سنگھ کو انگلستان روانہ کر دیا وہان
جاکر مہاراجہ مذکور نے زبان اور علوم انگریزی مین بڑی ترقی کی اور بڑی خوش قسمتی
مہاراجہ دلیپ سنگھ کی یہ ہے کہ ایسے ملک مین جہان کی سیر کرنیکا ایک عالم مشتاق
ہے اونکو توطن نصیب ہوا اور وہان اونکی شادی بھی ایک بڑے نامور امیر
کی لڑکی سے ہوگئی ہے ◆

شمول راج ناگپور بہ سلطنت انگریزی

انھین گورنر جنرل صاحب کے وقت مین راج ناگپور کا ممالک مقبوضہ سرکار کمپنی بہادر
سے ملحق کیا گیا اور اوسکی کیفیت یہ ہے کہ ۱۱ دسمبر ۱۸۵۳ء مین رگھوجی بھونسلا راجہ
ناگپور نے وفات پائی یہ شخص اس ملک کی سلطنت حاصل کرنے مین سرکار انگریزی کا
بڑا ممنون احسان تھا کیونکہ جب آپا صاحب ہستی سے شکست کھاکر بھاگا تھا
تو اوس وقت وہ طفل نابالغ تھا اور انگریزون کی مدد سے ۱۸۱۸ء مین پھر کر اوسکو
گدی ریاست برابر کی نصیب ہوئی تھی اور جب تک وہ نابالغ رہا یعنی آٹھ برس تک

انگریزون نے اوسکے ملک کا انتظام لیا کیا کہ وہ ملک زرخیز ہو گیا پھر سنہ ۱۸۲۶ع مین
اوس ملک کی حکومت وسکے سپرد کی گئی ستائیس برس تک اس راجہ کی عملداری
بہت اچھی طرح رہی اور وہ انگریزون کا بہت شکرگزار رہا لیکن جب وہ مرگیا
تو کوئی لڑکا وارث نہ تھا چونکہ بھوسلا کے خاندان مین یہ دستور تھا کہ سوا وارث
مرد کے کوئی عورت گدی نشین نہین ہوسکتی تھی تو جب کوئی ایسا مدعی راثت کا
نہ پایا گیا تو بیشک اوسکے خاندان سے حکومت جاتی رہی اگرچہ اوسکی بیوہ رانی نے
ایک لڑکا بعد انتقال راجہ کے گود لیکر چاہا کہ بجای اپنے خاوند متوفی کے اوسکو
گدی نشین کرے پر لارڈ ڈلہوسی صاحب نے اس امر کی حقیقت حال دریافت کرکے
اور یہ جانکر کہ یہ درخواست قابل پذیرائی کے نہین ہے انکار کیا اور حکومت ناگپور
داخل ممالک مقبوضہ سرکار کمپنی بہادر کر دی اگرچہ رانی صاحبہ نے اپنے مقدمہ
کی پیروی انگلستان مین کی اور وکیل بھیجے مگر چونکہ گورنر صاحب نے اپنی رای کو
بوجوہ قوی لکھا تھا اوسکا مرافعہ کارگر نہوا بلکہ اسی اصل پر اور حکومتین بھی جنکا
کوئی وارث حقیقی خاندانی نہ پایا گیا ممالک سرکار کمپنی بہادر مین شامل کی دی گئین
ان ایام مین ناگپور دار الحکومۃ ممالک متوسطۂ ہند کا شمار کیا جاتا ہے
اور وہان ایک چیف کمشنر حاکم اعلے ہے اور سررشتۂ تعلیم بھی اب
جاری ہو گیا ہے اور روز بروز اوس ملک مین ترقی ہوتی جاتی
ہے +

ریپورٹ بھی مثل رپورٹ کرنیل سلیمن صاحب کے بلکہ اوس سے بھی زیادہ تھی یہ حال دیکھکر
گورنر جنرل صاحب نے بطور خود بھی خوب تحقیقات کرکے اون رپورٹون کی تصدیق
کی اور اونکو مناسب معلوم ہوا کہ اب اغماض کرنا اور یہ ملک ظالمون کے قبضہ مین
رکھنا ایک قسم کا گناہ ہے کیونکہ گورنمنٹ نے جبکہ خوب طرح سے ظلم اور ظالم اور طریق
ظلم جان لیا اور طور اوسکے دفع کا پہچان لیا تو اہمال کرنے مین بیشک گناہگار
ہونے کا اندیشہ تھا اسلیے انھون نے ولایت کو رپورٹ کی اور وہان سے حکم آنے کو
اوٹرم صاحب بہادر نے وزیراعظم ملک لکھنؤ سے گفتگو کی لیکن بادشاہ کو
تین دن کی بعد یہ خبر پہنچائی سرکار نے تین دن کی مہلت دی کہ اس عرصہ مین
اگر لکھنؤ کی سلطنت سے دست بردار ہو کہ قبضہ سرکار مین ہو دی جاوے
تو بہتر ہے ورنہ تیسرے دن اشتہار دیا جاویگا کہ اب سے عملداری سرکار کمپنی
بہادر کی ہو گئی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بادشاہ سے ملاقات کیوقت رزیڈنٹ نے
عرض کیا کہ حضور اس اقرارنامہ پر جو دربارہ تبدیل حکومت کے لکھا گیا ہے
کہ اب سرکار کمپنی نے بسبب اسکی کہ انتظام اس ملک کا بہت خراب تھا اور
بدنظمیان کی انتہا زیادہ دنون تک اس ملک کو نواب کی عملداری مین رکھنا
گویا خدا کے نزدیک گنہگار ہونا اور ظلم کا بڑھانا ہے اپنی قبضہ مین کر لیا ہے
اور بادشاہ کی تنخواہ بارہ لاکھ روپیہ سالانہ اور تین لاکھ روپیہ سالانہ واسطے
حفاظت محل و عدد تنخواہ نوکرون کے مقرر کردی ہے دستخط کردین بادشاہ

یہ سنکر باوجودی کہ جیسے امر تحمیل اور معمر آدمی تھا بچون کیطرح رونی لگا اور کہنی لگا
کہ جو مرضی سرکار کی ہو وہ کرو یہ مین دستخط اس کاغذ پر نکرونگا اگر میرا انصاف یہان نہو گا
مین ولایت کو چلا جاونگا اور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریا کی قدمون پر گرکر فریاد کرونگا ریذیڈنٹ نی
عرض کیا کہ حسب الحکم ملکہ معظمہ یہ تجویز ہوئی ہی اب اس مین کچھ نہوگا غرضکہ بادشاہ
نی نمانا اور اوس اقرار نامہ پر اپنی دستخط نہ کیے لیکن کسیطرحکا فساد بھی نکیا جب
میعاد مین گذر گئی انگریزون نی منادی کرادی کہ اب سرکار کمپنی بہادر کی عملداری لکھنؤ
مین ہوگئی ہی سب رعایا کو اسبات کی اطلاع رہی بادشاہ نی کلکتہ کو کوچ کیا اور وہان
جاکر دریای ہوگلی پر قریب کلکتہ کی ایک مکان وسیع پسند کرکے رہنا اختیار کیا اور
اپنی والدہ اور بیٹی اور بہائی کو بخدمت ملکہ معظمہ انگلستان روانہ کیا وہان جاکر
نواب کی والدہ فوت ہوگئین اور سب لوگ جو ساتھ گئی تھی بی نیل مرام پھر آئی ۲۹ تاریخ
فروری ۱۸۵۶ع کو لارڈ ڈلہوسی صاحب نی بسبب اسکی کہ وہ بیمار ہو گئی تھی استعفا دیا
اور اونکی جگہ لارڈ کیننگ صاحب بہادر گورنر ہند مقرر ہوکر کلکتہ مین آئے
انکی وقت مین ایک انقلاب عظیم ہندوستان مین ہوا وہ یہ تھا کہ سپاہ
ہندوستان سرکار انگریزی سے باغی ہوگئی اور سرکار کمپنی بہادر
کی عملداری جاتی رہی اور پھر جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا دام ملکہا کی حکومت
ہندوستان مین ہوگئی چونکہ یہ امر ایک بڑا حادثہ اور انقلاب عظیم تھا اسلیی
اسکا مختصر بیان دوسری باب مین علحدہ لکھا گیا +

باب دوم

ختم ہونا حکومت کمپنی بہادر کا اور شروع ہو جانا سلطنت ملکہ معظمہ وکٹوریا فرمانروای لندنکا

لارڈ کیننگ صاحب گورنر جنرل سیزدہم

سنہ ۱۸۵۶ عیسوی سے سنہ ۱۸۶۲ عیسوی تک

ابتدای بغاوت ہند سنہ ۱۸۵۷ عیسوی

بعد جنگ محمرہ و شکست فوج ایرانی یہ فساد عظیم شروع ہوا۔ اسکی کیفیت مجمل یہ ہی کہ کئی سال سی ہندوستانی فوج مین بڑا فتور پڑا تھا اور اکثر بلوے ہوتا تھا لیکن کم و بیش وقت سی رفع ہو جاتا تھا۔ ہندوستانی اہل فوج مین رشتۂ ہمجنسی بہت مستحکم تھا اور چالیس ہزار سپاہی اودھ کی اونکی شریک تھی انکی سبب سے ایک اور رشتۂ ذات اور قومیت کا رشتۂ ہمجنسی سے جوڑ گیا غرض کہ تمام سپاہ ہند گویا ایک جان و قالب تھی اور جو حرکت اونکے افسرون کی ایک پلٹن کے خلاف ہوتی تھی وہ ساری فوج کو شاق گذرتی تھی اور افسر انکو کچھہ قوت و حکومت نہ تھی اور جو بدانتظامی و بیضابطگی اوس زمانہ مین سپاہ ہند مین تھی وہ سب جانتے ہین۔ اگرچہ ہندوستانی سپاہی بنا معمولی کام

برابر کر دی تھی مگر دونی تقصیر اونھین کے حال ناگوار ہوتا تھا [illegible] فساد کی باتین اونھین
اکثر ظہور مین آتی تھین چنانچہ اونھون نے دریائی سفر [illegible] رنگون پر حملہ کرنے سے
صاف انکار کیا آخر مجبور ہو کر سرکار نے سکھ کی فوج کو بھیجا یہ ادنی علامت [illegible] فساد کی
پہلی علامت تھی جو سپاہ ہندی سے ۱۸۵۲ء مین وقوع مین آیا۔ ان حالات [illegible]
اہل ان انگریزی کو بڑی خوف و تشویش کا محل تھا۔ لارڈ کیننگ صاحب
احکام مین سے سب سے پہلا حکم سپاہ بنگالہ کے بہت خلاف گذرا۔ مندرس [illegible]
اور بمبئی کی فوج تو خدمت عام کے واسطے نوکر تھی کہ جہان لڑائی ہوتی تھی
وہان جانا پڑتا تھا مگر سپاہ بنگالہ فقط ہندوستان کے واسطے تھی اس
لارڈ کیننگ صاحب نے حکم دیا کہ خدمت عام کا قاعدہ سپاہ بنگالہ اور اور تمام
فوج مین جاری ہو جائے اس قاعدہ جدید نے نائرہ فساد کو اور زیادہ بھڑکایا
فقیر تمام سپاہ ہندوستانی مین جھوٹی اور بغض و عناد کی باتین مشہور کرتے
پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ انگریز چاہتے ہین کہ ہندؤن سے ذات کو مٹا دین
اور سرکار کے ہر حکم کو وہ سلسلہ ظلم و تعدی کا ایک جزو ٹھہراتے تھے +

چربی کی کارتوسون کی کیفیت

ابتدای ۱۸۵۷ء مین ان مفسد فقیرون نے بڑی شفقت جا بجا یہ [illegible]
اور ڈرایا کہ یہ کارتوس جو اب جاری ہوئی ہین ان مین سور اور گای کی چربی

اور یہ فقط اسواسطے کیا ہی کہ ہندو اور مسلمان کی قوت ٹوٹ جائی۔ اس خیال باطل بے اصل سے سپاہ ہند باطن مین بہت برہم اور آشفتہ خاطر ہوئی آخر علانیہ ظلم و تعدی شروع کی اور بارک پور اور رانی گنج مین ۳۴ رجمنٹ کے سپاہیون نے اپنے بنگلے جلا دیے اور لوٹ مار شروع کر دی۔

۲۶ فروری کو ۱۹ رجمنٹ کے لوگون نے برہم پور مین بلوہ کیا مگر گورون کی فوج اور توپخانہ سے وہ ٹھنڈی ہو گئی اس باغی رجمنٹ سے ہتھیار چھین کر بارک پور مین لے گئے اور بہار ہندوستانی رجمنٹون کے سامنے جنمین ۳۴ باغی رجمنٹ بھی تھا اوسے برطرف کر دیا۔ دو ہفتے کے بعد ۳۴ رجمنٹ نے بلوہ کیا اور کئی شخص اوسمین سے پھانسی دیے گیے کہ اونھون نے ایک افسر انگریز کو مار ڈالنا چاہا تھا ماہ مارچ و اپریل مین انبالہ اور میرٹھ کی فوج نے افسرون کے خوف سے علانیہ تو تشدد نہین کیا مگر خفیہ بارکون مین آگ لگا دی۔ اضلاع اودھ و ممالک مغربی و شمالی مین فقیر لوگون کو انگریزون سے بھڑکاتے پھرتے تھے۔

ناناصاحب کی بغاوت

ناناصاحب والی بٹھور بڑا بانی فساد تھا۔ انگریزون نے اسی پیشوائی معزول کی پنشن بند کی اسلیے اونکا دشمن ہو گیا اور پوشیدہ سازش کر کے چاہا کہ انگریزونکو ہندوستان سے نکالدے۔ اس مقصد سے ہندوون سے اور اہل فارس و شاہزادگان دہلی

اور شاہ معزول اودھ سے سازش کی اور اب جو چربی کی کارتوسون سے فساد ہوا اسے غنیمت سمجھکر فوج باغی کا شریک ہو گیا +

بغاوت لکھنؤ

۲۴ اپریل ۱۸۵۷ء مین لکھنؤ مین ۴۸ رجمنٹ اور تیسرا رسالہ اور ۷ رجمنٹ بلوے کیا لکن سر ہنری لارنس صاحب نے بڑی ہمت سے اُنکو دفع کیا اور گوری کی فوج کو مقابلہ کو بھیجا آخر تلنگے بھاگ گئے سوارون نے اونکا تعاقب کیا اور اکثر کو پکڑ لائی اور چھاونی مین قید کیا +

غدر میرٹھ

اس طوفان عظیم کی ابتدا میرٹھ سے ہوئی ۔ ۱۱ اور ۲۰ ہندوستانی رجمنٹ نے انگریزون پر حملہ کیا اور افسرون کو گولیون سے مار ڈالا سارے شہر مین آگ لگادی اور جو میم اور بچہ اونکے ہاتھہ آیا اوسے قتل کر کر دہلی کو چلے گئے +

فساد دہلی

بعض بد معاش گھوڑ سوار کے راتون رات میرٹھ سے دہلی مین پہونچ گئی بس اونکے پہانے کے ساتھہ ہی سب فوج دہلی کی بگڑ گئی اور قتل و نہب شروع کیا

صاحب کمشنر اور فوج کا پادری اور اور انگریز افسرون کو چن چن کر قتل کیا
اور ۴۵ و ۴۶ و ۳۸ رجمنٹ نے ظلم و تعدی مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا
مگر تو انگریز افسرون نے میگزین کو بڑی جوانمردی سے بچایا آخر جب دیکھا کہ اب
مقابلہ بیکار ہے تو اوسمین آگ لگادی اور دو افسر خود اوڑ گئے جو انگریز زندہ بچے
وہ شہر کو چھوڑ کر جنگلون مین بھاگ گئے اور اونمین سے اکثر باہندو وشنانیدون کے
ہاتھہ سے مارے گئے یا شدت حرارت فصل سے مرگئے کچھہ اونمین سے میرٹھہ مین بھی
پہونچے کہ فوج باغی اوس شہر سے چلی گئی تھی - غرض ہندوستان کا قدیم پایہ تخت
فوج باغی و بدمست کے دست ناحق پرست مین آگیا +

فساد فیروزپور

فیروز مین ۴۵ و ۵۷ رجمنٹ نے چاہا کہ قلعہ کو لین لیکن گوری کی ۱ رجمنٹ نے اونکا
مقابلہ کیا اور مار کر نکالدیا پس اونھون نے شہر کو لوٹ لیا اور آگ لگادی
اور رات بھر عجب انتشار کا عالم رہا دوسرے دن گوری کی رسالہ نے قلعہ سے
نکل کر بدمعاشون کو مار کر جنگل مین نکالدیا +

بغاوت لاہور

جو ہین حکام لاہور نے میرٹھہ اور دہلی کی اخبار وحشت آثار سنی اوسی وقت

اونھون نے ہندوستانی سپاہیون سے ہتھیار رکھوالینے کی فکر کی اور قواعد عام کا
حکم دیا جب آٹھوین رسالہ اور ۱۶ و ۲۶ و ۴۹ پلٹنون کے لوگ پریٹ پر جمع ہوئے
تو گورون کی فوج نے چپکے سے آکر اونھین گھیر لیا اور جنرل کاربٹ صاحب نے
حکم کیا کہ ہتھیار رکھدو اون لوگون نے جب یہ دیکھا کہ گورون کی فوج مع توپخانہ
چارطرف سے گھیرے ہوے اور فیر کرنے پر مستعد ہے تو جبراً و قہراً ہتھیار رکھدیے ٭

فوج پیشاور و نوشہرہ و مردان

۲۰ مئی کو پیشاور کی فوج یعنی ۶۴ و ۵۵ و ۳۹ رجمنٹ سے بھی اسی طرح ہتھیار
رکھوالیے جس طرح لاہور کی فوج سے رکھوالیے تھے اور ۵۵ رجمنٹ پر چڑھائی کی باقی
گورون کی فوج اور چند نمک حلال سکھ نوشہرہ اور مردان کی بچانے کو روانہ
ہوئی ہنوز وہ وہان نہ پہونچی تھی کہ باغی متفرق ہوکر دیہات مین بھاگ گئے
مگر اونھون نے اپنے اعمال کی سزاے معقول پائی اور کرنیل نکلسن صاحب نے سوارون کو
ساتھ لیکر اونکا تعاقب کیا اور بہتون کو مار ڈالا اور جو اونمین سے باقی رہے
اونھین پنجابیون نے پارہ پارہ کر ڈالا بعضون کو پہاڑیون نے پکڑ کے بیچ ڈالا ٭

انبالہ

انبالہ کی بڑی چھاونی افسرون کی چالاکی اور بہادری سے بچ گئی آخر ماہ مئی مین

اطراف و جوانب سے فوج سمٹ کر یعنی رجمنٹ لائٹی کوری کی اس مقام پر جمع ہوئی جنرل انسن صاحب اونکے سردار تھے اور اونکا یہ قصد تھا کہ سب ملکر باغیوں سے لڑیں ٭

شملہ

اس پہاڑ پر بہت سے صاحبان انگریز مع عیال و اطفال کے بسبب موسم گرما کے جمع تھے اور بڑا خوف تھا کہ مبادا فوج باغی اسپر بھی حملہ کرے مگر فضل خدا سے وہاں بلوے نہیں ہوا اور ہر صاحب کا دل اسمین لگا تھا کہ جنرل انسن صاحب فوج لیکر دہلی پر چڑھائی کریں۔ ۲۵ مئی کو فوج قلیل بسرداری جنرل صاحب موصوف انبالہ سے باشتیاق تمام دہلی کو روانہ ہوئی۔ انسن صاحب ۲۷ تاریخ وبا سے مرگئے اور انکی مقام پر برنرڈ صاحب آئے اور ۷ مئی کو ایک گروہ فوج گورہ کا بسرداری جنرل ولسن صاحب میرٹھ سے آکر اونسے ملا راہ میں باغیوں سے کچھ لڑائی ہوئی کہ ایک انبوہ کثیر لشکر تھا و سارا شہر کا وہاں جمع تھا اور اونکے لڑنے کا سامان کر رہا تھا ٭

بغاوت دیگر بلاد

اب نائرۂ فساد تمام ہندوستان میں پھیل گیا تھا اور بیشتر مقامات پر پلٹنوں نے یکبارگی بلوے کر دیا اور جو انگریز مرد عورت و طفل انکے ہاتھ لگ گیا دستِ قتل کر ڈالا

آگرہ و بریلی و مرادآباد مین بازار قتل و قمع و نہب و غارت خوب گرم تھا اس زمانہ مین ہر انگریز کو لیمن ہند ؤون پر جوش غضب تھا مگر بعض قابل اور جوانمرد حکام ہند کی شرکت سے آتش غضب اہل فرنگ کسیقدر فرو ہوگئی تھی چنانچہ مہاراجہ سیندھیہ سرکار انگریزی کا مطیع رہا اگرچہ اوسکی فوج باغیون کی شریک ہوگئی اور مہاراجہ پٹیالہ نے بہت سی فوج انگریزون کی کمک کو بھیجی ٭

مین پوری

مین پوری مین ایک نوجوان افسر ڈپٹی کلکٹر نامی نے بڑی جوانمردی سے خزانہ اور قلعہ کو باغیون کے شر سے بچا لیا ٭

کانپور

اس شہر مین انگریزون پر بڑے خوف کا مقام تھا اسواسطے کہ یہان تین چہت ہندوستانی فوج کی تھی اور تین سو سپاہی تھے اور فقط ایک توپخانہ ولایتی گورہ کا تھا سر ہیو وہیلر صاحب نے جو وہان کی فوج کے افسر تھے لکھنؤ اور کلکتہ سے فوج منگوائی اور کچھ تھوڑی سی کمک پائی لیکن پندرہ ہی میل کے فاصلہ پر نانا صاحب کا بٹھور تھا اور اب اوسنے علانیہ فوج کی سرداری اختیار کی اور فوج باغی بھی کانپور سے آکر اوسکی شریک ہوئی اور ان سب نے ملکر قلعہ

اور بارکون کا محاصرہ کر لیا جہان سب انگریز مرد و زن و طفل نے بھاگ کر
پناہ لی تھی — ۶ جون کو محاصرہ شروع ہوا اور ۲۱ دن تک رہا اس عرصہ مین
بیچارے محصورین قلعہ سے جو مصائب و آلام آتش زدگی اور گولہ اندازی اور
فاقہ کشی اور حرارت آفتاب سے اوٹھائی وہ بیان نہین ہو سکتی مگر انھون نے
زندگی سے مایوس ہو کر بڑی شجاعت و جوانمردی سے قلعہ کو بچایا اور کئی مرتبہ باغیون
نے دھاوا کیا لیکن ہر بار ہندوستانیون نے بھی ایسی جرأت ظاہر کی کہ سبحان اللہ
مگر یہ سب بیکار تھا محصورین قلعہ کو دمبدم یاس بڑھتی گئی چھبیسوین ۲۶
تاریخ نانا صاحب نے اقرار کیا کہ کانپور ہمین دیدو اور تم سب چلے جاؤ کوئی
تم سے نہ بولیگا سر ہیو وھیلر صاحب نے مجبوری ان شروط کو منظور کر لیا اور
۲۷ جون کو کوئی چار سو آدمی بقیۂ اہل قلعہ سے کشتیون پر سوار ہو کر دریا سے
روانہ ہوئے تھوڑی دور وہ نہ گئی تھی کہ اوس شقی راجہ تھوڑی نے اوپر توپین
فیر کروا دین اور دونون طرف سے اون مظلومون پر گولیون کی بوچھار
کردی خلاصہ یہ کہ فقط ایک کشتی بچی لیکن آگے بڑھ کے اوسپر بھی حملہ کیا اور
تمام اہل قلعہ مین سے فقط چار شخص اس حال جان کنا کہنے کو بچ گئے ایک اور کشتی
دریا کے کنارے بالو مین پھنس گئی تھی اسمین بہت سی عورتین اور بچے
بھرے تھے ان سبکو کانپور لیجا کر قید شدید مین رکھا دو ہفتہ کے عرصہ
مین جب سنا انگریزون کو فتح کر دہلی لاکر ان قیدیون کا ساتھ قید کیا

لیکن اس عرصہ مین انگریزی فوج جمع ہو گئی تھی اور جابجا باغیون سے لڑائی کو روانہ ہو رہی تھی

کلکتہ مین سامان جنگ ہونا

پای تخت ہندوستان مین بڑا خوف اور انتشار چھایا ہوا تھا اور سب حیران تھے کہ خداوندا کیا کرین اس نئی دشمن کا کیا علاج کرین لیکن لارڈ کیننگ صاحب نے ایک مرتبہ اس بلای عظیم کو خوب تحقیق کر لیا پھر اسکے دفع کرنے مین ہمہ تن مصروف ہوئے اور فورًا مندراس و بمبئی اور سیلون سے فوجین طلب کین چنانچہ مندراس کی فوج بسرداری نیل صاحب ۲۳ مئی کو وارد کلکتہ ہوگئی اور بمبئی کی فوج دریای سندھ سے ہو کر لاہور کی سمت گئی اور ۱۷ مئی کو سر پیٹرک گرینٹ صاحب جو جنرل انسن صاحب کے مقام پر اب کمانڈر ان چیف مقرر ہوئے تھے اور جنرل ہیولوک صاحب کلکتہ مین آن پہونچے اور ترتیب و تعبیہ لشکر مین مصروف ہوئے

بغاوت لکھنؤ

اس اثنا مین سارا اودھ باغی ہو گیا تھا اور سر ہنری لارنس صاحب بڑی ہمت اور دانائی سے بدمعاشون کے حملہ کو روز ٹالتے تھے لیکن انھون نے قتل و قمع اور آگ لگانا شروع کر دیا تھا اور ہر روز انکے حملہ کا خوف تھا۔ فیض آباد اور سیتاپور اور سلطان پور مین بہت سے افسرون کو مار ڈالا اور

بہتوں کو بال بچے سمیت جنگلوں میں نکالدیا وہ سب فاقہ کش و نیم جان لکھنؤ یا دانا پور میں پونہچے۔

الہ آباد

یہاں ۶ جون تک خیر و عافیت رہی لیکن چھٹی تاریخ جسدن کانپور کا محاصرہ شروع ہوا تھا الہ آباد کی فوج بگڑی اور اپنے افسروں کو معہ زن بچہ تہ تیغ بیدریغ کیا اور چاہا کہ قلعہ کو چھین لیں مگر کرنیل سمپسن صاحب نے چار دن تک قلعہ کو بڑی بہادری سے بچایا اور ۱۵ جون کو کرنیل نیل صاحب کلکتہ سے مندراسی فوج لے کر اونکی کمک کو پہونچ گئے۔

کرنیل نیل صاحب کا آگے بڑھنا

یہ سردار کلکتہ سے کوچ کرکے بنارس میں پہونچے اور وہاں ۳۷ پلٹن کو شروع بغاوت میں شکست دی اور ٹکسال بلکہ تمام شہر کو بربادی و ہلاکت سے بچا لیا اور بدمعاش سب بھاگ گئے جب بنارس میں امن ہو گیا تو سردار موصوف کرنیل سمپسن صاحب اور اہل قلعہ کی کمک کو الہ آباد کو روانہ ہوئے اور فوراً قلعہ میں داخل ہوئے اور سب سکھوں کو نکال کر فقط گوری کی فوج وہاں رکھی اور الہ آباد کو اونھوں نے صدر جنگ قرار دیا کہ یہاں چار طرف سے فوج چلی آتی تھی اور منظور یہ تھا کہ محصورین کانپور کو کمک بھیجیں۔

ہیولوک صاحب کا کوچ کرنا ماہ جولائی

۳۰ جون کو جنرل ہیولوک صاحب فوج کے افسر مقرر ہوئے اور کئی ہزار ولایتی گورون کا
لشکر لیکر کانپور کی جانب روانہ ہوئے ۔ ۱۲ جولائی کو بوقت صبح ہیولوک صاحب
فتحپور مین پہونچ گئے اور وہان دشمن کے لشکر کے کئی ہزار جوان سے پہلی مرتبہ مقابلہ
ہوا اور دونون طرف سے خوب برابر گولیون کی مار ہوئی لیکن انگریزی لشکر مین ایک آدمی کو بھی
گولی نہین لگی آخرکار دشمن کی فوج منہزم ہوئی اور کچھ نقصان اوٹھایا اور
سپاہ انگریزی بارہ توپین اونکی چھین کر آگے بڑھی راہ مین کچھ لڑائیان ہوئین
اور ایک لڑائی مین سردار جرار میجر رنڈ صاحب کام آئے غرض ۱۶ جولائی کو
فوج انگریزی مضافات کانپور تک پہونچ گئے ؂

جنگ کانپور ۱۶ جولائی و قتل و قمع اسیران انگریز

اس شہر مین باغیون کی بڑی جمعیت تھی مگر ہیولوک صاحب نے اپنی دانائی اور چالاکی
سے اونکی کمینگاہ پر حملہ کیا اور دو گھنٹے مین اونھین بھگا دیا لیکن دن
بہت کم رہ گیا تھا اس سبب سے جنرل صاحب موصوف نے قلعہ مین داخل ہونا
مناسب سمجھا ۔ شب کو نانا صاحب نے انگریز مردون اور عورتون اور بچون
غرض سبکی سب قیدیون کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا اور اونکی جثون کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے

کوئین مین پھِکوا دیا بعد اوسکے دستے میگزین کو اوڑا دیا اور شہر سے نکل گیا۔ دوسرے دن فوج انگریزی شہر مین داخل ہوئی اور جو حال جا کر اونھون نے دیکھا خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے پس کیا تعجب ہے کہ شجاعان لشکر فرنگ نے قسم شرعی کھائی کہ جن شیاطین مکارون نے یہ ظلم عظیم کیا ہے اونسے ضرور انتقام لینگے۔

تسخیر بٹھور

ہیولوک صاحب نے چاہا کہ جس باغی شقی نے اس قتل عام کا حکم دیا تھا وہ لکھنو نہ پہونچنے پائے پیشتر ہی اوسے سزائے مقتول بجائے غرض سردار موصوف بٹھور کو روانہ ہوئے اور بلا مقابلہ و مزاحمت اوسے لے لیا راجہ کی محل کو تباہ کر دیا قلعہ کو اوڑا دیا اور پھر کانپور کو مراجعت کی اور وہان کرنیل نیل صاحب کو قلعہ کی حفاظت کے واسطے چھوڑ کر خود جنرل ہیولوک صاحب محصورین لکھنو کی کمک کو روانہ ہوئے۔ اب اوس شہر کے کچھ وقائع بیان کرنا ضرور ہے۔

محاصرہ لکھنو وفات سر ہنری لارنس صاحب بتاریخ چہارم جولائی ۱۸۵۷ء

سر ہنری لارنس صاحب نے بہت کوشش کی کہ فساد مٹجائے لیکن لکھنو مین فساد بڑھتا ہی گیا تا اینکہ تمام شہر بجز ریزیڈنسی کے باغیون کے قبضہ مین آگیا۔ ۲۹ جون کو خبر آئی کہ باغیون کی فوج قریب شہر کے پہونچی ہے لارنس صاحب نے مناسب جانا

کہ تمام فوج قلعہ کو اونکے مقابلہ پر لیجائین مگر حسب اتفاق لشکر باغی کی صحیح تعداد
نہ معلوم تھی کہ کتنے آدمی ہین آخر کار لکھنؤ سے چار کوس کے فاصلہ پر چنہٹ مین لڑائی ہوئی فوج
باغی نے کہ بہت کثرت سے تھی سپاہ انگریزی کو شکست دی اور اونھون نے مجبوری
بیلی گارد مین پناہ لی باغیون کے دل کے دل شہر مین گھس آئے اور بیلی گارد
کا محاصرہ کر لیا سر ہنری لارنس صاحب نے کئی ہفتہ تک کی لڑائی کا سامان کیا
۲ جولائی کو ایک گولے کے پھٹنے سے اونھین زخم کاری لگا اوسکے صدمہ سے
دو دن کے بعد اونھون نے انتقال کیا - بعد اونکی وفات کے اہل قلعہ بسرداری
کرنیل انگلس صاحب لڑے اور تین مہینے وہ فوج جری سپاہ مخالف سے جو اوس سے
بہت زیادہ تھی مصروف جدال و قتال رہی اور بیقیاس مصائب اور آلام اوٹھائے
دن بھر اونپر آگ برستی تھی رات بھر بازار قتال گرم رہتا تھا اون مین سے
ہر شخص ہر ایک کام کرتا تھا کبھی سرنگ کھودتا تھا کبھی توپ کا کام کرتا تھا
کبھی بیمار اور زخمیون کی خبر گیری کرتا تھا اور مردون کو دفن کرتا تھا
غرض اون لوگون کی محنت طاقت بشری سے باہر تھی عورتین بھی حصہ لیتی
تھین اور اونکی خوش مزاجی اور جرأت سے سپاہیون کو مشقت و زحمت و درد و مصائب
و آلام مین بڑی مدد ملتی تھی کئی بار ایسا ہوا کہ دشمن نے سرنگ لگائی اور اہل قلعہ نے
یکبارگی دھسون سے نکل کر سرنگ لگانے والون کو نکال دیا اور قلعہ کو بچا لیا اور کئی دفعہ
ایسا ہوا کہ اہل قلعہ نے بڑی جوانمردی سے مورچون کے باہر کے مکانات جن مین

دشمن کے لوگ بھی تھوڑے ہو گئے اور ادہر محافظین قلعہ کو اس سے بڑا فائدہ ہوا۔

بیلی گارد میں کمک پہونچنا

آخر ماہ اگست میں محصورین بیلی گارد کو مدد سے بالکل یاس ہو گئی تھی کہ اتنے میں ایک ہندو نے یہ خبر فرحت اثر سنائی کہ تین ہفتے میں ہیولوک صاحب یہان پہونچ جاینگے اس سے اونکی جان میں جان آئی۔ ۵ ستمبر کو فوج باغی نے بہت سخت دھاوا کیا مگر پسپا ہو کر اپنے مورچہ پر پھر آئی۔ ۲۳ ستمبر کو اہل قلعہ دور سے توپون کی آواز سنکر بہت خوش ہوئے ہیولوک صاحب عالم باغ پر حملہ کر رہے تھے دو ہی دن کے بعد اونکی فوج لکھنؤ کے دھسون کے اندر داخل ہو گئی اور بیلی گارد کو بچا لیا۔

نہضت ہیولوک صاحب سوی لکھنؤ

سابق میں بیان ہوا کہ ہیولوک صاحب نیل صاحب کو کانپور میں چھوڑ کر ۲۵ جولائی کو مع فوج لکھنؤ کو روانہ ہوئے تھے اور کئی ایک جگہ عبور کے اثنا میں باغیوں سے لڑائی ہوئی مگر وہان اونکی فوج بسبب بیماری کے بہت کم ہو گئی آخر وہ منگلوار کو پھرے اور کمک کے منتظر رہے اب ہیولوک صاحب فقط ۱۹ کوس کے فاصلہ پر لکھنؤ سے تھے اسپر بھی دو مہینے کے بعد وہان پہنچے ۲۳ اگست کو

جنرل صاحب موصوف نے فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا مگر ناو کی کیچڑ پانی کے
سبب سے پھر منگلور کو پھر آئی ۱۱- اگست کو پھر وہی معرکہ تیسری بار ہوا اور
اب فوج انگریزی ایسی تھکی ماندی تھی کہ ہیولوک صاحب نے یہ مناسب جانا کہ
کانپور کو پھر جائیں بوقت عبور دریای گنگ سات لڑائیاں باغیون سے
ہوئین مگر سپاہ انگریزی کانپور پہونچ گئی اور وہان مہینے بھر تک آرام کیا اس
عرصہ میں سر جیمس اوٹرم صاحب بہت سی فوج لیکر اونسے ملے اور اکثر
اضلاع باغیہ سے پلٹنیں اور رسالے آکر کانپور میں اونکی کمک کی واسطے
جمع ہوئے اور اب فوج انگریزی کثیر ہو گئی - ۱۹ ستمبر کو تمام فوج انگریزی
نے بسرداری جنرل ہیولوک صاحب و اوٹرم صاحب و کرنیل نیل صاحب
دریای گنگ سے عبور کیا ۲۰ ستمبر کو منگلور میں پہونچ گئی ۲۱ کو سائی ندی کے پار آئی
اور ۲۳ ستمبر کو اونھون نے عالم باغ لیلیا جو سلاطین اودھ کا عشرت گاہ تھا
اور لکھنؤ سے چار کوس کی فاصلہ پر واقع ہے ۲۴ ستمبر کو فوج خستہ نے استراحت
کی اور ۲۵ تاریخ سب نے ملکر دھاوا کیا تھوڑی دور تک تو باسانی بڑھی چلی گئی
لیکن پھر دو میل تک سڑکون پر دو طرفہ مکانات میں لوگ ہتھیار باندھے
بیٹھے تھے اور کئی جگہہ پر دمدمہ اور مورچہ بندی ہوئی تھی فوج انگریزی پر ہر طرف سے
آگ برستی تھی لیکن وہ بہادر گھسے چلے جاتے تھے پانچ سو آدمی اونمیں سے
مارے گئے آخر وہ بیلی گارد کے پھاٹک تک پہونچ گئے اور دیوارون پر چڑھ کر

اندر کو ویڑی لکھا ہی کہ جب اس کمکی فوج نے دیکھا کہ ہر شخص اہل قلعہ مین سے
اپنی مقام پر جا ہوا ہی حالانکہ یہ چاہیے تھا کہ ہر شخص اپنے بچانیوالونکی
استقبال کو آتا تو اونھین بڑا تعجب ہوا اس لڑائی مین کرنیل نیل صاحب
مارے گئے اور اٹرم صاحب کے شانہ پر زخم کاری لگا سپاہ قلعہ اور یہ
فوج جدید جو اونکی کمک کو آئی تھی دو مہینے تک بیلی گارد مین محصور رہی

محاصرۂ دہلی

اب ہم کچھ دہلی کا حال لکھتے ہین کہ یہ فساد کی جڑ تھی بادشاہ دہلی کے
پاس باغی جمع ہوتے جاتے تھے اور یہ ظاہر تھا کہ اس بلوی کا انجام بھی
دہلی مین ہوگا ۲۵ مئی کو سر ہنری برنرڈ صاحب انبالہ سے چلے
اور ۷ جون کو دہلی کے قریب اونسے کچھ فوج میرٹھ کی ملی ۸ جون کو
اونھون نے دہلی کے قریب کی پہاڑی جسپر علم لشکر شقاوت اثر نصب تھا
چھین لی اور وہان مورچے باندھ لئے مگر دہلی کی شہر پناہ بہت مضبوط
تھی اور سات میل تک رندی اور دمدمے بنے ہوئے تھے اور فوج باغی شمار مین
بلا انتہا زیادہ تھی اس سبب سے برنرڈ صاحب اپنے مورچہ پر منتظر رہے کہ موقع
ملے تو ایک ہی ضرب مین انکا فیصلہ کر دیجیے اور کلکتہ سے کمک آنے کی بھی
انھین امید تھی سہرروز باغی اونپر حملے کرتے تھے لیکن ہر بار ہزیمت

چنانچہ ۱۹ جون کو بہت سی باغی اوس پہاڑی کی پشت پر سے چڑھ آئے
مگر جنرل ہوپ گرینٹ صاحب کے سواروں نے اونھیں شکست دی
۲۳ تاریخ چار اور رجمنٹ سپاہ باغی کی جالندھر سے آکے باغیان دہلی
کی شریک ہوئی اور ان رجمنٹ نے مگر بڑا شدید حملہ اوس پہاڑی پر کیا لیکن
شکست کھائی — ۳ جولائی تک فوج انگریزی میں قریب ۷۰۰۰ آدمی
ہوگیا اور محصورین قلعہ دہلی کی کمک کو چند رجمنٹ اور توپخانہ لکھنؤ سے
آئی — ۴ جولائی کو سر ہنری برنرڈ صاحب بہادر نے وفات پائی اور جنرل ریڈ صاحب
اور چیمبرلین صاحب سردار ہوئے — ۹ و ۱۴ و ۲۳ جولائی کو فوج باغی نے
متواتر حملے کئے مگر شکست کھائی اور دن بدن شہر اور پہاڑی کے درمیان
لڑائی ہوا کی — بعد اوسکے جنرل ولسن صاحب سپاہ انگریزی کے سردار ہوئے
اور ۱۴ اگست کو جنرل نکلسن صاحب پنجاب اور امرتسر اور سیالکوٹ کے
باغیوں کو مغلوب کر کے ۲۰۰۰ فوج لیکر ولسن صاحب سے دہلی میں آکر ملے —
کیونکہ یہی محاصرین دہلی کی مدد کو آتی تھیں بہت سے باغیوں نے شہر کو
نکل کر چاہا کہ راہ میں اونھیں چھین لیں پر نکلسن صاحب ۲۰۰۰ آدمی لیکر
گئے کہ ان توپوں کو حفاظت سے پہاڑی پر لائیں محاصرین میں مقام نجف گڑھ
پہنچتا ہوا باغیوں نے شکست کھائی اور بہت سے مارے گئے — ۵ کو توپیں
ستمبر کو انگریزی لشکر میں پہنچیں اور باب ... گولہ اندازی شروع ہوئی

۱۲ - ماہ مذکور کو گویندوں نے خبر دی کہ کشمیری دروازہ کا دھس دھاوا کرنے کے
قابل ہے یہ سنکر فوج نے دھاوے کی تیاری کی - ۱۴ ماہ اگست کو علی الصباح
فوج انگریزی دھاوے کو واسطے تیار ہوئی اور بمجرد صدور حکم بسرعت تمام روانہ
ہوئی چنانکہ یہ بات تو بآسانی جیتیں لیں اب یہ منظور ہوا کہ کشمیری دروازہ کو
اوڑا دیں تاکہ فوج بآسانی شہر میں داخل ہو جاوے یہ امر نہایت دشوار تھا آخر سترہ
شخص آگے بڑھے اونمیں سے فقط چار آدمی بچے مگر اونھوں نے اپنی کام کو انجام دیا
اور کشمیری دروازہ کو اوڑا دیا اور اب ساری فوج شہر کے اندر گھس گئی
دوسری جانب کا حملہ کارگر ہوا اور بہت سی لوگ انگریزی فوج کے [illegible]
اور نکلسن صاحب بھی عین فتح کے وقت مارے گئے ؛

تسخیر دہلی

آخر الامر ۱۹ - اگست کو سپاہ انگریزی نے دہلی کو فتح کیا کسی باغی کو امان نہ دی
اور جن افسروں کے احباب و اعزا کانپور اور لکھنؤ میں مارے گئے تھے اونھوں
نے اونکے خون ناحق کا انتقام شدید باغیوں سے لینا شروع کیا غرض
چھ دن کی لڑائی کے بعد دہلی فتح ہوئی

افسران انگریزی کا سلوک شاہ دہلی اور شاہزادگان تیموریہ سے

ہڈسن صاحب مع اپنے تھوڑے سے سوارون کے جبکہ قلب لشکر مین لڑ رہی تھی خبر سنگر ہوئی تو وہ حرم سرای سلطانی مین مع اتنا گھس گئے اور بادشاہ اور اونکی بی بی زینت محل کو گرفتار کر لیا اور اوپر شدید پہرہ کرکے شاہزادون کو ڈھونڈھنے کو گئے اور اونھین اپنے ہاتھ سے گولی مار دی بعد اسکے بادشاہ اور زینت محل کو قید خانہ مین بند کیا اور اونکے باب مین لارڈ کیننگ صاحب کے فیصلہ کے منتظر رہے اور دہلی کے قلعہ مین پہرہ بٹھا دیا اور لوٹ مار موقوف کر دی ⁂

ولایت سے فوج کا مدد کو آنا

اس اثنا مین ولایت سے برابر فوجین مدد کو چلی آتی تھین اور یہان بھی فوج بھرتی ہو رہی تھی اور نیل صاحب کی فوج بھری ہوئی تھی اور ہیولاک اور اوٹرم صاحب ہڈسن صاحب کے سوالی عازم میدان کارزار تھے سر کالن کیمبل صاحب ماہ اگست مین سپاہ انگریزی کے سردار کلکتہ مین مقرر ہوئے اور اونھون نے لڑائی کی بڑی سامان کئے اور بہت سی فوج جمع کی بعد تسخیر دہلی کرنیل گریتھڈ صاحب تمام آگرہ کو روانہ ہوئے اور اس شہر کے قریب ایک گروہ عظیم کو باغیون کے جو ہلکر کے پایہ تخت اندور سے آئے تھے شکست دی ۱۰ اکتوبر کو سردار موصوف آگرہ مین پہنچے اور وہان سے بعجلت تمام کانپور کو روانہ ہوئے اور ۲۶ اکتوبر کو وہان جا پہنچ گئے اس اثنا مین افواج انگریزی نے بسرکردگی کپتان پیل صاحب

ویسیجر انگلش صاحب و پیل صاحب و شورس صاحب باغیون کو اعظم گڑھ
وچھترو و بہاری بلغ و جگدیسپور مین شکست دی ان متواتر شکستون سے
باغیون کا زور ٹوٹ گیا ٭

سر کالن کیمبل صاحب نے پھر فتح کشی کی ۱۸۵۷ء مین

سر کالن کیمبل صاحب ۹ اکتوبر مین کلکتہ سے روانہ ہوئے ۱۲ - نومبر کو سرجوپ گرانٹ صاحب
اور آلاورن صاحب سے ملے اور یہ دونون افسر فوج کشی لیکر عصر مین لکھنؤ کی کمک کیواسطے
عالم باغ مین پہونچے - دوسرے دن سر موصوف نے دلکشا اور مارٹینیر کالج پہ
حملہ کرکے باغیون سے چھین لیا اور ۱۶ - کو سکندر باغ کو کہ نہایت مضبوط
مستحکم تھا لے لیا اور بیلی گارڈ مین پہونچ گئے - یہ لکھنا کیا ضرور ہے کہ بیلی گارڈ
کی تھکی ماندی فوج اس کمک کے آنے سے کسقدر خوش ہوئی - اوس محاصرہ عظیم
شدید مین جو بہادر زندہ رہ گئے تھے وہ فاقہ کشی اور بیماری اور مشقت جنگ سے
نہایت مضمحل اور پژمردہ ہو گئی تھی جب ان بہادرون نے اپنے دوستون کو دیکھا
کہ کیسی سخت لڑائی لڑکر ہماری کمک کو آئی ہین تو فرط خوشی سے رونے لگے
اور کس مقدار سے نعرے مارتے ہوئے اونکو لینے کو دوڑے کہ معاذ اللہ القصہ
۲۲ نومبر کو محصورین بیلی گارڈ اوس بلا و مصیبت سے نجات پاکر دلکشا کے
چمن مین پہونچ گئی مگر افسوس کہ عظیم الشان سر ہنری ہیولاک صاحب کے [illegible]

اونکی خوشی مبدل برنج ہوگئی سردار موصوف کو بعد اس جنگ وجدا
و قتال کی فقط اتنا دیکھنا نصیب ہوا کہ محصورین قلعہ صحیح سلامت
پہونچ گئی اور ۲۳ نومبر کو اونھون نے دلکشا کی لشکر مین انتقال کیا
مذکور کو سر کالن کیمبل صاحب نے بقیہ محصورین ہیلی گارڈ کو ساتھ لیکر کانپور
مراجعت کی اور اس شہر کو جنرل ونڈہم صاحب کے سپرد کر کے خود لکھنؤ کو پھر آئے
ہزارہا باغی گوالیار اور مقامات سے بھاگ کر کانپور پر ٹوٹ پڑے اور
ونڈہم صاحب کو شکست دیکر نکالدیا پھر جب سر کالن کیمبل صاحب لکھنؤ سے
آئے تو کانپور کو باغیون کے قبضہ مین پایا سردار موصوف نے مع فوج فورا
گنگا سے عبور کیا اور بقیۃ السیف محصورین لکھنؤ کو بحفاظت تمام کلکتہ
روانہ کیا اور دشمن سے مقابلہ پر بڑے استحکام سے مستعد ہوئے

جنگ دوم کانپور ۵ دسمبر ۱۸۵۷ء

۶ ماہ مذکور کو سر کالن کیمبل صاحب نے فوج باغی سے کانپور مین لڑائی شروع کر دی
باغیون نے نہرون کی اوس طرف مورچہ باندھی تھی لہذا فوج انگریزی کو گئی پل
طے کرنا پڑی جسکے سبب سے لڑائی مشکل ہوئی القصہ بڑے حملہ عظیم اونھون نے
بڑی جوانمردی سے آگ کی دریا مین سے طے کیا اور باغیون کو بہ ہزار تمام
شکست فاش دی اور وہ شہر کو چھوڑ کر بے تحاشا بھاگے سر ہوپ گرانٹ صاحب نے

انکا قصد کرو گے تو بہری ہوئی تھے بچا لیا۔ اس ماجرے سے
الہ آباد شعر بیگ گرد مسٹر الس صاحب ڈپٹی کمشنر کی ہوشیاری
سے ساگر کو فتح کر کے گڑھاکوٹ
سر کالن کیمبل صاحب نے پچھر گارڈ اوٹرم صاحب
۲ جنوری کو سر کالن کیمبل صاحب نے فرخ آباد اور ... صاحب نے
جا کر مقیم ہوئے اور حکم کیا کہ سب فوج اور سنگین اور توپ
اور خاص کی لڑائی کا سامان ہو۔ لکھنؤ کا ارد گرد جو باغی
جمع ہوئے تھے اور سر جیمس اوٹرم صاحب ان کی فوج کو ... شہر
سے باغیوں کو روکے ہے اور ہر حملہ کو انکے رد کیا۔ اور ...
فوج انگریزی ظفریاب ہوئی چنانچہ ... میں مقام ...
میجر ... صاحب نے ایک گروہ عظیم کو باغیوں کی شکست دی۔
گورکھپور میں باغیوں نے ... گارڈ پر بڑا شدید حملہ کیا اوٹرم صاحب
انھیں مار کے ہٹا دیا اس مہینے سے چند روز پیشتر راجہ جنگ بہادر ... ن
کی فوج لیکر انگریزوں کی مدد کو آئے تھے اور گورکھپور کو چھین لیا تھا۔
۲۴ ماہ مذکور کو جنرل فرینکس صاحب کانپور کو روانہ ہوئے اور بڑی بڑی ...
باغیوں کی شکست دی اور دو تین دن کے بعد ... کی فوج ...
آئی۔ ۲۹ کو سر ہیو روز صاحب نے قلعہ راتھ گڑھ کو مسخر کیا اور ...

لکھنؤ پر فوج انگریزی کی چڑھائی

یہ واقعہ آخر ماہ فروری مین ہوا۔ سپاہ انگریزی کی چار ٹکڑی تھی ایک ٹکڑی کے سردار اور منتظم آوٹرم صاحب تھے ایک کے لیوگرڈ صاحب ایک کے والپول صاحب اور ایک کے فرینکس صاحب اور سوار سپاہی ولایتی گورے کے تھے انکے سردار ہوپ گرینٹ صاحب تھے۔ الغرض ۲ مارچ کو پہلے کچھ تھوڑی سی لڑائی ہوئی بعد اوسکے پھر کی بھیڑ ان پرانے کارآزمودہ سپاہیون کی دلکشا کی رمنہ مین پہنچی اور وہان خوب مورچہ بندی کر لی۔ فوج مخالف مین کوئی اسی ہزار باغی تھے۔

آخری لڑائی لکھنؤ کی ماہ مارچ مین

۶۔ ماہ مذکور کو سر جیمس اوٹرم صاحب نے گومتی ندی عبور کیا اور دریا کی اوتر ہی اوتر چلے تاکہ جو دمدمے باغیون نے اودھر کی طرف بنائے تھے اونہین توڑ ڈالین ۹۔ کو خاتمے کی لڑائی شروع ہوئی۔ سر جیمس اوٹرم صاحب نے شہر پناہ اور مارٹینیر کالج کے باہر کے دمدمے پر برابر توپین مارنی شروع کین اور ایک ایسا مضبوط مورچہ یعنی چکر والی کوٹھی باغیون سے چھین لی۔ غرض صاحب ممدوح ہر حملہ مین کامیاب ہوئے اور رات کو اونکی فوج مین بڑی خوشیان ہوئین۔ دوسرے دن دونون طرف بم کا گولہ برسا کیا اور ۱۱۔ کو سکندر باغ اور بیگم کوٹھی مجلسی خاص محل

انگریزی نے لیے مگر اس محل سرا شاہی کے لینے سے جو خوشی ہوئی تھی وہ جیمس ہڈسن صاحب کے مارے جانے سے مبدل برنج ہو گئی یہ سردار دھاوے کے ہنگام میں بیگموں کے اندر گھر سے مارے گئے۔ بعد اسکے دو دن تک اوٹرم صاحب اور کیمبل صاحب دونوں سردار ہمہ تن جدال و قتال میں مصروف رہے اور آصف الدولہ کا امام باڑہ اور قیصر باغ لے لیا اور ۱۴ تاریخ کو شام تک سب بڑی بڑی مورچے باغیوں کی فوج انگریزی نے چھین لیے۔ جب یہ سب مقامات لے چکے تو انگریزی سپاہیوں نے بڑا قتل و قمع اور نہب و غارت شروع کیا بڑی بڑی خزانے صنائع و بدائع مشرقی کی اس شہر لکھنؤ میں جمع تھی یہ سب انھوں نے خوب دل کھول کر لوٹے۔ ۱۵ مارچ کو ایک قلعہ جو باغیوں پاس رہ گیا تھا وہ بھی سپاہ انگریزی نے چھین لیا اور کل لکھنؤ لشکر ظفر پیکر انگلشیہ کے ہاتھ آیا اور بدمعاش مخبرین وغیرہ جو کچھ کہ [illegible] سر پیٹ بھاگ گئے مگر ۲۱ تاریخ تک لڑائی موقوف نہیں ہوئی اس عرصہ میں جو مقامات مستحکم بیرون شہر تھے اور وہاں باغیوں نے پناہ لی تھی انھیں بھی برباد و [illegible] کر دیا۔ ۲۳ مارچ کو لکھنؤ میں آخری توپ چلی اور سال گذشتہ ماہ جون سے جو اب اوس شہر میں توپ اور بندوق کی آواز موقوف ہوئی ٭

فتح بریلی ماہ اپریل و مئی

لکھنؤ کو فتح کرکے فوج ظفر موج انگریزی نے بریلی کو مغلوب کیا جہاں باغیوں [illegible]

شکست کھاکر پناہ لی تھی اب اونکے سرگروہ فیروز شاہ شاہزادہ دہلی اور ناناصاحب
راجہ بٹھور اور مولوی فیض آباد اور حضرت محل بیگم باغیہ اودھ تھی کیمبل صاحب نے
بقصد دفع بقیۃ السیف سپاہ باغی لکھنؤ سے کوچ کیا اور والپول صاحب کی
فوج کو ہمراہ لیکر بریلی پر چڑھائی کی ۔ ۲۵ - اپریل کو شاہجہان پور تو باتون
کہتے مین چھین لیا ۔ ۳ - مئی کو قریب شہر مذکور کے باغیون نے سپاہ ظفر پناہ
انگریزی پر حملہ شدید کیا مگر شکست فاش کھائی اور نقصان عظیم اوٹھایا
۶ - مئی کو بریلی پر توپونکی باڑھ پڑنے لگی اور جنرل جونس صاحب مراد آباد کو
فتح کرکے دوسری طرف بریلی کو پونہچے انجام کار ناناصاحب اور اوسکے ساتھی
سرپٹ بھاگے اور بریلی فتح ہو گئی ۔ اس اثنا مین بعد کوچ کرنے کالن کیمبل
صاحب کے دشمن نے شاہجہان پور کا محاصرہ کر لیا تھا مگر جب جنرل جونس صاحب
کمک کو پونہچے تو باغی متفرق و پریشان ہو گئے ۔ جب لیوگرڈ صاحب کی فوج نے
لکھنؤ سے کوچ کیا تو راہ مین ایک گروہ باغی نے جسکا سردار گورسنگہ تھا اوسپر
شدید حملے کیے اور بہت ضرر پونہچایا مگر ادہر ہوپ گرینٹ صاحب نے
بیگم باغیہ کو شکست دی اور تھوڑے عرصہ مین فیض آباد کا مولوی باغی بھی مارا
گیا اور بیگم باغیہ گھاگرہ کیطرف بھاگ گئی اور وہان فوج کو جمع کرکے یکبارگی
حملہ کرنے کا ارادہ کیا ۔ پس اس طرح سے ۱۵ - ماہ جون تک باغیون نے مقامات
شکست کھائی اور اب اکٹھے لڑنے کے قابل نہ رہے مگر تھوڑے تھوڑے ہوکر ایک ایک گروہ نے

اونکے لوٹ مار شروع کی اور سپاہ انگریزی کو کہ وہ بھی جا بجا منتشر تھی بہت تکلیف دی۔ اب ان لٹیرے باغیون کی مجمع بیگم باغیہ اور شاہزادۂ دہلی اور ناناصاحب کے علم بغاوت شیم کے گرد ہوئے

سرہیو روز صاحب کے کارنمایان ممالک متوسطہ ہند مین ۱۸۵۸ء

ماہ مئی و جون مین سرہیو روز صاحب نے ممالک متوسطہ ہند کے معرکۂ عظیم مین فوج باغی پر ایسی ضرب لگائی کہ بالکل خاتمہ کردیا

فتح جھانسی ماہ اپریل ۱۸۵۸ء

سرہیو موصوف نے ماہ جنوری مین قلعہ راتھہ گڑھ کو مسخر کیا اور فروری مین ساگر اور گراکوٹہ کو مغلوب کیا اور ان سب مقامات کو فتح کرکے جھانسی پر چڑھائی کی کہ وہان کی رانی برسر مقابلہ تھی سرہیو روز صاحب نے دیکھا کہ دشمن کی جگہہ بہت محفوظ و مضبوط ہے مگر اونھون نے اتنی توپین لگا کر گڑھی مین گھس جانے کی جگہہ ہوگئی قبل حملۂ آخری کے تانتیا ٹوپی جو ناناصاحب کا چچازاد بھائی تھا سخت لڑائی ہوئی یہ مفسد یعنی تانتیا صاحب یکم اپریل کو کالپی سے جھانسی کو بچانے آیا تھا انجام یہ ہوا کہ تانتیا نے شکست فاش کھائی اور تین دن کے بعد
[illegible] قلعہ باغیہ کے ہاتھ تھے

یعنی کالپی اور گوالیار کے غارت کرنیکو سر ہیو روز صاحب بہت جلد روانہ ہوئے

فتح کالپی ماہ مئی

تانتیا ٹوپی اور جھانسی کی رانی کالپی مین سپاہ انگریزی کی منتظر تھی سر ہیو روز صاحب
۷ مئی کو اوس شہر کیطرف روانہ ہوئی راہ مین ایک گروہ عظیم سی فوج
مخالف کی قصبہ کونہ مین مقابلہ ہوا اونھون نی شکست فاش کھائی - ۱۶ مئی کو
سردار موصوف قریب کالپی کی پہونچ گئے اور دو دن تک باغیون کے مورچہ نکا
محاصرہ کیے رہے ۲۲ ماہ مذکور کو بدمعاشون نی یکبارگی حملہ کر دیا مگر شکست
فاش کھائی اور بڑی پریشانی سی بھاگے سر ہیو روز صاحب کی تھکی ماندی
فوج نی شہر کالپی پر قبضہ کر لیا - پس اس طرح سے ۲۳ مئی کو کالپی بھی فتح ہو گئی
بعد اختتام جنگ کے سر ہیو روز صاحب نے اپنی فوج کو آرام کرنی دیا کہ وہ بسبب
متواتر لڑائیون کی اور شدت گرمای ہند کے بہت خستہ و پژمردہ ہو گئی تھی
مگر گوالیر کا حال سنکر اونھین اپنے لشکر سے پھر کام لینا پڑا ؛

تسخیر گوالیر ماہ جون

سابق مین بیان کیا گیا کہ سیندھیا مہاراجہ گوالیر نی اس کٹھن وقت مین
انگریزون سی بڑی وفاداری اور بڑی شجاعت ظاہر کی مگر اوسکی تمام فوج

باغی ہوگئی تھی - القصہ ۲ جون کو جو بدمعاش کالپی سے شکست کھا کے
آگئے تھے اونھون نے سیندھیا کو بعد جنگ شدید گوالیر سے نکال دیا اور وہ اپنی
جان بچا کر آگرہ مین بھاگ آیا - سر ہیوروز صاحب فوراً روانہ ہوئے کہ
شکستہ دل باغیون کی اس آخری جای پناہ کو بھی برباد و تباہ کردین - ۱۹ جون کو
سپاہ باغی نے بسرداری رانی جھانسی و تانتیا او فوج انگریزی سے لشکر پہاڑی پر
جو گوالیر کے سامنے واقع ہے مقابلہ کیا رانی ماری گئی اور ساری فوج منتشر ہو گئی
اور ہزارون ماری گئی - آخر گوالیر بھی انگریزون کے ہاتھ آیا اور یہ باغیون پر
آخری ضرب شدید تھی کہ اسکے بعد پھر اونھون نے سر نہین اوٹھایا - باغیون کی
فوج بھر بھنڈ ہوگئی اور تمام ملک مفتوح مین جا بجا انگریزی سپاہیون سے
بھری ہوگئی اب ان بہادرون کو ذرا دم لینے کی مہلت ملی اور انھون نے تعب و
مشقت جنگ سے استراحت کی - جب ہندوستان مین امن و امان ہو گئی
تو ایسٹ انڈیا کمپنی معزول ہوگئی اور سلطنت ہند خود جناب ملکہ معظمہ انگلستان
نے لی یہ حال آیندہ عرض کیا جائیگا یہان اس انقلاب عظیم کا انجام بیان کرنا ہے

آخری معرکہ ماہ نومبر

جولائی اور اگست اور ستمبر ان شدید گرمی کے مہینون مین سر کالن کیمبل صاحب اور
سر ہوپ گرینٹ صاحب اور جنرل والپول صاحب یہ سب افسران بہادر جو نامی

بدمعاشون کو رگید رگید کر مار رہی تھی اور قلعی مسخر کر رہی تھی۔ بیگم باغیہ بعد
چند ضعیف مقابلون کی نانا صاحب کے ساتھ راپتی سی عبور کر کے جنگ بہادر
راجہ نیپال کی عملداری مین بھاگ گئی۔ راجہ مذکور نی انگریزون کو اجازت دیدی
کہ اوسکے ملک مین باغیون کا تعاقب کرین۔ القصہ جو چند گروہ بدمعاشون کے
باقی رہ گئی تھے وہ بھی متفرق و منتشر ہو گئی۔ نانا صاحب و بیگم باغیہ پہاڑون مین
علافت گزین ہوئی اور اونکے ساتھیون نی ہتھیار رکھدیے ٭

سرداران باغی کا انجام ۱۸۵۹ء

ابتداے ۱۸۵۹ء مین تانتیا ٹوپی کی جگہ معلوم ہو گئی اور اوس سرگروہ
مفسدین کو بعد تحقیقات کی پھانسی دیدی۔ نانا صاحب کی نسبت لوگ کہتے ہین
کہ نیپال مین مر گیا۔ خان بہادر خان بریلی کو پکڑکر پھانسی دیدی اور ممو خان
مدار المہام بیگم باغیہ لکھنؤ کو حبس دوام بعبور دریاے شور سزا ملی باقی افسران
باغی یا دائم الحبس ہوئی یا مختلف میعادون پر مقید ہوئی اور اکثر سپاہ باغی
نی ہتھیار رکھدیے اور بحال فلت وخواری وردیان اوتار ڈالین اور رعایا کا لباس
اختیار کیا۔ بیگم باغیہ گمشدہ پائی تخت نیپال مین گمنام چھپی ہے ٭

قرق ہونا زمینداری اودھ کا ۱۸۵۹ء

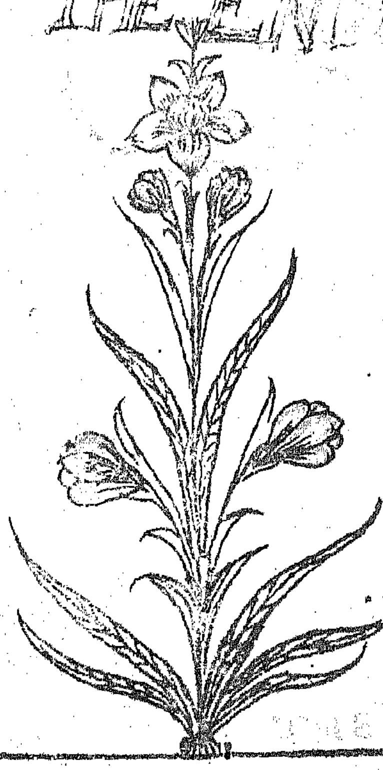
اودھ کی باغیون کو اپنی اعمال زشت کی بہت سخت سزا ملی۔ لارڈ کیننگ صاحب
نی حکم دیا کہ اس ملک کی زمین سرکار کی اختیار مین بلا شرکت غیر رہی مگر جو ہندوستانی
وقت غدر و فساد مین سرکار کی ممد و معاون ہوئی تھی اونھین انعامات معقول
عطا کیئی۔ سر رابرٹ مونٹ گمری صاحب بجای سر جیمس اوٹرم صاحب کی
چیف کمشنر اودھ مقرر ہوئی انھون نی بڑی لیاقت سی اپنا کام کیا۔ یہی واقعات
عہد حکومت کمپنی مین یادگار رہین اب کمپنی کی معزولی کا حال سنئی

معزولی ایسٹ انڈیا کمپنی ۱۸۵۸ء

یہ یاد رکھنا چاہیی کہ اکثر موقع پر ایسا ہوا کہ جب معاملات ہندوستان کی نسبت
پارلیمنٹ مین تقریر و مباحثہ ہوا تو اکثر ممبرون نی بکمال اصرار و الحاح کہا
کہ اگر اس ملک کا انتظام کمپنی کے اختیار سی نکل کر بالکل بادشاہ اور پارلیمنٹ
سی متعلق ہو جای تو بہت بہتر ہو چنانچہ ۱۸۵۳ء سی اس امر کی گفتگو ہو رہی
تھی اور جیمس ولیم ہیٹ صاحب وزیر اعظم نے فرمایا تھا کہ اس تغیر سلطنت سی
انگریزون اور ہندوون دونون کو فائدہ ہوگا پس اب یہ امر آسانی سی
سمجھ مین آسکتا ہی کہ ۱۸۵۷ء اور ۱۸۵۸ء کی ہولناک واقعات نی اہل انگلستان کو
حکومت کمپنی سی بالکل مخالف و منحرف کر دیا۔ آخر الامر بعد مباحثہ و مناظرہ
بسیار کمپنی سی انتزاع حکومت کو دونون مجلسون نی پارلیمنٹ کی مسلم و مقبول کیا

اور ۲ - اگست ۱۸۵۸ع مین اسی ملکہ معظمہ نے منظور فرمایا اور اب اسے
قوت قانونی حاصل ہو گئی - پس اس تاریخ سے ایسٹ انڈیا کمپنی قطعاً معزول ہو گئی
اور سلطنت مغلیہ دولت جلیلہ برطانیہ کے توابع و متعلقات مین داخل ہو گئی
- اب حکومت ہند سکرٹری آف سٹیٹ اور پندرہ آدمیون کی کونسل کے
سپرد ہی اور انھین کل مقدمات ہندوستان کا اختیار کلی ہی اور اونکے
محکوم و ماتحت گورنر جنرل ہندوستان ہین اونکے زیر حکم اور سب حکام ہین فقط

THE END



فہرست نام صاحبان گورنر جنرل بہادر کشور ہند بقید سنہ تقرری و برخاستگی بلحقہ واقعات ہند

نام گورنر جنرل	تقرری	سنہ برخاستگی	کیفیت
وارن ہیسٹنگز	سنہ ۱۷۷۲ء	سنہ ۱۷۸۵ء	
میکفرسن	سنہ ۱۷۸۵ء	سنہ ۱۷۸۶ء	پہلے کونسل کلکتہ کا ممبر اول تھا اور بعد ہیسٹنگز قائم مقام گورنر جنرل ہوا
کورنوالس	سنہ ۱۷۸۶ء	سنہ ۱۷۹۳ء	
سر جان شور	سنہ ۱۷۹۳ء	سنہ ۱۷۹۸ء	پہلے بنگال گورنر جنرل تھا اور پھر تجویز ہوا کہ کوئی
مارنگٹن (ملقب بہ مارکوئیس آف ولزلی)	سنہ ۱۷۹۸ء	سنہ ۱۸۰۵ء	نیا گورنر جنرل نہیں آیا آخر سنہ ۱۷۹۸ء میں مارنگٹن گورنر جنرل ہوا
کورنوالس	۳۰ جولائی سنہ ۱۸۰۵ء	۵ اکتوبر سنہ ۱۸۰۵ء میں مر گیا	
سر جارج بارلو	سنہ ۱۸۰۵ء	سنہ ۱۸۰۷ء	کونسل کلکتہ کا ممبر اول تھا گورنری کا کام بطور قائم مقام انجام دیتا رہا
منٹو	سنہ ۱۸۰۷ء	سنہ ۱۸۱۳ء	
مارکوئیس آف ہیسٹنگز	سنہ ۱۸۱۳ء	سنہ ۱۸۲۳ء	
امہرسٹ	سنہ ۱۸۲۳ء	سنہ ۱۸۲۸ء	
ولیم بینٹنک	سنہ ۱۸۲۸ء	سنہ ۱۸۳۴ء	
آکلینڈ	سنہ ۱۸۳۵ء	سنہ ۱۸۴۲ء	
الینبرا	سنہ ۱۸۴۲ء	سنہ ۱۸۴۴ء	
ہارڈنگ	سنہ ۱۸۴۴ء	سنہ ۱۸۴۸ء	
ڈلہوسی	سنہ ۱۸۴۸ء	فروری سنہ ۱۸۵۶ء	
کیننگ	سنہ ۱۸۵۶ء	سنہ ۱۸۶۲ء	
الجن	۱۲ مارچ سنہ ۱۸۶۲ء کو کلکتہ میں داخل ہوا	۲۰ نومبر سنہ ۱۸۶۳ء کو مر گیا	